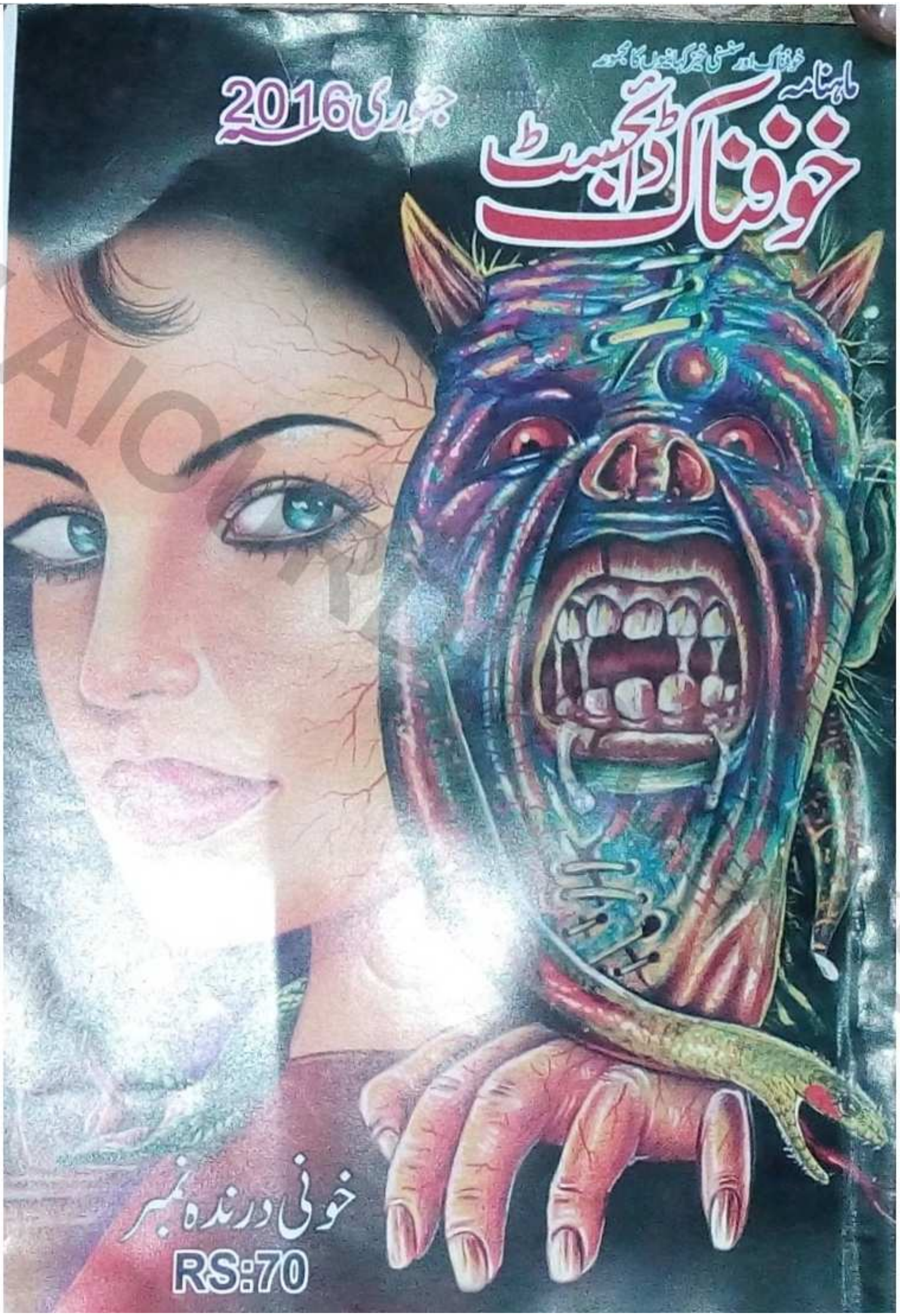
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیوں کا مجموعہ
ماہنامہ
جنوری 2016
خوفناک ڈائجسٹ
خونی درندہ نمبر
RS:70

CPL No.219

ماہنامہ لاہور

خوفناک ڈائجسٹ

جلد نمبر19۔شمارہ نمبر8

ماہ جنوری 2016

قیمت۔70روپے

خونی درندہ نمبر

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور

پوسٹ بکس نمبر3202، غالب مارکیٹ، گلبرگ لاہور

بانی۔شہزادہ عالمگیر

نگران اعلیٰ۔شہلا عالمگیر

چیف ایگزیکٹو۔شہزادہ التمش

جنرل منیجر۔شہزادہ فیصل

سرکولیشن منیجر۔جمال الدین

فون۔0333.4302601

آفس منیجر۔ریاض احمد

فون۔0341.4178875

مارکیٹنگ انچارج۔کرن۔ماہ نور۔زارا۔فاطمہ۔رابعہ۔سارا

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

خوفناک ڈائجسٹ ماہ جنوری 2016 کے شمارے خونی درندہ نمبر کی جھلکیاں

خونی درندہ — آر کے ریحان — 6

آسیبی جال — اسد شہزاد — 72

ڈر۔ اگلے ماہ — ابناس سعادت

دو گھونٹ پانی — عروہ ہادی — 66

قیمت 70 روپے

عاشق چڑیل — کشور کرن۔ پتوکی — 36

شیطان دیوتا — ایم ذاکر ستی — 88

ماہ نومبر 2015

چنیوٹی کا خوف — ایس امتیاز کراچی — 50

خونی درندہ نمبر

وہ آنکھیں — ندا علی عباس — 56

کوئی چاند رکھ میری شام پر۔ اگلے ماہ

کہانیوں کی صداقت ہر شک وشبہ سے بالاتر ہوتی ہیں ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام واقعات قطعی طور تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر۔ رائٹر۔ ادارہ۔ یا پبلیشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔

(پبلیشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹرز زاہد بشیر۔ ریٹی گن روڈ لاہور)

انجان مسافر — محمد وقاص انجم — 106

آپ کے خطوط

بے قرار روح — ملک اسد یامین — 126

دھنک کے رنگ — محمد قاسم رحمان — 160

سادھو — تنظیم عباس — 172

مردہ جادوگر — 136

کالی چٹان — قیصر جمیل پروانہ — 152

پھول اور کلیاں

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

اسلامی صفحہ

حضرت عمرؓ کا حضور ﷺ کے وصال پر رنج

حضرت عمرؓ باوجود اپنی اس ضرب المثل قوت شجاعت ۔ دلیری ۔ اور بہادری کے جو آج ساڑھے تیرا سو برس کے بعد بھی شہرۂ آفاق ہے اور باوجود یکہ اسلام کا ظہور حضرت عمرؓ کے اسلام لانے ہی سے ہوا کہا اسلام لانے کے بعد اپنے اسلام کا اخفاء گوارہ نہ ہوا حضور ﷺ ساتھ محبت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ یہ ہے کہ اپنی اس بہادری کے باوجود حضور ﷺ کے وصال کی حالت کا تحمل نہ فرما سکے سخت حیران و پریشانی کی حالت میں تلوار لے کر کھڑے ہو گئے کہ جو شخص کہے گا کہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا حضور اقدس ﷺ تو اپنے رب کے پاس تشریف لے گئے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ اسلام طور پر تشریف لے گئے تھے عنقریب حضور ﷺ واپس تشریف لائیں گے اور ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیں گے جو حضور ﷺ کے انتقال کی جھوٹی خبر اڑا رہے ہیں حضرت عثمانؓ بالکل گم سم تھے کہ دوسرے دن تک بالکل آواز نہیں نکلی چلتے پھرتے تھے مگر بولا نہیں جاتا تھا حضرت علیؓ چپ چاپ بیٹھے رہ گئے کہ حرکت بھی بدن کو نہ ہوتی تھی صرف ایک حضرت ابو بکر صدیقؓ کا دم تھا کہ اس وقت کے پہاڑ جیسے وقت کو برداشت کیا اور اپنی اس محبت کے باوجود جو پہلے قصہ میں گزری اس وقت نہایت سکون سے تشریف لا کر اول حضور اقدس ﷺ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور باہر تشریف لا کر حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ اس کے بعد خطبہ پڑھا جس کا حاصل یہ تھا کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کی پرستش کرتا ہوں وہ جان لے کر حضور ﷺ کا وصال ہو چکا لیکن جو شخص اللہ کی پرستش کرتا ہو وہ سمجھ لے کے اللہ شانہ زندہ ہیں اور ہمیشہ رہنے والے ہیں اس کے بعد کلام پاک آیت محمد ﷺ قبلہ الرسل خیر تک تلاوت فرمائی ۔ ترجمہ محمد ﷺ نرے رسول ہی تو ہیں خدا تو نہیں جن پر موت وغیرہ نہ آسکے سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید بھی ہو جائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے اور جو شخص الٹا پھر جائے گا خدا تعالیٰ کا تو کوئی نقصان نہیں کرے گا اپنا ہی کچھ کھو دے گا اور خدا تعالیٰ الشانہ جلدی ہی جزا دے گا حضرت ابو بکر صدیق نے خلافت کا اہم کام لینا تھا اس لیے ان کی شایان شان اس وقت یہی حالت تھی اسی وجہ سے اس وقت جس قدر استقلال اور تحمل حضرت ابو بکر صدیقؓ میں تھا کسی میں بھی نہ تھا اور اس کے ساتھ ہی جس قدر مسائل دفن و میراث وغیرہ کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو معلوم تھے چنانچہ حضور اقدس ﷺ کے دفن میں اختلاف ہو کر مکہ مکرمہ میں دفن کیا جائے یا مدینہ منورہ میں یا بیت المقدس میں تو حضرت ابو کر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ نبی کی قبر مبارک اسی جگہ ہوتی ہے جہاں اس کی وفات ہوئی لہذہ جس جگہ وفات ہوئی ہے اسی جگہ قبر کھودی جائے ---------- کشور

حضرت حمزہؓ کا کفن

حضور اقدس ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور بیدردکا … ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دل نکال لیا اور طرح طرح کے ظلم کئے لڑائی … اور دوسرے صحابہ "شہیدوں کی لاشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام فرما رہے … حالت میں دیکھا نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانپ دیا اتنے میں حضرت … صفیہ "تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں حضور اکرم ﷺ نے اس خیال … ہیں ایسے ظلموں کو دیکھنے کا تحمل مشکل ہو گا ان کے صاحبزادے حضرت زبیرؓ سے ارشاد فرمایا کہ … سے منع کر دو انہوں نے والدہ سے عرض کیا کہ حضور ﷺ نے دیکھنے سے منع فرمایا ہے انہوں نے کہا … سنا ہے میرے بھائی کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے ہیں اللہ کے راستے میں یہ کون سی بڑی بات ہے ہم اس پر راضی ہیں میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں اور انشاء اللہ صبر کروں گی حضرت زبیرؓ نے جا کر حضور ﷺ سے اس کلام کا ذکر کیا تو آپ سرکار ﷺ نے اس کا جواب سن کر دیکھنے کی اجازت دے دی آکر دیکھا اِنَّا لِلّٰہ پڑھی اور ان کے لیے استغفار اور دعا کی ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں جہاں نعشیں رکھی ہوئی تھیں ایک عورت تیزی سے آرہی تھی حضور ﷺ نے فرمایا دیکھو عورت کو روکو حضرت زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ ہیں میں جلدی سے روکنے کے لیے آگے بڑھا مگر وہ قوی تھیں ایک گھونسا میرے مارا اور کہا پرے ہٹ میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہو گئیں اس کے بعد دو کپڑے نکالے اور کہا کہ میں اپنے بھائی کے کفن کے لیے لائی تھی کہ میں ان کے انتقال کی خبر سن چکی تھی ان کپڑوں میں ان کو کفنا دینا ہے ہم لوگ وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہؓ کو کفنانے لگے تو برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے جن کا نام حضرت سہیلؓ تھا ان کا بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا جیسا حضرت حمزہؓ کا تھا ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہؓ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو اس لیے ہم نے دونوں کے لیے ایک ایک کپڑا تجویز کیا مگر ایک کپڑا ان میں بڑا تھا ایک چھوٹا تھا تو ہم نے قرعہ ڈالا اور قرعہ میں جو کپڑا جن کے حصے میں آئے ان کے کفن میں لگ جائے گا قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیلؓ کے حصے میں اور چھوٹا کپڑا حضرت حمزہؓ کے حصے میں آیا جو ان کے قد سے بھی کم تھا اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دیئے جائیں تو یہ سرکار دو جہاں نبی کریم ﷺ کے چچا کا کفن ہے .... کشور کرن چتوکی

خونی درندہ

---تحریر: ریحان خان - پشاور---

آصف کا تمام وجود بھیانک اور دہشت ناک طریقے سے جلنے لگا اس کے کالے اور بھیانک چہرے میں بھی آگ لگ گئی اور اس کا سر بھی جلنے لاوہ چیختے چلاتے ہوئے محل کے ادھر ادھر بھاگنے لگا وہ درد اور جلن کی وجہ سے پاگل ہونے لگا طاہر نے جب آصف اور جنت کی یہ حالت دیکھی تو محل کے باہر بھاگنے لگا اور اپنے باقی ساتھیوں کو توحید پر حملہ کرنے پر اسے آگے بھیج دیا مگر توحید میں اب اتنی طاقت آگئی تھی کہ منٹوں میں ہی اس نے طاہر کے سبھی درندے کو مار دیا وہ محل کے باہر بھاگنے ہی والا تھا کہ توحید نے ہوا کی تیزی سے اسے پکڑا اور اس کو اس کے ایک پاؤں سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے محل کے اندر لے آیا اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا اس کو وہ سبھی ظلم ایک ایک کر کے یاد آنے لگے جو طاہر نے ان پر کیے تھے اور اپنے خاندان کی موت کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں اور دماغ میں چلنے لگی۔ ادھر عاصمہ نے چلاتے ہوئے توحید سے کہا توحید اس کمینے کو چھوڑنا مت یہ تمہاری فیملی اور میری جان سے پیاری دوست اقرا کی موت کا ذمہ دار ہے عاصمہ روتے ہوئے کہے جا رہی تھی جبکہ دوسری طرف آصف اور جنت کی چیخیں پورے محل کے اندر گونجتی رہی تھیں طاہر نے بہت کوشش کی کہ وہ توحید کی مضبوط گرفت سے خود کو آزاد کرائے مگر وہ ناکام رہا۔ آخر کار انہوں نے توحید کے پاؤں پکڑے۔ پلیز توحید مجھے چھوڑ دو مجھے معاف کر دو میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا مجھے مت مارو۔ توحید نے غصہ سے اس کے چہرے پر گھونسوں اور مکوں کی بارش شروع کر دی جس سے طاہر کے چہرے کا گوشت اترنے لگا اور اس کی چہرے کی ہڈیاں نظر آنے لگی مگر توحید نے اس کے چہرے کی ہڈیوں کو بھی نہیں بخشا اسے بھی توڑ دیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ اس کے جسم سے ایک زوردار چیخ کے ساتھ الگ کر دیا اور پھر طاہر کا دوسرا ہاتھ بھی اس کے جسم سے الگ کر دیا۔ طاہر کی چیخیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں وہ چیختا ہوا ادھر ادھر بھاگتا رہا مگر توحید نے اس پر کوئی رحم نہیں کیا توحید نے اس کی دونوں ٹانگوں کو بھی اس کے جسم سے الگ کر دیا۔۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

میں پہلے ان سب قارئین کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جس کو میری قسط وار کہانی ذر کے آگے جیت پسند آرہی ہے۔ یہ اک منگل کہانی ہے جو میں صرف آپ قارئین کے لیے ایک تحفے کے طور پر لکھ رہا ہوں امید ہے کہ میرا یہ تحفہ خوفناک کے سبھی چاہنے والوں کو ضرور پسند آئے گا اور ریاض انکل سے ریکوسٹ ہے کہ میری یہ کہانی جلد شائع کر دیں۔ ریاض انکل جس شمارے میں میری یہ کہانی شائع کریں چاہے اس میں میری قسط وار کہانی شائع نہ کریں لیکن اس کو ضرور شائع کر دینا۔ شکریہ۔

کاش میں کبوتر ہوتا پرواز کرتا آسمانوں میں

بازی لاتا عشق کی گرتا تیرے مکانوں میں

دسمبر کی سرد ترین رات میں ایک سیاہ ہیولہ تیزی سے بہادر شہر کے ویران گلیوں میں ہوا کی تیزی کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ اچانک وہ ایک گھر کے سامنے رکا اوپر سے موسم بھی ابر آلود تھا آسمان پر گہرے بادل چھائے ہوئے تھے اور چاند ان سیاہ بادلوں کی اوٹ میں کہیں کھو گیا تھا بادلوں کی گرج اور چمک سے ماحول کبھی روشن ہو جاتا تو کبھی پھر سے پراسرار اندھیروں میں پھیل جاتا تھا وہ ایک بلند قد کا مالک تھا اس نے سیاہ کوٹ پہنا ہوا تھا جو اس کے پاؤں تک تھا اچانک سے بارش شروع ہو جاتی ہے ہر طرف ایک زوردار بارش شروع ہو چکی تھی اس کالے کوٹ والے لڑکے دین کوٹ پہنا ہوا تھا۔ جس سے بارش کی بوندیں سیدھا تیزی سے نیچے جا رہی تھیں۔ وہ جس گھر کے سامنے کھڑا تھا اس کے گھر کے مین دروازے پر دو بڑے جسامت والے کتوں نے اس کا راستہ روکا ہوا تھا وہ کتے اس لڑکے کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھے وہ کسی دیوانے کتوں کی طرح اسے دیکھ کر بھونک رہے تھے جیسے ہی وہ دونوں کتے اس کے نزدیک پہنچے اچانک سے اس لڑکے نے ہوا کی تیزی سے دونوں کتوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑا ایک کتے کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ کر اوپر اٹھالیا اور دوسرے کو اپنے بائیں ہاتھ سے دونوں کتے اس کے ہاتھوں میں بے بس ہو چکے تھے اور دونوں کتوں کی گردن ایک جھٹکے سے اس لڑکے نے توڑ دی اور دونوں کتوں کو دائیں بائیں پھینک دیا اور خود تیزی کے ساتھ اس گھر کے اندر چلا گیا تھوڑی دیر بعد اس کے کندھوں پر ایک حسین و جمیل لڑکی بے ہوشی کی حالت میں جھول رہی تھی اس لڑکے کا چہرہ اس کوٹ کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا تھا مگر اس کے ہونٹ نظر آ رہے تھے جو اس لڑکے خون سے لال تھے اور خون کے قطرے اس کے ہونٹوں اور منہ سے زمین پر گر رہے تھے اس نے پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ اپنے ہونٹوں پر انگلی پھیری اور ہوا کی تیزی کے ساتھ وہاں سے غائب ہو گیا۔

ہاہاہا۔ شاباش توحید بس ہم اپنے مقصد کے قریب پہنچ چکے ہیں اب وہ دن دور نہیں جب اس پورے شہر میں ہماری حکومت ہوگی سب لوگوں کو میں اپنا غلام بناؤں گا توحید تمہیں درندہ بنانے کا ہمارا فیصلہ درست ثابت ہوا ہے بس وہ ایک آخری لڑکی باقی رہ گئی ہے جس کو تم نے کسی بھی حالت میں یہاں لانا ہے مگر ہم نے اپنا پورا عمل خرچ کر دیا ہے مگر پھر بھی وہ لڑکی ہمارے علم میں نہیں آ رہی ہے مگر اس کے کچھ دوستوں کے چہرے میں عمل میں آئے ہیں۔ تمہیں اس دوستوں کے پاس جانا ہے اس کا خون پینا ہے وہ لڑکی خود بخود تمہارے سامنے آئے گی۔ اس نے لڑکی سمیت ایک تصویر دی جس میں تین لڑکیاں تھیں۔

مگر سردار میں اگر ان تینوں لڑکیوں کا خون پی بھی لوں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ وہ چھوٹی لڑکی کون ہے۔ اس پر وہ بھیانک شکل والا آدمی بولا۔ جس نے سرخ خون کی طرح لال کوٹ پہنا ہوا تھا جس کی آنکھیں بھی مکمل سرخ تھیں توحید کی اس بات پر وہ تیزی سے توحید کے سامنے مڑا اور اس کے چہرے کے قریب ہو کر بولا۔ اس کے چہرے اور ہونٹوں پر پراسرار مسکراہٹ تھی۔

توحید اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کے ہاتھ کی کلائی پر ہم درندہ کا نشان یعنی چمگادڑ بنا ہوا ہوگا۔ تم نے اسے فورا اٹھا کر یہاں لانا ہوگا تب ہمارا مقصد پورا ہوگا اس لڑکی کو میں درندہ بناؤں گا اور اس کے ساتھ شادی کر کے پورے شہر پر ہر چیز پر میری ہی حکومت ہوگی میں اس کی مدد سے دھیرے دھیرے درندوں کی فوج بنا دوں گا اور پھر ہر طرف طاہر کی حکومت ہوگی ہاہاہا۔ ہاہاہا اس نے ایک بلند آواز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا شروع کر دیا۔

آؤ آؤ نازش کی بچی آج پھر سے لیٹ آئی ہو سکول میں کل بھی سکول میں نہیں آئی تھی تم یہ اقرا تھی جو اپنے دانت چباتے ہوئے نازش کو دیکھ کر کہے جا رہی تھی۔

انیلا بولی۔ اقرا یار کیوں بھینس کے آگے بین بجا رہی ہو۔

نازش نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ کیوں تم دونوں کو آخر پرابلم کیا ہے میرے لیٹ آنے پر یا سکول سے چھٹی پر۔

ہاں ہمیں کیوں پرابلم ہوگی اگر تم ہماری بیسٹ فرینڈ نہ ہوتی تو ہم تمہیں گھاس بھی دینا گوارا نہ کرتے اقرا نے مسکراتے ہوئے انیلا کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ اس پر نازش نے عاصمہ کو خاموش دیکھ کر کہا۔

بھئی ذرا ہمیں بھی تو بتائیں کہ آج ہماری شہزادی عاصمہ کیوں اتنی خاموش ہے۔

اقرا بولی۔ ہاں تمہیں تو لوگوں کو میسج کرنے کے لیے علاوہ کچھ سوچتا بھی نہیں ہے شہر میں آج کل ہو کیا رہا ہے۔ تمہیں ذرا بھی خبر نہیں ہے ہر نئی رات کو ایک نوجوان لڑکی غائب ہو جاتی ہے ہر طرف مایوسی ہے جب رات ہوتی ہے تو سب کو ایک انجانا سا خوف لگا رہتا ہے کہ آج پھر سے کس گھر سے لڑکی غائب ہوگی۔

اقرا کی بات پر نازش بول پڑی۔ کیوں پتہ نہیں چلتا اب دیکھو ناں رات کو بھی ایک لڑکی غائب ہو گئی ہے کچھ پتہ نہیں ہے یہ خونی کھیل کون کھیل رہا ہے۔

عاصمہ جو ابھی تک خاموش تھی بولی۔ شہر میں چاروں طرف ماتم ہو رہا ہے دوستو مجھے بھی ہر رات کو ایک ڈر لگا رہتا ہے کہ ابھی کوئی آئے گا اور مجھے اٹھا کر لے جائے گا اور ہر رات میری کلائی میں بہت درد ہوتا ہے پتہ نہیں کیوں مگر میری کلائی پر یہ قدرتی نشان ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے اندر کوئی موذی جانور گھسا ہوا ہے جو مجھے ڈس رہا ہے جیسے کوئی اندر رینگ رہا ہے۔

انیلا بولی۔ عاصمہ یہ نشان مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگتا ہے تم کسی ڈاکٹر کے پاس جا کر بتاتی کیوں نہیں ہو۔

عاصمہ نے اپنی کلائی پر کالے رنگ کے چمگادڑ کو غور سے دیکھا اور بولی کئی بار مٹایا ہے لیکن یہ پھر سے ظاہر ہو جاتا ہے اور مجھے ہر روز خواب میں پراسرار آنکھیں نظر آتی ہیں جس میں ایک کشش ہوتی ہے جو مجھے اپنی طرف کھینچتی ہے مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے آج کل جیسے کوئی مجھے اٹھا کر لے جائیگا کوئی انجانا چہرہ اس پر تینوں لڑکیاں اس کے پاس جا کر بیٹھ گئیں۔ اور بولیں۔

نہیں عاصمہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا ہم سب

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

دوست آپ کے ساتھ ہیں اقرا نے عاصمہ کو گلے سے لگا کر کہا اور نازش انیلا نے بھی عاصمہ کو گلے سے لگا کر تسلی دی۔

یہ چاروں دوست بچپن سے ہی ایک ساتھ ہی تھیں ایک ہی سکول میں پڑھ رہی تھیں۔ اور یہ اب بھی دسویں کلاس کی سٹوڈنٹ تھیں اور بچپن سے ان چاروں لڑکیوں کی دوستی کی سب مثالیں دیتے تھے۔ اور یہ چاروں لڑکیاں اپنی مثال آپ تھیں۔ مگر عاصمہ کی خوبصورتی کی کوئی انتہا نہیں ہے وہ حد سے بھی زیادہ خوبصورت تھی اس کے ہاف براؤن موٹی موٹی آنکھیں تھیں اس کی دودھ کی طرح سفید رنگ اور اس کے چہرے کے نقوش ایسے تھے جیسے چاند بھی دیکھ کر شرما کر ڈوب جائے اس کے گلابی پھول کی پنکھڑیوں کی طرح ہونٹ اور وہ اونچے قد کی مالک تھی اس کی باڈی بھی حد سے زیادہ سمارٹ تھی غرض کہ وہ خوبصورتی کا ایک سراپا تھی جو بھی اسے دیکھتا وہ دیوانہ ہو جاتا اور اس کی ایک ہی خواہش ہوتی کہ عاصمہ کے سپنے دیکھنے کی مگر عاصمہ نے آج تک کسی لڑکے پر توجہ نہیں دی وہ آگے پڑھ کر ڈاکٹر بننا چاہتی تھی اس وجہ سے وہ صرف اپنی پڑھائی پر توجہ دیتی تھی۔

رات کے نو بج رہے تھے چاروں لڑکیاں بازار گئی تھیں کچھ سامان خریدنے مگر آج اسے بہت دیر ہو گئی تھی اور وہ تیزی سے اپنے اپنے گھروں کو جا رہی تھی ان سب کے گھر شہر سے تھوڑے فاصلے پر تھے اب وہ چاروں لڑکیاں شہر کی حدود سے نکل چکی تھیں۔

عاصمہ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ نازش نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ اس پر عاصمہ ان سے بولی۔

نہیں نازش تم مت ڈرو ہم سب تمہارے ساتھ ہیں ناں اور دیکھو اب ہم پہنچ چکے ہیں بس تھوڑی دیر کی بات ہے۔

وہ بھی ویران راستوں پر جا رہی تھیں ہر طرف خاموشی کا راج تھا دور دور تک کوئی بھی کسی ذی روح کا نام و نشان نظر نہیں آ رہا تھا اوپر سے سردی نے ان سب کی حالت اور بھی بگاڑ دی تھی سردیوں میں انسان خود بھی تھر تھر کانپتا رہتا ہے اور اوپر سے جب اس پر ڈر بھی سوار ہو اور ایسے حالات میں جب ان سب کو پتہ ہے کہ شہر میں آج کل کیا چل رہا ہے انیلا نے بھی اقرا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔

اقرا مجھے بھی ڈر لگ رہا ہے اگر کوئی ہمیں بھی باقی لڑکیوں کی طرح اچانک سے لے گیا تو ۔۔وہ یہ باتیں کر ہی رہی تھیں کہ اچانک سے وہاں ان کے سامنے ایک بڑا چمگادڑ آ گیا اور بالکل اس کے سامنے راستے پر بیٹھ گیا جیسے ہی اچانک راستے میں دیکھ کر سب کو خوف کے کئی جھٹکے لگے ڈر کی وجہ سے وہ بھی تھر تھر کانپ رہی تھی سب کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ کہ آخر یہ اتنا بڑا چمگادڑ کہاں سے آ گیا عاصمہ نے سب کے خوف سے بھیگے ہوئے چہرے دیکھ کر کہا۔

کچھ نہیں تم لوگ ڈرو مت آؤ چلتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں کرے گا۔

اس کے ساتھ ہی وہ بھی آگے بڑھنے لگی جبکہ وہ پراسرار چمگادڑ اسے ابھی بھی خونی نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک تھوڑی دیر جانے کے بعد

عاصمہ کی کلائی میں درد ہونا شروع ہو گیا۔ بالکل اسی چمگادڑ کے نشان پر درد اتنی شدت سے تھا کہ وہ بے اختیار درد سے کراہتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا عاصمہ پلیز بتاؤ۔ لڑکیاں بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔ عاصمہ کیا ہوا۔ پلیز بتاؤ جبکہ عاصمہ کی کلائی پر درد کی شدت اتنی تیزی تھی کہ وہ کچھ کہنے کے لائق نہیں تھی تینوں لڑکیاں بھی عاصمہ کو دیکھ کر پریشان ہو گئی اچانک اقرا کی نظر عاصمہ کی کلائی پر چمگادڑ کے نشان پر پڑی جس میں خون اتنی تیزی سے گردش کر رہا تھا جیسے عاصمہ کی چمڑی کے اندر کوئی چیز رینگ رہی ہو اقرا نے نازش اور انیلا سے کہا وہ عاصمہ کی کی کلائی اقرا نے خوف سے دبی ہوئی آواز میں ہکلاتے ہوئے کہا جسے دیکھ کر انیلا اور نازش کو بھی خوف کے کئی جھٹکے لگے۔ وہ بھی یہ دیکھ رہی تھی کہ اچانک اقرا کے منہ سے ایک زوردار چیخ بلند ہوئی جو اندھیروں اور خاموشی کو چیرتی ہوئی چلی گئی جب انیلا اور نازش نے اقرا کی طرف دیکھا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے پیچھے سے کالا لمبا کوٹ پہنے ہوئے ایک لڑکے نے اقرا کو اپنے ایک ہاتھ سے دبوچے ہوئے رکھا تھا اس کا چہرہ دکھائی نہیں دے رہا تھا کوٹ پر سے ٹوپی کی وجہ سے اقرا چیختے چلاتے ہوئے کہے جا رہی تھی۔

بچاؤ بچاؤ۔ مگر اقرا اور نازش تو خوف کی وجہ سے تھر تھر کانپ رہی تھیں جیسے کہ ابھی بے ہوش ہو جائیں گی جبکہ عاصمہ کی کلائی کا درد بھی اچانک سے ٹھیک ہو گیا تھا مگر اب بھی اس کی کلائی میں خون کی سانپ کی طرح گردش کرتی ہوئی لکیر دکھائی دے رہی تھی اچانک اس سیاہ کالے کوٹ والے نے اپنی دونوں دانت باہر نکالے اور اقرا کی گردن میں پیوست کرنے ہی والا تھا کہ عاصمہ اس کی طرف تیزی سے بڑھی اور اقرا کا ہاتھ پکڑ کر روتے ہوئے کہنے لگی۔

نہیں پلیز نہیں اسے چھوڑ دو پلیز چھوڑ دو یہ معصوم ہے اس کچھ نہیں کہا پلیز اقرا کو چھوڑ دو جیسے ہی اس لڑکے نے عاصمہ کو دیکھا یکدم سے حیران ہو گیا پتہ نہیں اسے کیا ہوا اسے نا چاہتے ہوئے بھی اقرا کو چھوڑ دیا۔ جبکہ اقرا نے اپنی موت کو قریب سے دیکھا ڈر اور خوف کی وجہ سے وہ تو وہی پر بے ہوش ہو گئی تھی۔

اقرا۔۔اقرا۔۔ کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو۔ پلیز اپنی آنکھیں کھولو عاصمہ روتے ہوئے اقرا کو جھنجھوڑ رہی تھی۔ پتہ نہیں اس لڑکے کو کیا ہوا عاصمہ کو یوں رونا اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا اور انہوں نے اپنا کوٹ والی ٹوپی نکال دی اور عاصمہ کے قریب ہو کر دھیرے سے بولا۔

کچھ نہیں ہوا ہے یہ صرف بے ہوش ہے ابھی ہوش میں آ جائے گی۔ عاصمہ نے جیسے ہی اس کی طرف دیکھا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہو رہا تھا اس کو ایسا لگا جیسے وہ جاگتی آنکھوں سے کوئی سپنا دیکھ رہی ہو وہ اس لڑکے کی آنکھوں میں کھو سی گئی وہ وہی آنکھیں تھیں جو وہ خواب میں دیکھتی آ رہی تھی کالے سبز موٹی موٹی آنکھیں تھیں جس میں بے پناہ کشش تھی وہ مضبوط جسم کا مالک تھا انیس سالہ نوجوان تھا وہ گورا اور سفید رنگ تھا اور چہرے کے عمدہ ترین نقوش تھے وہ کسی بھی لڑکی کا آئیڈیل بن سکتا تھا بے پناہ خوبصورتی تھی اس لڑکے میں پرستان کا کوئی حسین شہزادہ لگ رہا تھا

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

وہ۔وہ لڑکا خود بھی عاصمہ کو دیکھ کر عاصمہ کی خوبصورتی میں کھو گیا تھا جیسے وہ عاصمہ کو برسوں سے جانتا ہو وہ لڑکا پلکیں جھپکائے بغیر ہی عاصمہ کو ہی دیکھ رہا تھا جبکہ نازش اور انیلا نے بھی اس لڑکے کو دیکھ کر اس کی جادوگر پرکشش خوبصورتی میں کھوسی گئی تھیں وہ لڑکا سیدھا اقرا کے پاس آیا اور اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو فوراً اقرا ہوش میں آ گئی اور اس لڑکے کو دیکھ کر وہ بھی حیران رہ گئی اس پر عاصمہ نے بڑی مشکل سے اس لڑکے کو کہا۔

کو۔کو۔کون ہو تم۔ اور ہمیں کیوں مارنا چاہتے ہو ہم نے کیا کیا ہے اس پر اس لڑکے نے عاصمہ سے صرف اتنا کہا۔

میرا نام توحید ہے یہ سب میں آپ کو بعد میں بتاؤں گا پہلے یہاں سے چلو یہاں پر خطرہ ہے اٹھو جلدی کرو توحید کی عجیب میٹھی آواز تھی اس کی آواز میں بھی کشش تھی۔

مگر آپ ہو کون۔اور ہمیں پہلے مارنا چاہتے تھے اور اب کہہ رہے ہو کہ ہم سب کو خطرہ ہے عاصمہ کی اس بات پر توحید نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے زبردستی اٹھاتے ہوئے کہا۔

اب اس کا وقت نہیں ہے کہ میں کون ہو تمہاری زندگی کو خطرہ ہے جیسے ہی توحید نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑا عاصمہ کو ایسا لگا جیسے اس کا ہاتھ کسی برف کے زیر اثر آ چکا ہو توحید کا ہاتھ برف سے بھی سرد تھا جیسے اس میں کوئی ہی نہ ہو خیر عاصمہ نے اس پر توجہ نہیں دی اور توحید سے کہا۔اگر مجھے خطرہ ہے تو میری باقی دوست یہ کیا کریں گی۔

توحید نے کہا۔میں ان تینوں کو نہیں بچا سکتا وہ لوگ آتے ہی ہوں گے مجھے صرف تمہیں بچانا ہے اس پر عاصمہ نے توحید سے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

نہیں میں اپنی دوستوں کو موت کے منہ میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی میرے دوستوں کو مارنے سے پہلے ان کو مجھے مارنا ہوگا اگر میری کسی بھی دوست کو کچھ ہو گیا تو بھی اس کے لیے اپنی جان دے دوں گی اس پر توحید سمجھ گیا کہ اگر عاصمہ کو بچانا ہے تو ان کے باقی سہیلیاں کو بھی بچانا ہوگا کیونکہ وہ جان چکا تھا کہ وہ ان تینوں کو ضرور ماریں گے عاصمہ کو تو وہ کچھ نہیں کہیں گے مگر باقی تین دوستی کو وہ کبھی بھی نہیں چھوڑیں گے کیونکہ عاصمہ طاہر کو زندہ چاہیے تھی اس وجہ سے توحید نے سب سے کہا چلو تم سب،

اقرا نے عاصمہ سے کہا۔عاصمہ ہمیں فخر ہے تم پر کہ تم میری فرینڈ ہو تم ہماری پرواہ مت کرو ہمیں کچھ نہیں ہوگا۔

نہیں اقرا ہم سب ایک ساتھ رہیں گے۔

توحید بولا۔یہ ٹھیک کہہ رہی ہے وہ تم تینوں میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے چلو جلدی چلو یہاں سے نکلتے ہیں توحید نے اتنا ہی کہا تھا کہ اس کے سامنے دو آدمی آ گئے جس کے ہاتھوں میں نوکیلی لکڑیاں تھیں جیسے خنجر وہ دونوں وہی درندے تھے جو طاہر نے بھیجے تھے وہ ہوا کی تیزی سے ساتھ توحید کے سامنے آ گئے اور توحید سے کہا۔

توحید تم نے اچھا نہیں کیا ایک لڑکی کے لیے تم نے پتہ ہے کس سے بغاوت کی ہے درندوں کے سردار طاہر سے دشمنی مول لے کر تم نے اپنی موت کو دعوت دی ہے سیدھے سیدھے ان

چاروں لڑکیوں کو میرے حوالے کر دو ورنہ اس کے لیے تمہیں وہ سزا ملے گی جو تم زندگی بھر یاد رکھو گے اس پر توحید نے ان سے کہا۔

اگر تم دونوں کو اپنی جان پیاری ہے تو میرا راستہ چھوڑ دو اور اگر ہمت ہے تو کسی ایک لڑکی کو بھی ہاتھ لگا کر دکھاؤ۔

توحید کا اتنا کہنا تھا کہ وہ دونوں آدمیوں کے چہرے بدلنے لگے اور اس کے دو دانت باہر کو نکلنے لگے جسے دیکھ کر شدید سردی میں بھی چاروں لڑکیوں کے چہروں پر پسینے آنے لگے ڈر اور خوف سے ان سب کا برا حال تھا سب کو موت اپنی آنکھوں کے سامنے رقص کرتی ہوئی دکھائی دینے لگی اس کے چہرے عجیب سے نوکیلے ہونے لگے اور اس کے ناخن بھی بڑھنے لگے اچانک دونوں ان لڑکیوں پر حملہ کر دیا مگر توحید ایک درندہ تھا اس لیے وہ پہلے ہی ان دونوں کے حملے کے لیے تیار تھا ایک درندہ عاصمہ کو ہاتھ لگانے والا تھا کہ توحید نے ہوا کی تیزی سے اس کا ہاتھ جھٹکا جس سے وہ دور چلتا ہوا جا گرا جبکہ دوسرے نے بھی نازش کو پکڑا ہی تھا کہ توحید نے جمپ لگا کر فلائنگ کک سے وہ دوسرے درندے کو ایک لات ماری جو سیدھی اس کے سینے پہ لگی جس وہ بھی دور قلابازی کھاتے ہوئے جا گرا توحید نے چاروں لڑکیوں سے کہا۔

ایک ساتھ ہو جاؤ مگر سب پر خوف اور ڈر سوار تھا اور جو لڑائی ان تینوں درندوں کے بیچ ہو رہی تھی وہ سب ہی دیکھ رہی تھیں ان سب نے یہ سب موویز میں دیکھا تھا مگر آج وہ سب اپنے آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں عاصمہ نے تینوں کو ایک ساتھ کیا اور خود اس کے سامنے کھڑی ہو گئی

وہ دونوں جھٹ سے کھڑے ہو گئے اور دونوں نے اس بار توحید پر حملہ کر دیا جس سے توحید زمین پر گر گیا وہ دونوں ان چاروں لڑکیوں کی طرف بڑھنے لگے توحید سمجھ گیا کہ اب اس کو بھی جانور بننا ہوگا اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے ہاتھ آگے کی طرف کیے جس کے ناخن بڑھنے لگے اور اس نے ایک زوردور چیخ ماری۔

ہاہ ہ ہ ہ ہ۔ اس کے ساتھ ہی اس کے دو دانت باہر کو آ گئے ادھر ایک نے انیلا کو پکڑا اس کے خون پینے ہی والا تھا کہ توحید نے اس کا ایک ہاتھ پکڑا اور ایک جھٹکے سے جسم سے الگ کر دیا۔ جس سے اس درندے کے منہ سے درد کی وجہ سے ایک زوردار چیخ نکلی وہ دوسرا درندہ تیزی کے ساتھ توحید کی طرف بڑھا اور توحید کو مارنے کے لے وہ لکڑی کا نوکیلا خنجر توحید کے سینے میں پیوست کرنے ہی والا تھا کہ توحید نے وہ لکڑی پکڑی اور ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے لے لی اور اتنی تیزی کے ساتھ اس درندے کے سینے میں پیوست کر دی جو سیدھی اس درندے کے دل کے آر پار ہو گئی اور وہ تڑپتا ہوا زمین پر گر گیا اور تڑپنے لگا اور تڑپتے تڑپتے موت کے منہ میں چلا گیا اور وہ پہلا والا درندے کی گردن توحید نے توڑ دی اور اس کا سر اس کے جسم سے الگ کر دیا جس سے اس کا جسم زمین پر گر گیا۔اور اس کا سر توحید نے اس کے جسم کے اوپر پھینک دیا اور جیب سے ایک لائٹر نکالا اور دونوں درندوں کو آگ لگا دی جس سے وہ جل کر راکھ ہو گئے جبکہ تینوں لڑکیاں توحید کے اس روپ اور اس دہشت ناک منظر کو برداشت نہ کر پائیں اور تینوں وہی پر گر کر بے ہوش ہو گئیں جبکہ عاصمہ

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

نے خود کو سنبھالا ہوا تھا اور اس کے دل میں کئی سوال تھے جو وہ توحید سے پوچھنے والی تھی توحید کے دانت اندر کو چلے گئے اور اب وہ نارمل حالت میں ہو گیا۔ اس نے عاصمہ کے حسین چہرے کو دیکھا اور اس کی آنکھوں میں نا چاہتے ہوئے بھی آنسو آ گئے تھے وہ عاصمہ کے قریب ہو گیا جبکہ عاصمہ اب بھی اس کی آنکھوں کی کشش میں کھوئی ہوئی تھی وہ کچھ کہنے والی تھی مگر زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی اس نے بہت کوشش کر کے توحید سے پوچھا۔

تو کون ہے اور میرا ساتھ آخر ایسا کیا رشتہ ہے جو میرے لیے تم نے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا ہے۔۔اور مجھے یہ حسین اور پرکشش آنکھیں خواب میں بار بار آتی ہیں۔ کیا رشتہ ہے میرا تمہارے ساتھ سوال زیادہ تھے مگر وہ ایک ہی سوال پوچھ نہیں سکی توحید سے توحید نے تھوڑی دیر عاصمہ کے حسین چہرے کو دیکھا اور اس نے کہا میں ایک درندہ ہوں ۔ایک جانور اور جب جب تمہیں میری ضرورت پڑے گی میں تمہارے سامنے ڈھال بن کر کھڑا ہو جاؤں گا میرے ہوتے ہوئے تمہیں کچھ نہیں ہو گا اس کے ساتھ ہی توحید نے عاصمہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ جھومتے ہوئے بے ہوش ہو گئی اور توحید نے سب لڑکیوں کو ہوا کی تیزی کے ساتھ اس کے گھروں میں پہنچا دیا۔ اور اسی طرح یہ دہشت ناک رات اختتام پزیر ہوئی۔

صبح جب ان سب کی آنکھ کھلی تو سبھی اپنے اپنے گھروں پر موجود تھیں تھوڑی دیر بعد ان سب نے جب اپنے دماغ پر زور دیا تو رات والا سارا واقعہ ایک فلم کی طرح ان سب کے ذہنوں پر چلنے لگا ان سب کو لگ رہا تھا کہ وہ سب ایک بھیانک خواب تھا تھوڑی دیر میں سبھی لڑکیاں سکول میں پہنچ چکی تھیں۔ وہ چاروں سکول کے لان میں بیٹھی ہوئی تھیں تھوڑی دیر خاموشی کے بعد انیلا بولی۔

کیا کوئی مجھے یہ بتا سکتا ہے کہ وہ رات کو وہ سب کیا تھا وہ خواب تھا یا حقیقت تھی انیلا کی اس بات پر نازش بولی۔

جو بھی ہو وہ لڑکا غضب کا ہینڈسم تھا میں تو اس کو پہلی نظر میں دیکھ کر اس کی دیوانی ہو گئی تھی نازش کی اس بات پر اقرا بولی۔

نازش یار ہم کبھی اتنے سیریس ہیں رات کو ہم موت کے منہ سے بچ گئے تھے اور تمہیں لڑکوں کی پڑی ہے لڑکوں کے علاوہ تمہیں کوئی اور سوچتا ہے کیا۔

اقرا کی اس بات پر نازش ایسی چپ ہو گئی جیسے اس کے منہ میں لولی پوپ رکھ دی گئی ہو عاصمہ کیوں اتنی گہری سوچ میں ہو اقرا نے عاصمہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

اقرا پتہ نہیں وہ آخر کون تھا ۔کہاں سے آیا تھا اور کہاں چلا گیا ہے کچھ سمجھ نہیں آ رہی ہے آخر میں کیوں صبح سے اس کے بارے میں سوچ رہی ہوں اقرا تم کو پتہ ہے اس کی پرکشش سحر زدہ آنکھیں میں خواب میں دیکھتی ہوں وہ وہی آنکھیں تھیں ہاں وہ ہی آنکھیں۔ اقرا مجھے اس سے ایک بار ملنا ہو گا۔

عاصمہ ہوش میں آؤ وہ کوئی اور مخلوق سے تعلق رکھتا ہے تم نے رات کو اس کے وہ دو لمبے لمبے دانت نہیں دیکھے تھے جو ایک چیخ سے باہر

آ گئے تھے اور اس کے وہ بڑے بڑے تیز دھار خنجر کی طرح ناخن بھی نہیں دیکھے تھے اقرا نے سہمے ہوئے خوف میں دبی ہوئی آواز میں کہا۔اقرا کی بات پر انیلا بولی۔

یار مجھے تو بہت ڈر لگ رہا ہے کی سرح انہوں نے ایک آدم خور کا سر اس کے جسم سے جدا کر دیا وہ جو بھی ہے وہ ہمیں چھوڑے گا نہیں وہ اگر پھر آ گیا تو مجھے تو ابھی سے خوف آ رہا ہے چلو پولیس کو سب بتاتے ہیں۔۔

انیلا کی بات پر نازش بولی بے وقوف لڑکی پولیس کیا کر لے گی وہ الٹا ہم سے سوال پوچھے گی بس دعا کرو کہ وہ دوبارہ ہمارے سامنے نہ آئے۔

سردار اس نے ہمارے دونوں ساتھیوں کو مار کر جلا ڈالا ہے وہ اس لڑکی کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے اچانک طاہر نے بلند آواز میں کہا۔

توحید ددد۔ تم نے اس لڑکی یہاں نہ لا کر اپنی موت کو دعوت دی ہے تم نے ہم سے بغاوت کر کے اچھا نہیں کیا ہے۔ تمہیں ہم وہ سزا دیں گے جس سے تمہاری روح کی بھی سکون نہیں ملے گا اب تم اپنی موت کا تماشہ دیکھو گے آصف جاؤ اپنی سب سے طاقتور چڑیل کو اس لڑکیوں کے لیے مارنے کو بھیجو ایک لڑکی کو بھی وہ زندہ نہ چھوڑے اور عاصمہ کو پکڑ کر یہاں لے آئے اب میں دیکھوں گا کہ توحیدا سے کیسے بچاتا ہے اور ہاں اسے کہہ دو کہ توحیدا گر اس کے راستے میں آئے تو اسے بے بس کر کے یہاں ہمارے پاس پیش کرے اسے تو میں وہ سزا دوں گا کہ پھر کوئی میرا بنایا ہوا درندہ میرا مجھ سے بغاوت نہ کرے اس پر وہ کالے رنگ کا آدمی بولا۔

جی سردار میں بھی بدی چڑیل کو ان سب لڑکیوں کا خاتمہ کرنے کے لیے بھیج دیتا ہوں۔

وہ سبھی لڑکیاں ایک ہی محلے میں رہتی تھیں انیلا اقرا اور نازش تینوں کزن تھیں وہ ایک ہی گھر مین رہتی تھیں جبکہ عاصمہ اس کی صرف بیسٹ فرینڈ تھیں وہ اس کے دوسرے ساتھ والے گھر میں رہتی تھی آج اقرا نازش اور انیلا کے گھر والے کہیں کسی تقریب میں چلے گئے تو وہ تینوں لڑکیاں اور اس کے دوسرے بہن بھائی گھر پر اکیلے رہ گئے تھے اس لیے آج اقرا نازش اور انیلا ایک ہی کمرے میں سونے کے لے چلی گئیں۔ اقرا کا چھوٹا بھائی تھا جو اس سے پانچ سال چھوٹا تھا اسے اقرا سے کہا۔

میں بھی آج آپ تینوں کے ساتھ سوؤں گا مجھے ڈر لگ رہا ہے اکیلے میں۔

اقرا نے اسے کہا۔ ہاں آ جاؤ۔

اس طرح وہ سبھی ایک کمرے میں سو گیے تھے سردیوں کی وجہ سے ہر طرف سناٹا تھا ہر کوئی اپنے نرم نرم بستروں پر میٹھی نیند سو گیا تھا وہ تینوں بھی تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد دنیا جہاں سے بے خبر سو گئی رات کے بارہ بجے اچانک کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی تو نازش کی آنکھ کھل گئی کمرے میں چاروں طرف کا خاموشی اور اندھیرے کا راج تھا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا نازش پھر سے سونے کے لیے لیٹ گئی انہوں نے صرف اپنا وہم سمجھا مگر اس بار دھیمی دھیمی مسکرانے کی آوازیں آنے لگیں۔ نازش نے جب وہ آوازیں سنی تو خوف کی وجہ سے ادھر ادھر

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

دیکھنے لگی مگر کمرے میں اندھیروں کی وجہ سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا نازش نے لائٹس جلانی چاہی مگر وہ بھی نہیں جل رہی تھی جبکہ پراسرار مسکرانے کی آوازیں بدستور جاری تھیں نازش کا ڈر کی وجہ سے برا حال ہو گیا تھا اچانک مسکرانے کی آوازیں بند ہونے اچانک مسکرانے کی آوازیں بند ہونے لگیں۔ نازش کا ڈر ختم نہیں ہوا تھا کہ اس بار مسکرانے کی آوازوں کے ساتھ ساتھ نازش کی آوازیں بھی آنے لگیں۔

نازش ش ش ش۔ نازش ش ش ہاہاہا۔ میرے پاس آؤ۔

نازش نے جیسے ہی اپنا نام سنا تو اس نے فورا اقرا اور انیلا کو بھی جگا دیا اور تیزی سے عاصمہ کو بھی فون کر دیا فون کی گھنٹی جیسے ہی بجی عاصمہ سوئی ہوئی نہ تھی انہوں نے جلدی سے فون اٹھایا اور دوسری جانب نازش کی ڈری ہوئی آواز سنائی دی ۔عاصمہ۔ وہ وہ ہمارے گھر میں کوئی ہے کوئی چ چڑ۔ چڑ۔ چڑیل ہے۔

نازش۔ نازش تم لوگوں کو کچھ نہیں ہوگا میں ابھی آتی ہوں ہمت مت ہارنا تمہیں کچھ نہیں ہوگا دوسری طرف آوازیں قہقہوں میں بدلنے لگیں۔ اور کمرے کے اندر طوفانی ہوائیں چلنے لگیں اور کمرے کے اندر ہواؤں سے خوف ہونا شروع ہو گیا سب کا خوف اور ڈر سے برا حال تھا اور کبھی چیختی چلانے لگی وہ کبھی دروازے کی طرف بھاگنے لگی اقرا نے اپنے چھوٹے بھائی کو ہاتھ دیا اور دروازے کی طرف بھاگنے لگی مگر دروازہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا سب نے بہت کوشش کی مگر باہر نکل نہیں پائے اور حیرت کی بات تو یہ تھی کہ آوازیں صرف کمرے کے اندر سنائی دے رہی تھیں باہر ہر طرف سناٹا تھا مگر کمرے کے اندر ایک دہشت ناک ماحول تھا ہر طرف خوف ہی خوف تھا اور بھیانک چیخوں کا سلسلہ جاری تھا کبھی لڑکیاں زور زور سے چلا رہی تھیں اور اقرا کا بھائی تو اسی وقت بے ہوش ہو گیا تھا۔

اچانک کمرے کے اندر ایک بھیانک وجود ظاہر ہوا جسے دیکھ کر سب کے ہوش اڑ گئے کبھی لڑکیاں ڈر اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگی اس کے سامنے زمین اور آسمان گھومتے ہوئے نظر آنے لگے وہ ایک بھیانک چڑیل تھی جس کے چہرے کا گوشت جگہ جگہ سے جلا ہوا تھا اس کی انڈے کی طرح سفید آنکھیں تھیں اور اس کے بکھرے بکھرے بال اس کے چہرے پر گزر رہے تھے وہ ایک خوفناک چڑیل تھی جس کا چہرہ برداشت سے باہر تھا سب لڑکیوں نے خوف کی وجہ سے اپنے منہ دوسری طرف کر لیے تھے اور موت سب کی آنکھوں کے سامنے ناچ رہی تھی اچانک سے اس چڑیل نے اقرا کے بھائی پر حملہ کر دیا اور وہ پہلے سے ہی بے ہوش تھا انہوں نے اقرا کے بھائی کو اپنے پنجوں میں دبوچ لیا تھا۔

ہاہاہا۔ کمزور انسان تم سب کیا سمجھتی ہو۔ ک[ہ] کوئی معمولی درندہ تم لوگوں کو بچا سکتا ہے نہیں ہاہاہا۔ وہ ہنستے ہوئے کہے جا رہی تھی اب میں دیکھتی ہوں کہ وہ تمہیں کیسے بچا پاتا ہے۔ اس پ[ر] اقرا نے روتے ہوئے چڑیل سے کہا۔

پلیز میرے بھائی کو چھوڑ دے پلیز اس پ[ر] رحم کر وہ معصوم ہے نادان ہے اگر مارنا ہی ہ[ے] تو مجھے مار دو مگر میرے بھائی کو چھوڑ دے۔ و[ہ] روتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے بولی۔۔

اپنی کزن اور بیسٹ فرینڈ کو دیکھ کر نازش

اور انیلا بھی رونے لگی اور چڑیل کے سامنے بھیک مانگنے لگی مگر ان ظالم نے کسی کی ایک نہ سنی وہ اقرا کے بھائی کی گردن کی شہ رگ میں دانت پیوست کرنے ہی والی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ اچھل کر دور جا گرا اور چڑیل کو کسی نے پیچھے سے اس کے بالوں کو پکڑا جس سے اس کی گرفت ڈھیل پڑ گئی اور اقرا کا بھی اس کی گرفت سے آزاد ہو گیا اچانک سے چڑیل کے بالوں کو کسی نے جھٹکا دیا جس سے وہ اچھلتے ہوئے دور جا گری وہاں پر کوئی اور نہیں بلکہ توحید کھڑا تھا اس نے چڑیل سے یہ کہہ کر جھٹکا دیا کہ بدی چڑیل ابھی نہیں ابھی میں زندہ ہوں۔ توحید کو دیکھ کر سب کی جان میں جان آئی اقرا بھاگ کر توحید کے گلے سے لگ کر بے اختیار رونے لگی۔

بھائی تم آ گئے تم آ گئے بھائی توحید نے جب اقرا کی زبان سے بھائی کا لفظ سنا تو اس کے سوئے ہوئے جذبات جاگ گئے۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ کوئی اسے بھائی بھی کہے گا انہوں نے اقرا کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

نہیں بہن تمہیں کچھ نہیں ہگا جب تک میں زندہ ہوں تمہیں میں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا اتنے میں اچانک سے وہ چڑیل زمین پر سے اٹھی اور ہوا میں لہراتے ہوئے بلند آواز میں بولی۔

بھائی بہن ہاہاہا۔ ہاہاہا توحید تم بھول رہے کہ تم ایک جانور ہو ایک درندہ ہو جو انسانوں کا خون پیتا ہے تم میں دل نہیں ہے اور تم کب سے انسانوں کے بارے میں سوچنے لگے اور اچھا ہوا کہ تم آ گے یہاں پر اب میں دیکھتی ہوں کہ تم خود کو بچاتے ہو یا ان سب دوستوں کو۔ ہاہاہا۔ اس نے بلند آواز میں ہنستے ہوئے کہا اور وہ سیدھا توحید کے سامنے چلی گئی اور توحید کو یکدم گلے سے پکڑ لیا اس اچانک حملے کے لیے توحید بالکل بھی تیار نہ تھا وہ چڑیل پہلے سے زیادہ غضب ناک ہو گئی تھی اور توحید کو گلے سے اتنی مضبوطی سے پکڑا اور توحید کو دھیرے دھیرے زمین سے اوپر اٹھانے لگی چڑیل کی گرفت اتنی مضبوط تھی کہ توحید اپنی تمام تر کوششوں سے بھی خود کو چڑیل کی گرفت سے آزاد نہ کرا سکا چڑیل نے تو اپنے ہاتھ کو ایک جھٹکا دیا جس سے توحید ہوا میں اچھلتا ہوا دور جا گرا توحید کو دیکھ کر کبھی لڑکیاں اس کی طرف بھاگی مگر توحید ابھی زمین سے اٹھنے ہی والا تھا کہ چڑیل نے توحید کے سینے پر اپنا پاؤں رکھا اور اسے زور دینے لگی اس کے پاؤں کا زور اتنا زیادہ تھا کہ توحید دھیرے دھیرے زمین میں دھنستا چلا گیا اقرا بھاگتے ہوئے توحید کو چڑیل کی گرفت سے آزاد کرانا چاہتی تھی مگر چڑیل نے اقرا کو بھی ایک ہاتھ سے پکڑا اور اوپر کی طرف اٹھانے لگی اقرا کی سانس بند ہونے لگی اقرا کو دیکھ کر انیلا اور نازش بھی اقرا کی طرف دوڑ لگا دی اور نازش نے ایک چھری لی اور چڑیل کی پیٹھ میں گھسا دی مگر چڑیل کو کوئی فرق نہیں پڑا نازش چونکہ چڑیل کے پیچھے کھڑی تھی چڑیل نے بغیر مڑے اپنا چہرہ صرف نازش کی طرف موڑ دیا باقی جسم اس کا سیدھا تھا مگر سر چڑیل کا دوسری طرف تھا نازش نے چڑیل کے سفید انڈے جیسی آنکھوں کو دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھی اور اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنوں نے نازش کو بھی پکڑ لیا اور اس کا گلا دبانے لگی بدی چڑیل میں غضب کی طاقت تھی تینوں اس کی گرفت میں بے بس ہو گئی تھیں توحید نے بہت کوشش کی نازش اور اقرا کو

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

بچا پائے مگر وہ مسلسل جدوجہد کر کے بھی خود کو چھڑانے میں ناکام رہا تھا ادھر نازش اور اقرا کی سانسیں بند ہونے لگی تھیں اب وہ دونوں کو اپنی موت یقینی دکھائی دینے لگی اس کی آخری سانس باقی تھی کہ اچانک وہاں پر عاصمہ آ گئی۔ اور اقرا اور نازش کو چڑیل کی گرفت میں دیکھ کر تڑپ سی گئی وہ سیدھا چڑیل کے پاس گئی پہلے جب اس نے چڑیل کے بھیانک شکل کو دیکھ کر کانپ سی گئی مگر اس نے اپنی دوستوں کو بچانا تھا اس لیے اس نے چڑیل کے سر پر ایک اینٹ سے وار کیا جس سے چڑیل اور غصہ میں آ گئی اور عاصمہ کو ایک ایک لات ماری جو سیدھی عاصمہ کے ہاتھ پر لگی اور اس سے خون بہتا ہوا سیدھا توحید کے منہ میں چلا گیا اور عاصمہ لڑکھڑاتے ہوئے دور جا گری توحید کے منہ پر خون لگنے کی وجہ سے اس میں غضب کی طاقت آ گئی تھی اور اس کی آنکھیں مکمل کسی سانپ کی طرح نیلی ہوئی اور اس کے دونو پیلے دانت باہر کی طرف نکلنے لگے توحید نے چڑیل کا پاؤں پکڑا جس سے وہ ادھر زمین میں دھنس گیا تھا اس نے چڑیل کے پاؤں کو پکڑا اور گھما کر دور پھینک دیا۔ اور وہ ہوا کی تیزی کے ساتھ اقرا اور نازش کو سنبھالنے لگا۔

بہن تم ٹھیک تو ہوناں۔

ہاں بھائی میں ٹھیک ہوں تم عاصمہ کو بچاؤ۔

توحید سیدھا عاصمہ کی طرف گیا جس کے بازوؤں سے شدید خون بہہ رہا تھا توحید نے جیسے ہی خون دیکھا وہ کنٹرول سے باہر ہو گیا کیونکہ وہ خون پینے کا عادی ہو چکا تھا توحید کا دل چاہ رہا تھا کہ عاصمہ کا بہتا ہوا خون وہ پی لے اور اسے اپنی پیاس بجائے مگر اس نے خود کو کنٹرول کیے ہوئے تھا۔ اس نے عاصمہ کو اپنی گود میں پکڑا اور کہا

عاصمہ تمہیں کچھ نہیں ہوگا میں تمہیں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا۔

عاصمہ درد سے کراہتے ہوئے بولی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ توحید بہت درد ہو رہا ہے عاصمہ کا نرم جسم خون میں لت پت ہو گیا تھا توحید نے ہوا کی تیزی سے انیلا کا دوپٹہ پھاڑا اور عاصمہ کے بازوؤں پر باندھنے لگا مگر اس سے پھر بھی خون نہیں رکا اچانک توحید نے اپنے ہاتھ کو کاٹا جس سے خون بہنے لگا اور اس خون کو عاصمہ کے بازوؤں پر لگا دیا جس سے اچانک عاصمہ کا زخم سیکنڈ میں ٹھیک ہو گیا جیسے اب اس کے بازو میں کوئی زخم نہ ہو۔ چڑیل پھر سے زمین سے اٹھی اور توحید سے کہنے لگی۔

اچھا تو یہ ہے وہ لڑکی جو پراسرار درندہ کی ملکہ بننے والی ہے۔ توحید تم اس کو ہم سے نہیں بچا سکتے تم ایک خون پینے والے درندہ ہو ایک جانور ہو توحید کو ویسے بھی غصہ آ گیا تھا عاصمہ اور اقرا کے درد کو وہ بھولا نہیں تھا جیسے ہی چڑیل ہوا میں لہراتے ہوئے توحید کے نزدیک آئی توحید نے اس کا وار ایک ہاتھ سے روک لیا اور اس چڑیل کا ہاتھ تن سے جدا کر دیا پتہ نہیں اتنی طاقت توحید میں کیسے اور کہاں سے آئی تھی اچانک توحید نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی اس کے جسم سے نکال دیا اور اپنے نوکیلے خنجر جیسے ناخن سے ایک زوردار وار اس کے پیٹ پر کیا جس سے توحید کا ہاتھ چڑیل کے پیٹ میں چلا گیا اور جب توحید نے واپس اپنا ہاتھ چڑیل کے جسم سے نکالا تو اس کے ہاتھ میں انتڑیاں اور جسم کے باقی

اعضا اس کے ہاتھ میں تھے جس سے چڑیل کے منہ سے ایک بھیانک دردناک آواز نکلی اور زمین پر گر کر تڑپنے لگی مگر توحید کا غصہ ابھی بھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا اس نے چڑیل کو بالوں سے پکڑا اور اس کی گردن پر اپنے دائیں ہاتھ کے ناخنوں سے ایک زوردار وار کیا جس سے چڑیل کا سر تن سے جدا ہو گیا اور اس کی سفید انڈے جیسی آنکھیں توحید کو ہی دیکھتی رہ گئیں۔ پھر وحید نے اپنی جیب سے لائٹر نکالا اور چڑیل کے جسم اور سر کو آگ لگا دی جس سے چڑیل جل کر خاک بن گئی توحید کے اس بدلتے ہوئے روپ کو دیکھ کر سب ہی حیران ہو گئے اقرا بھاگ کر توحید کے پاس چلی گئی اور توحید سے بولی۔

بھائی تم ٹھیک تو ہوناں۔

ہاں بہن میں ٹھیک ہوں مگر خطرہ ابھی ٹلا نہیں ہے بلکہ اور بڑھ گیا ہے یہ بدی چڑیل ظاہر کے ایک خاص درندہ آصف کی ایک خاص طاقت تھی اور مجھے نہیں لگتا تھا کہ میں اس خطرناک چڑیل کو ختم کر پاؤں گا مگر نہیں عاصمہ کے خون میں ایک کیا بات تھی کہ جس سے میرے بدن میں ایک عجیب سی چیلنج نئی اور میں آپے سے باہر ہو گیا اور خود میں بے پناہ طاقت محسوس کرنے لگا میں نے صرف طاہر سے سنا تھا کہ عاصمہ کے جسم میں جو خون ہے وہ درندے کو ایک نئی طاقت دے سکتا ہے ایسی طاقت جسے آج تک کسی نے بھی نہیں سنا ہوگا نہ دیکھا ہوگا توحید کی باتیں سننے کے بعد عاصمہ تیزی سے توحید کے پاس گئی اور اسے زور سے کہنے لگی۔

تم کون ہو آخر کون ہو تم۔ تم سے میرا آخر کیا رشتہ ہے کیوں ہر لمحہ میں تمہارے بارے میں سوچتی ہوں کیوں تمہاری یہ سحر زدہ آنکھیں خواب میں نظر آتی ہیں کیوں تم میرے دل کی گہرائیوں میں اترتے چلے جا رہے ہو عاصمہ نے ایک ہی سانس میں یہ سب سوال ایک ساتھ کہہ ڈالے۔ اس نے اپنے دل کی بات بھی توحید سے کہہ دی تھی سب کے سامنے عاصمہ کا پیار دیکھ کر عاصمہ کے دل میں اپنے لیے پیار دیکھ کر توحید کو اتنی خوشی ہوئی جو میں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا مگر پھر توحید کو خیال آیا کہ وہ ایک درندہ ہے ایک خون پیتا درندہ ہے ایک جانور ہے اور عاصمہ ایک نازک سی پری جیسی پھول جیسی لڑکی ہے توحید نے عاصمہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا جس سے عاصمہ اس کی سحر زدہ آنکھوں میں کھو سی گئی اور خود کو کنٹرول کر کے بولی۔

مت دیکھو توحید مجھے اس طرح پلیز مت دیکھو تم مجھے پاگل کر دو گے پلیز میرے سوالوں کے جواب دو۔

اقرا اور نازش بھی بولیں۔ بھائی ہاں آپ کون ہو اور آپ کی [illegible] حالت کیسے ہوئی ہے ہاں بتاؤ بھائی بتاؤ تم کون ہو طاہر کون ہے آصف کون ہے۔ اتنے میں انیلا نے بھی سوال کر دیا۔

ہاں اور یہ سب ہمارے پیچھے کیوں لگے ہیں ہمیں کیوں مارنا چاہتے ہیں ہم نے کسی کا کیا بگاڑا ہے یہ سب سوال سننے کے بعد توحید نے بات جاری کرتے ہوئے کہا۔

میں بھی آپ لوگوں کی طرح ایک نارمل انسان تھا میری بھی فیملی تھی میرے بھی بہن بھائی تھے میں اپنی زندگی میں بہت ہی خوش تھا مجھے کسی

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

چیز کی کوئی ضرورت نہیں تھی ان دنوں میں کالج میں تھا مجھے ایک جنت نامی لڑکی سے پیار ہوگیا وہ جنت کی طرح خوبصورت تھی جنت سے ملنے کے بعد مجھے زندگی بہت ہی پیاری لگنے لگی ہم دونوں کی محبت کالج میں ایک مثال تھی سیکنڈ ائیر کے بعد ہماری چھٹیاں ہوگئی اور ہم کچھ فرینڈز چھٹیاں میں سیر کرنے کا پروگرام بنالیا۔ ہم جس جگہ پر سیر کو گئے تھے وہاں پر ہماری محبت کو کسی کی نظر لگ گئی اور کچھ لوگوں نے وہاں پر جنت کے ساتھ بدتمیزی کی تو میں اور میرے کچھ فرینڈز نے ان دولڑکوں کو مارا جس سے وہ کافی زخمی ہو چکے تھے اور اس کے بعد ہم واپس آگئے اور اس بات کو ایک ماہ گزر گیا تھا کہ میری خوشحال زندگی میں طوفان آگیا پہلے میرے ابو کی پراسرار موت ہوگئی پھر اس کے بعد میری پھول جیسی ماں اس کی گردن پر دونوکیلے دانت پائے گئے تھے اور میرے ابو اور میرے امی کی موت ایک طرح کی ہوئی تھی دونوں کے جسموں سے سارا خون نکال لیا گیا تھا اور اس طرح میری دو بہنیں بھی اس طرح کی موت ہوگئی اس کے بعد میرے ایک بھائی تھا وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا ایک ایک کر کے میرے سبھی گھر والے مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے گئے میں اکیلا ہوگیا تھا مجھے اپنی زندگی سے نفرت ہونے لگی تھی میری آنکھوں کے سامنے میرے سب گھر والے موت کے منہ میں چلے گئے اور میں کچھ بھی نہیں کر پایا یہاں تک کہ میرے وہ دو فرینڈز بھی اب میرا اس دنیا میں جنت کے علاوہ کوئی اور نہیں تھا۔ میں ہر وقت اکیلا رہنے لگا اور میرے گھر والوں کے قاتلوں کی تلاش جاری رکھی کالج چھوڑ دیا اور جنت ہر وقت میرے پاس تھی میرے ٹوٹے ہوئے دل میرے بے معنی زندگی کو وہ سہارہ دے رہی تھی مگر ایک دن اچانک کچھ کالے کوٹ والے کچھ آدمی آئے اور مجھے اور جنت کو بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے گئے جب ہمیں ہوش آیا تو ہم ایک قبرستان میں تھے اور وہاں پر ہمارے ساتھ جو ہوا وہ بہت ہی بھیانک تھا جو میں آج تک نہیں بھلا پایا وہاں پر میری آنکھوں کے سامنے میری زندگی میرا پیار جنت کو مارا گیا میری آنکھوں کے سامنے ان لوگوں نے جنت کو پراسرار اور دہشت ناک موت ماردیا اسکا بھی خون نچوڑا گیا کہ میں آپ لوگوں کو بیان نہیں کرسکتا۔ وہ حسرت بھری نظروں سے مجھے دیکھنے لگی کہ اس کا توحید اسے بچا نہیں پایا اس نے میری وجہ سے اپنی جان دے دی ایک آخری امید ایک آخری سہارہ تھا میرا ان ظالموں نے وہ بھی مجھ سے چھین لیا میں بے بس تھا کچھ بھی نہیں کر پایا اور اس کے بعد ان لوگوں نے میری گردن میں دانت گاڑ دیے اور میرا خون بھی پی لیا۔ بس صرف اتنا چھوڑا صرف جسم میں خون کے میں بس زندہ رہوں اور اسکے بعد مجھے قبر کے اندر زندہ دفن کردیا گیا مگر پھر پتہ نہیں کب جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک محل نامی جگہ پر تھا جب میں نے اپنے اردگرد دیکھا تو وہاں پر ہی طاہر سے میری ملاقات ہوگئی طاہر نے مجھے بتایا۔

ہم نے تمہیں ایک نئی زندگی دی ہے ایک نئی پہچان دی ہے آج تم ایک جانور کے روپ میں ایک درندے ہو ہم نے تمہیں ایک طاقت ور درندہ بنادیا ہے ہمیں ایسے ہی ایک مظلوم کی تلاش تھی جس پر ظلم ہوا ہو اور جب وہ لوگ تمہیں قبر

میں زندہ دفن کرنے کے بعد چلے گئے تو ہم نے تمہیں قبر سے نکالا اور جب ہمیں پتہ چلا کہ تمہاری سانسیں چل رہی ہیں تو ہم نے تمہیں یہاں لا کر ایک درندے کا خون دیا کیونکہ تمہارے جسم کو خون کی سخت ضرورت تھی اس وجہ سے ہم نے تمہیں ایک درندے کا خون دے کر زندہ کیا تا کہ پہلے تم اپنے خاندان کے اور اپنی جنت کی موت کا بدلہ لے سکو۔ اور پھر تمہیں ہمارے لیے کام کرنا ہوگا ہم چاہتے ہیں کہ ہر جگہ پر ہماری حکومت قائم ہو کیونکہ تمہیں پتہ چلا ہوگا کہ تمہارے خاندان کی کس طرح موت ہوئی ہے اور کسی نے بھی تمہاری مدد نہیں کی ہے یہاں پر کوئی مطلب کا ہے اس لیے اب تمہیں انسانوں سے نفرت کرنی ہوگی اور انسانوں کا خون ہی کر کے تمہاری پیاس بجھنے چاہیے۔

اور پھر میں نے طاہر کی بات پر عمل کیا اور سب سے پہلے اپنے خاندان والوں کا بدلہ لیا اور پھر اپنی جنت کا اور ان سب کو دہشت ناک موت ماردیا میرے سبھی دشمن درندے تھے جو بہت زیادہ طاقت تھے مگر مجھ پر انتقام کی آگ سوار تھی وہ سبھی درندے طاہر کے دشمن میں سے تھے میں نے ایک ایک کر کے سب کو اذیت ناک اور دہشت ناک موت سے دوچار کیا اور اسی طرح میں طاہر کا غلام بن گیا۔ اور خود بھی مجھے لوگوں سے نعرت ہونے لگی جو طاہر کہتا تھا وہی کرتا تھا اور پھر طاہر کو اپنے علم سے عاصمہ کا پتہ چلا کہ دنیا میں ایک ایسی لڑکی ہے جس کے خون سے درندے کو ایسی طاقتیں مل سکتی ہیں جس کا آج تک کسی نے سوچا بھی نہیں ہوگا مگر وہ ہر درندہ کو نہیں مل سکتی جس کے خون میں انسانوں کا میٹھا خون ہو وہ درندہ جو کسی زندہ انسان سے بنایا گیا ہو جو کہ مردہ انسانوں کو کہتے ہیں اور اس لیے طاہر کا خون میٹھا تھا اور طاہر بھی زندہ انسان سے درندہ بنا ہے۔ اور شاید میرے جسم میں بھی طاہر کا خون ہو اس لیے تو عاصمہ کے خون سے مجھے اتنی طاقت مل گئی تھی جبکہ صرف اس کے خون کا ایک قطرہ میرے اندر چلا گیا تھا۔

آپ لوگ یہ سوچ رہے ہوں گے کہ مجھے آپ لوگوں پر رحم کیوں آیا ہے وہ اس لیے جب میں نے عاصمہ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو مجھے لگا کہ وہ میری جنت ہے کیونکہ جنت کا چہرہ اور عاصمہ کا چہرہ ایک ہی ہے بالکل اسی طرح جس طرح میری جنت تھی عاصمہ کو زندہ دیکھ کر مجھے ایسا لگا جیسے میری جنت واپس آگئی ہو۔ اور اقرا کی پوری فیملی واپس آگئی ہو میرے سوئے ہوئے جذبات میرا سویا ہوا پیار پھر سے جاگ گیا توحید نے جب بتا ختم کی تو اس کی آنکھوں میں بے پناہ آنسو تھے اور توحید کی داستان سن کر سب کے چہرے آنسوؤں سے تر ہوگئے تھے نازش نے روتے ہوئے کہا۔

بھائی آج سے آپ کی ایک بہن نہیں بلکہ میں اور انیلا بھی ہیں آج سے آپ کی تین تین بہنیں ہیں ہاں بھائی آپ خود کو آج کے بعد کبھی بھی اکیلا مت سمجھنا ہم سب ااپ کے ساتھیں ہیں اقرا کی اس بات پر عاصمہ نے بھی کہا۔

ہاں توحید اور میں جنت جیسی نہیں بلکہ آپ ہو سمجھو کے میں ہی تمہاری جنت ہوں اس پر توحید نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

نہیں عاصمہ نہیں تم مجھ سے پیار نہیں کرسکتی

میں اب انسان نہیں ہوں ایک خون پینے والا درندہ ہوں ایک جانور ہوں میں صرف تمہیں طاہر سے بچاؤں گا اور پھر تم سب کی زندگی سے دور چلا جاؤں گا۔

نہیں توحید نہیں تم جو بھی ہو میں تم سے پیار کرتی ہوں اور مرتے دم تک کروں گی میں تم سے کبی نفرت نہیں کر سکتی ہوں کبھی تم سے دور نہیں رہ سکتی۔

ہاں بھائی پلیز ایسا مت سوچیے آپ ٹھیک ہو جاؤ گے اقرا کی بات پر توحید نے کہا چلو تم سب یہاں سے یہاں بہت خطرہ ہے میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہے تم سب کی جان بچانا وہ لوگ یہاں آتے ہی ہوں گے میں تم سب کو کسی محفوظ جگہ پر لے جانا چاہتا ہوں اور پھر میں طاہر کو مار دوں گا اگر وہ زندہ رہا تو ساری انسانیت کو خطرہ ہے وہ بے ناہ لوگوں کا قاتل ہے اور اسی طرح وہ سبھی وہاں سے نکل گئے اقرا نے باقی کزن وغیرہ کو سمجھا دیا کہ امی ابو سے یہ سب کہہ دینا۔

باہر جا کر توحید نے پہلے سے ہی کار کا بندوبست کیا تھا جس میں بیٹھ کر وہ شہر کی حدود سے نکلتے ہوئے دور چلے گئے سینکڑوں میلوں کے سفر کرنے کے بعد وہ سبھی ایک پہاڑ تک پہنچ گئے جو سرسبز پہاڑ تھا جس میں سب کچھ موجود تھا۔

توحید یہ کون سی جگہ ہے عاصمہ نے پہاڑ پر نظر جماتے ہوئے کہا۔

یہ پہاڑ شاہکار ہے یہ پہاڑ ان درندوں کی نظروں سے اوجھل ہے اس میں میں اکثر آیا کرتا ہوں اور اپنے پرانے وقت اپنے ماضی کی یادیں تازہ کرتا ہوں توحید کی بات پر انیلا بولی۔

مگر بھائی جان اتنی دور کو آپ کیسے آ جاتے ہیں انیلا کی بات پر توحید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ انیلا بہن درندوں میں ایک خاص طاقت ہوتی ہے ہوا کی تیزی والی میں یہاں پر بیس منٹ میں ہی پہنچ جاتا ہوں بھائی جان یہ تو واقعی میں اتنی خوبصورت جگہ ہے کہ میں نے خواب میں بھی اس قسم کی خوبصورتی نہیں دیکھی اتنا سرسبز پہاڑ اتنا چین وسکون میں زندگی میں پہلی بار محسوس کرتی ہوں اقرا کی اس بات پر عاصمہ بولی

ہاں اقرا دل چاہتا ہے کہ ساری زندگی ہی یہی پر گزار لوں۔ اب چلو چلتے ہیں اوپر کی طرف توحید نے آگے جا کر کہا۔ جب وہ اوپر کی طرف چڑھ گئے تو سب کو اپنی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا ہر طرف سرسبز پیڑ پودے پرندے اور ہر طرف ایک حیران کن خوشبو تھی دور دور تک کا نظارہ بہت پیارا تھا ہر طرف پرندوں کی مترنم آوازیں سنائی دے رہی تھیں غار کے اندر جانے کے بعد سب کو حیرت کے کئی جھٹکے لگے کیونکہ وہاں پر ایک سرنگ تھی جب اس کے اندر گئے سب وہاں پر انسانوں کا مکمل ساز وسامان تھا وہ غار ایک کمرہ کی طرح سجایا گیا تھا۔

توحید یہ تم نے سجایا ہے عاصمہ نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں عاصمہ یہ میں نے خود سجایا ہے یہ کمرہ غار کے اندر ہے یہاں پر بیٹھ کر میں اپنی یادیں تازہ کرتا ہوں۔ تم سب یہاں پر بیٹھو میں تم سب کے لیے کھانے کا بندوبست کرتا ہوں اس کے

ساتھ توحید چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد لکڑیاں وغیرہ بھی اپنے ساتھ لے آیا اور کچھ خرگوش وغیرہ بھی اپنے ساتھ لے آیا اس پر اقرا نے کہا۔

میں سب کے لیے کھانا بناؤں گی۔

اچھا اچھا بنا لو نازش نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

او کے تم بھی آؤ اکٹھا بناتے ہیں ایک ساتھ نازش اور اقرا کھانا بنانے میں مصروف ہو گئی جبکہ توحید نے عاصمہ سے کہا۔

تم بھی یہاں پر رہو میں نے سب بندوبست کر لیا ہے بس کچھ دنوں میں طاہر کا کام تمام کرنے کے بعد آ جاؤں گا اور اگر میں پانچ دنوں میں نہیں آیا تو تم سب گاڑی میں بیٹھ کر چلی جانا۔

نہیں توحید تم کہیں نہیں جاؤ گے یہاں پر رہو گے ہمارے ساتھ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا کیا ہو گا میں تمہارے بغیر جی نہیں سکتی۔

نہیں عاصمہ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو میرا وہاں جانا ضروری ہے جب تک طاہر کو ختم نہیں کر لیتا مجھے کچھ نہیں ہو گا پلیز اپنے دوستوں کے لیے مجھے جانے دو میں نہیں چاہتا کہ تمہاری فرینڈ کو کوئی بھی نقصان ہو عاصمہ میں جا رہا ہوں میری بات یاد رکھنا اگر میں پانچ دنوں میں واپس نہیں آیا تو تم سب واپس چلی جانا۔

توحید نے عاصمہ کا ہاتھ پکڑا عاصمہ پلیز رو مت جب تک میں زندہ ہوں تم سب کو کچھ نہیں ہو گا میں ایک بار اپنے خاندان کو کھو چکا ہوں دوبارہ کھونا نہیں چاہتا ہوں اس کے ساتھ ہی توحید نے اپنا سامان اٹھایا اور تیزی سے وہاں سے نکل گیا جب اقرا نے کھانا تیار کر لیا تو عاصمہ سے بولی۔

توحید کہاں ہے۔

عاصمہ نے روتے ہوئے کہا اقرا وہ چلا گیا ہے ان درندوں کو مارنے ہماری خاطر تاکہ ہمیں کچھ نہ ہو جائے اقرا وہ کہتا ہے کہ وہ ایک جانور ہے میں اس سے پیار نہ کروں اقرا توحید جانور ہے مگر اس سے میں پیار کرتی ہوں میں اس کے بغیر جی نہیں سکتی اس پر نازش نے عاصمہ کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

عاصمہ تم رو مت ہم سب تمہارے ساتھ ہیں تم اکیلی نہیں ہو اور جہاں تک توحید کا سوال ہے اسے کچھ نہیں ہو گا ہمارا بھائی شیر ہے اسے کچھ نہیں ہو گا ہاں عاصمہ بھائی جان کو کچھ نہیں ہو گا انیلا نے بھی عاصمہ کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

آج چھوتا دن تھا مگر توحید کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کہاں گیا ہے سب کا توحید کے پیچھے برا حال ہو گیا تھا عاصمہ توحید کے پیچھے پاگل ہو رہی تھی جبکہ دوسری طرف توحید کچھ درندوں کے پاس گیا تھا جو اس کے دوستوں میں تھے ان میں سے ایک نے کہا۔

توحید تم جلدی سے پہاڑ شاہکار پر پہنچو مجھے پتہ چلا ہے طاہر کو پتہ چل چکا ہے کہ وہ سبھی لڑکیاں پہاڑ شاہکار پر ہیں انہوں نے آصف سمیت اپنی تمام طاقت ور درندوں کو وہاں پر بھیج دیا ہے تم جلدی وہاں پر پہنچو اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے اور اگر عاصمہ طاہر کے ہاتھوں لگ گئی تو طاہر کو کوئی بھی ہرا نہیں پائیگا تم جلدی جاؤ میں اپنے باقی دوستوں کو لے کر پہنچتا ہوں۔

توحید نے جب یہ سنا تو ہوا کی تیزی کے

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

ساتھ وہاں سے نکل گیا اب توحید کا رخ پہاڑ کی طرف تھا جبکہ دوسری طرف پہاڑ پر آصف اور اس کے باقی درندے پہنچ چکے تھے سرسبز پہاڑ برف سے ڈھک چکے تھے ہر طرف تیز برف باری ہو گئی تھی برف میں درندوں کی طاقت دگنی ہو جاتی ہے توحید تیزی سے پہاڑ کی طرف بڑھ رہا تھا جیسے ہی وہ پہاڑ کے قریب پہنچا وہاں پر بے پناہ درندے تھے جیسے ہی ان باقی درندوں نے توحید کو دیکھا انہوں نے توحید پر حملہ کر دیا مگر توحید ان سب درندوں کے حملے کو روکتے ہوئے غار کے اندر چلا گیا جیسے ہی وہ غار کے اندر گیا چاروں لڑکیاں درندوں کے قبضے میں تھیں جبکہ عاصمہ آصف کے قبضے میں تھی توحید آصف کی طرف بڑھنے ہی والا تھا کہ توحید پر چاروں ور سے چاندی کے زنجیروں سے حملہ ہونے لگا چاندی ہی درندوں کی کمزوری ہوتی ہے جیسے ہی چاندی کے زنجیر توحید کے جسم سے ٹکرائے توحید کا جسم جلنے لگا اور وہ بے بس ہو کر زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اس کا جسم پوری طرح جلنے لگا جیسے دیکھ کر چاروں لڑکیوں کے منہ سے چیخیں بلند ہونے لگیں جبکہ عاصمہ تو توحید کو دیکھ کر پاگل ہو رہی تھی وہ سبھی آصف کے سامنے گڑگڑا کر رونے لگیں اور توحید کی زندگی کی بھیک مانگنے لگیں مگر آصف پوری طرح ان سب کی بے بسی پر ہنس رہا تھا آصف ہنستے ہوئے بلند آواز میں توحید سے کہنے لگا۔

ہم نے تمہیں سمجھایا تھا کہ طاہر سے بغاوت تمہیں بہت مہنگی پڑے گی آج دیکھ لو خود کو تم بے بس لاچار ہمارے سامنے ہو گئے ہو تم کیا سمجھتے ہو کہ تم ہم سے جیت پاؤ گے نہیں بالکل نہیں ہم نے تمہیں بنایا ہے یہ درندوں کی زندگی ہم نے تمہیں دی اور تم ہم سے بغاوت کر کے چل دیے جبکہ توحید مضبوط چاندی کی زنجیروں سے باندھا گیا اس کے جسم سے دھواں اٹھنے لگا اسکا جسم دھیرے دھیرے جلنے لگا۔

پلیز خدا کے لیے ہمارے بھائی کو چھوڑ دو اقرا نے روتے ہوئے کہا۔ جبکہ باقی لڑکیاں نازش اور انیلا بھی توحید کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھیں۔ مگر آصف کا فیصلہ اٹل تھا اس نے اقرا کو بالوں سے پکڑ کر زمین پر گھسیٹتے ہوئے توحید کے سامنے لے گیا اور کہا۔

ہاہاہا۔ ہاہاہا۔ بھائی دیکھ اپنے اس بے بس بھائی کو یہ ایک درندہ ہے ایک جانور ہے یہ کسی کا بھائی نہیں ہو سکتا ہے دیکھ اپنے بھائی کو آصف نے اقرا کو زمین پر مارتے ہوئے کہا۔

جس سے اقرا کے ناک اور منہ سے خون بہنے لگا جسے دیکھ کر توحید کے بے بس آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگا جبکہ نازش اور انیلا روتے ہوئے اقرا کی طرف بھاگنے لگی مگر باقی درندوں نے اسے پکڑ لیا اقرا روتے ہوئے ناک اور منہ سے خون صاف کرتے ہوئے توحید کی طرف رینگتے ہوئے بولی۔

بھائی تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔ میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی اقرا اس وقت نہایت ہی معصوم دکھائی دے رہی تھی جبکہ آصف نے ہنستے ہوئے اقرا کو پھر سے بالوں سے پکڑا اور اوپر کی طرف اٹھانے لگا اقرا کی آنکھوں سے درد کی وجہ سے آنسو بہنے لگے جبکہ باقی فرینڈز نے جب اقرا کی یہ حالت دیکھی تو چیخنے چلانے لگیں۔

اقرا۔ اقرا پلیز اقرا کو چھوڑ دو۔

ہاہاہا۔ آصف نے بلند آواز میں قہقہہ لگایا اور کہا۔

یہ بے بس لڑکی توحید کو بچائے گی جبکہ عاصمہ نے جب اقرا کی یہ حالت دیکھی تو وہ پاگلوں کی طرح آصف کی طرف بڑھنے لگی اور زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور آصف کے سر پر دے مارا پتھر سیدھا آصف کے گنجے سر پر لگا جس سے اس کو شدید غصہ آیا اور انہوں نے اقرا کو چھوڑ کر عاصمہ کی طرف بڑھا انہوں نے اپنے نوکیلے ناخن عاصمہ کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ بیچ میں اقرا آ گئی اور وہ نوکیلے ناخن سیدھا اقرا کے پیٹ کو چیرتے ہوئے چلے گئے جس سے اقرا کے پیٹ سے خون کا ایک نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ اور وہ تڑپتے ہوئے زمین پر گر گئی عاصمہ نے جیسے ہی اقرا کو دیکھا وہ پاگلوں کی طرح چلاتے ہوئے بولی۔

اقرا۔۔اقرا پلیز آنکھیں کھولو اقرا پلیز آنکھیں کھولو عاصمہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب رواں ہو گیا۔ جبکہ انیلا اور نازش کی حالت غیر ہونے لگی اپنی بیسٹ فرینڈز اقرا کی موت ان سے برداشت نہیں ہو رہی تھی عاصمہ روتے ہوئے کہہ جا رہی تھی۔

اقرا تم نے کیوں میری وجہ سے اپنی جان گنوا دی کیوں اس پر اقرا اپنی بھیگی ہوئی آنکھوں سے عاصمہ سے بولی۔

نہیں عاصمہ تم پلیز مت رو مجھے فخر ہے اپنے آپ پر کہ میں دوستی کی خاطر اپنی جان دی مجھے کوئی غم نہیں ہے اپنی موت کا موت تو ایک دن آنی ہی ہے مگر دوستی میں جان دینا سب کے بس کی بات نہیں ہوتی وہ لوگ خوش نصیب ہوں گے جو دوستوں کے لیے اپنی جان دیتے ہیں میں آج بہت ہی خوش ہوں کہ میں تم نے تم دوستوں کے لیے اور اپنے بھائی کے لیے جان دی۔

توحید کی آنکھوں میں سارے جہاں کا درد آ گیا تھا وہ اپنے جلتے ہوئے جس کو بھول گیا تھا وہ بے بس تھا اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا تھا اس کی زبان جکڑی ہوئی تھی اقرا نے توحید کو ایک نظر دیکھا اور اپنے باقی دو کزنوں کو بھی توحید سے اقرا کی یہ حالت دیکھی نہیں گئی اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی نظریں جھکا لیں۔

اقرا پلیز ہمیں چھوڑ کر مت جاؤ سبھی فرینڈز اسے روتے ہوئے کہے جا رہی تھیں جبکہ انیلا تو اسی وقت بے ہوش ہو گئی تھی جبکہ نازش کی حالت بھی غیر تھی اقرا نے اپنی آنکھیں بند کیے عاصمہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ آصف نے عاصمہ کو پکڑا اور اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور جبکہ عاصمہ نے خود کو چھڑانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہی۔ انہوں نے ایک نظر توحید کو دیکھا اور کہا۔

ہاں توحید ایک بات اور تمہارے خاندان کے سبھی افراد اور تمہارے جنت کو طاہر نے ہی مارا تھا مرنے سے پہلے یہ سچائی جان لو طاہر نے ہی وہ سب پلان بنایا تھا اور اس میں ہم سب بھی اس کے ساتھ شامل تھے طاہر نے اپنے دشمن درندوں سے بدلا لیا تھا۔ اس لیے انہوں نے تمہارا استعمال کیا توحید کا یہ سننا تھا کہ اسے زمین آسمان گھومتے ہوئے نظر آنے لگے۔ اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے جبکہ اس کا آدھا جسم جل چکا تھا آج اسے اپنے اصلی دشمن مل گئے تھے مگر وہ اتنا بے بس تھا کہ ہاتھ بھی ہلا نہیں

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

پار ہا تھا آصف نے عاصمہ کو لے جاتے ہوئے باقی درندوں سے کہا۔

ان سب کو دہشت ناک موت مار دو میں اس لڑکی کو طاہر کے پاس لے جا رہا ہوں اور توحید کو تب تک نہ چھوڑنا جب تک اس کا پورا جسم چاندی کی زنجیروں میں جل کر راکھ نہ ہو جائے آصف کا اتنا ہی کہنا تھا وہ ہوا کے تیزی سے عاصمہ کو لے کر غار کے باہر نکل گیا اور باقی درندے نازش اور انیلا کا خون پینے کے لیے اس کی طرف بڑھنے لگے انیلا اور نازش چیخنے چلانے لگیں۔موت اس کی آنکھوں کے سامنے تھی وہ درندے ان دونوں کا خون پینے ہی والے تھے کہ اچانک غار کے اندر دوسروں درندوں کا ایک گروپ داخل ہو گیا اور وہ باقی درندوں پر حملہ اور ہو گئے غار کے اندر ایک بھیانک جنگ شروع ہو گئی تھی نازش اور انیلا بھاگ کر توحید کے پاس چلی گئیں جس کا آدھا جسم چاندی کے زنجیروں میں جل چکا تھا انہوں نے فوراً توحید کو چاندی کی زنجیروں سے آزاد کیا جیسے ہی توحید چاندی کی زنجیروں سے آزاد ہوا وہ تڑپتے ہوئے زمین پر گر گیا اور اس کی زبان سے فوراً اقرا کا نام نکلا اقرا اقرا میری بہن اقرا وہ زمین پر رینگتا ہوا اقرا کی طرف جا رہا تھا۔

انیلا اور نازش نے فوراً توحید کو اس کے بازوؤں سے پکڑا اور اقرا کے پاس لے گئے اقرا کی آنکھیں مکمل طور پر بند تھیں اس کا جسم ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

اقرا۔۔اقرا بہن آنکھیں کھولو پلیز آنکھیں کھولو۔تمہیں کچھ نہیں ہوگا۔تم ہمیں اس طرح چھوڑ کر نہیں جا سکتی ہو تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ تم ہمیشہ ہمارے ساتھ رہو گی اب تم ہمیں اکیلے چھوڑ کر جا رہی ہو۔

اقرا کے بدن میں چند سانسیں باقی تھیں ابھی بھی انہوں نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور بھیگی ہوئی آنکھوں سے بولی۔

تم لوگ کیوں رو رہے ہو مجھے تو خوشی ہو رہی ہے کہ تم لوگ زندہ ہو میں ہمیشہ تم لوگوں کے ساتھ رہوں گی تم لوگ ہمیشہ مجھے اپنے پاس پاؤ گے بھائی مجھے خوشی ہے کہ آپ کے دشمن آپ کو مل چکے ہیں بھائی مجھ سے وعدہ کرو۔تم اپنے کسی دشمن کو بھی زندہ نہیں چھوڑو گے اپنی فیملی کا بدلہ تم ضرور لو گے اور ہماری دوست عاصمہ کو بھی آزاد کراؤ گے

ہاں ہاں۔بہن میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں کسی بھی نہیں چھوڑوں گا اور آپ سب کی دوست عاصمہ کو بھی سلامت چھڑا کر لاؤں گا چاہے اس کے لیے مجھے اپنی جان بھی کیوں نہ دینی پڑی اقرا تمہارے اور اپنے خاندان کے ایک ایک زخم کا بدلہ میں ان سے لوں گا کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔

بھائی میری آخری بھائی میری آخری خواہش کو پورا کرو گے۔

ہاں ہاں بہن جو تم کہو گی میں وہی کروں گا

بھائی جان آپ وعدہ کرو کے آپ عاصمہ کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑو گے وہ آپ سے بہت پیار کرتی ہے اور میرے بعد آپ ان سب کے پاس رہو گے آپ انیلا اور نازش کو بھی میری طرح بہنوں والا ہی پیار کرو گے میرے بعد میری دوستوں کا کوئی بھی نہیں ہے اب آپ ہی میرے دوستوں کے سب کچھ ہو۔

پلیز اقرا بہن ایسا مت کہو آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔اس نے کہا تو اقرا بولی۔

نہیں بھائی جان میرا آخری وقت آ گیا ہے میری دوسری خواہش ہے کہ میرا خون ہی لو جس سے آپ کو طاقت مل جائے گی۔

نہیں نہیں بہن ایسا مت کہو میں آپ کا خون کبھی نہیں پی سکتا۔

بھائی جان آپ نے کہا تھا کہ آپ میری آخری خواہش کو ضرور پورا کرو گے تو یہ میری آخری خواہش ہے میں جاتے جاتے اپنے بھائی کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتی میں جانتی ہوں کہ آپ کو اس وقت انسانی خون کی بہت ضرورت ہے بس آخری بات انسان خون پی لو پھر کبھی مت پینا۔آج میرے لیے پلیز بھائی جان میرے پاس وقت بہت کم ہے میں جاتے جاتے اپنے بھائی کی گود میں دم توڑنا چاہتی ہوں میں جانتی ہوں کہ میری آخری سانس اپنے بھائی کی گود میں نکلے پلیز بھائی جان۔

توحید کی آنکھوں سے ایک آنسوؤں کا سیلاب روانہ ہو گیا انہوں نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی بہن کی آخری خواہش کو پورا کرنا شروع کر دیا توحید نے ایک دردناک چیخ ماری جس سے اس کے دونو کیلے دانت باہر کو نکل آئے اس نے اقرا کو اپنی گود میں پکڑا اور اپنی آنکھیں بند کی اور اپنے نوکیلے دانت اقرا کے گردن میں پیوست کر دیے اور اقرا کا خون پینے لگا اقرا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس کی آنکھیں دھیرے دھیرے بند ہونے لگی نازش اور انیلا روتے ہوئے پاگل ہو رہی تھیں۔تھوڑی دیر بعد اقرا کی آخری سانس بھی اس کے جسم سے پرواز کر گئی اور اس کی آنکھوں کے سامنے موت کی کالی چادر پھیل گئی اور وہ اس بے وفا زندگی کو چھوڑ کر چلی گئی توحید کے گود میں اقرا کی آخری سانس نکل گئی اور اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔توحید کا پتہ چل چکا تھا کہ اقرا اب اس دنیا میں نہیں رہی توحید نے اقرا کی گردن سے اپنے نوکیلے دانت نکالے اور اپنا چہرہ اوپر کی طرف کر کے ایک بلند آواز میں اقرا کا نام لیا

اقرا!!!!!۔۔اس کے ہونٹوں سے اپنی بہن کا خون قطرہ قطرہ کر کے اس کے جسم پر گر رہا تھا توحید اتنا زور سے رویا۔کہ پورے غار میں جنگ کے ماحول کو اس کی آواز چیرتی ہوئی چلی گئی توحید کا جسم دھیرے دھیرے اپنی اصلی حالت میں آ گیا تھوڑی دیر میں توحید کا جلا ہوا جسم ٹھیک ہو گیا اقرا نے جاتے جاتے توحید کو بہت بڑی قربانی دے دی تھی اقرا کا مردہ جسم توحید کی گود میں جھول رہا تھا جبکہ نازش اور انیلا اقرا کی موت برداشت نہیں کر پا رہی تھی رو رو کر ان دونوں کا برا حال ہو گیا تھا۔

توحید کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا وہ ہوا کی تیزی کے ساتھ اٹھا اور ان درندوں پر ٹوٹ پڑا تھوڑی دیر میں وہاں پر جتنے بھی درندے تھے سبھی ختم ہو گئے تھے توحید نے اپنے درندہ دوست ہارون کا شکریہ ادا کیا کہا۔

دوست اگر آج تم لوگ یہاں پر نہیں آتے تو میں اپنی ان دونوں بہنوں کو بھی کھو دیتا۔

نہیں توحید ہم ہمیشہ آپ کے ساتھ تھے اور آگے بھی آپ کا ساتھ دیں گے اب چلو جلدی کرو عاصمہ کو چھڑانے جاتے ہیں اگر طاہر نے چاند کی چودھویں تک عاصمہ کا خون حاصل کر لیا تو طاہر کو دنیا کی کوئی طاقت بھی درندہ بننے سے

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

کوئی نہیں روک سکتا۔

اس پر توحید نے کہا نہیں مجھے پہلے اپنی بہن اقرا کی لاش کو صحیح سلامت اس گھر تک پہنچانا ہے اور میری ان دو بہنوں کو بھی۔

نازش بولی نہیں بھائی جان ہم عاصمہ کے پاس جائیں گے چاہے جو بھی ہو جائے مگر ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے ہم آخری سانس تک اپنی دوست عاصمہ کا ساتھ دیں گے۔

انیلا بھی بولی ہاں بھائی جان ہم اب چاہے جو بھی ہو جائے ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے ہم نے اقرا کو کھو دیا ہے اب عاصمہ کو نہیں کھونا چاہتے نازش نے اقرا کے مردہ جسم کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔

توحید نے نازش اور انیلا کو تسلی دیتے ہوئے کہا یہ بھائی آپ دونوں بہنوں سے وعدہ کرتا ہے کہ جو اقرا کے ساتھ ہوا وہ تم تینوں کے ساتھ نہیں ہوگا میں اپنی جان دے کر بھی تم سب کی حفاظت کروں گا توحید نے اقرا کا مردہ جسم اپنی گود میں اٹھاتے ہوئے کہا۔

اقرا میری بہن آپ کی یہ قربانی ضائع نہیں جائے گی میں آپ کی موت کا ایسا بدلا لوں گا کہ درندوں کی تاریخ میں کسی نے ایسا بدلہ نہیں لیا ہوگا آپ کے ایک ایک زخم کا حساب دینا ہوگا آصف کو اور طاہر کو توحید نے سب سے کہا۔

ہارون تم نازش اور انیلا کو چاندی کی مالا بھی پہنا دو اور میں اقرا کو اس کے گھر لے جاتا ہوں بھائی جان آپ گھر والوں سے کہنا کہ ہم جلد آئیں گے اقرا کو ہمارے آنے سے پہلے دفنایا نہ جائے ہم آج ہی عاصمہ کو چھڑائیں گے نازش کی بات پر توحید نے کہا۔

ہاں میں کہہ دوں گا۔ ہارون تم سب کو لے کر طاہر کے اڈے پر قریب پہنچوں میں وہاں پر آپ سے ملتا ہوں اور میری دونوں بہنوں کا خاص خیال رکھنا اس کے ساتھ ہی توحید اقرا کے مردہ جسم کو جسم کو لے کر وہاں سے نکل گیا جبکہ ہارون نے نازش اور انیلا کے سامنے ایک کال بیگ رکھا اور کہا۔ اس میں چاندی کے مالا ہیں ہم اس مالا کو ہاتھ نہیں لگا سکتے آپ دونوں اسے جلدی سے پہن لو اس کے ساتھ ہی انیلا اور نازش نے بھیگ کھول کر ان سے چمکتے ہوئے چاندی کے مالا نکالیں اور پہن کر وہ سب بھی وہاں سے طاہر کے خونی محل میں روانہ ہو گئے۔

سردار وہ بھی یہاں پر آرہے ہیں عاصمہ کو چھڑانے آصف کی اس بات پر طاہر نے عاصمہ کو بالوں سے پکڑ کر کہا۔

ہاہاہا میں بھی دیکھتا ہوں کہ وہ کیسے اسے بچا سکتے ہیں۔

عاصمہ نے غصہ سے پھنکارتے ہوئے طاہر سے کہا کمینے ظالم درندے توحید کو کمزور مت سمجھو وہ آرہا ہے تمہارا کام تمام کرنے تمہیں جہنم رسید کرنے تمہیں وہ ایسے عبرت ناک موت مارے گا کہ تمہاری روح بھی کانپ اٹھے گی وہ اپنے خاندان کے ایک ایک زخم کا حساب لے گا جس کو تو نے دھوکا سے مارا ہے وہ اپنی بہن اقرا کی موت سے زخمی شیر بن چکا ہے۔

طاہر نے جب یہ سنا تو غصہ سے عاصمہ کے کے منہ پر ایک تھپڑ امارا جس سے عاصمہ کے منہ سے خون بہنے لگا۔ وہ مجھے مارے گا ہاں وہ مجھے مارے گا میں نے اسے درندہ بنایا ہے اب وہ مجھے

مارے گا وہ کمزور ہے کچھ نہیں کر سکتا دیکھا نہیں اس کی آنکھوں کے سامنے تمہاری دوست کو بے رحمی سے مار گیا ہے اس نے کچھ کیا نہیں میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ یہاں آئے عاصمہ کے منہ سے بہتا ہوا خون دیکھ کر وہاں کے بھی درندوں کے دانت باہر نکل آئے۔ جیسے وہ ابھی عاصمہ کے سارے جسم کا خون پینے آرہے ہوں اس پر طاہر نے آصف سے کہا۔

آصف اسے کمرے میں بند کرو جب توحید آجائے تو اس کو باہر لے آنا تا کہ اس کے سامنے اس کے عاشق کا کام تمام کر ڈالوں تمہارے عاشق کا آج ایسا انجام ہوگا کہ تم نے سوچا بھی نہیں ہوگا عاصمہ نے بلند آواز میں کہا۔

اے شیطان کی اولاد میں بھی دیکھتی ہوں کہ تم توحید کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہو اپنی موت کا انتظار کرو وہ آرہا ہے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا وہ تم سب کو ایک ایک کر کے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔

ادھر وہ سب طاہر کے خونی محل کے قریب تھے تھوڑی دیر میں توحید بھی وہاں پر آگیا وہ اتنے زیادہ تو نہیں تھے بس آٹھ کے قریب تھے جبکہ طاہر کے پاس بڑے بڑے انسانی خون پینے والے طاقتور درندے تھے ہارون محل کے اندر کچھ بھی ہو سکتا ہے کیا تم اپنے گروپ کے ساتھ حملہ کے لیے تیار ہو۔

ہارون بولا۔ ہاں میرے دوست اگر ہم حملہ نہیں بھی کریں گے تو وہ پھر بھی ہم سب کو نہیں چھوڑے گا اس لیے اچھا تو یہ ہے کہ مار تو وہ ویسے بھی ہمیں دے گا اور اب اگر مار دے تو تمہارے ساتھ لڑ کر تو ماریں گے بزدلوں کی موت تو نہیں

ٹھیک ہے پھر سب تیار رہو آج ہم سب کے امتحان کا وقت ہے نیکی اور بدی کی اس جنگ میں اگر کسی کو کچھ ہو جائے گا تو وہ خوش نصیب ہوگا اس کے گناہ تو تھوڑے کم ہو جائیں گے۔ چاہے جو بھی ہو طاہر کے درندوں کو حملہ کا زیادہ وقت نہیں دینا چاہیے اور زیادہ تر وار اس کے دل پر کرنا توحید نے ایک بیگ سامنے رکھا نازش اور انیلا سے کہا۔

اس میں چاندی سے بنے ہوئے کپڑے ہیں جلدی سے پہن لو پھر تم دونوں درندوں کے وار سے محفوظ رہو گی انیلا اور نازش نے وہ چاندی کے جیکٹ پہن لیے۔ اور سبھی آگے کی طرف بڑھنے لگے سب درندوں کے ساتھ چاندی کی تلوا رہی تھی جس سے وہ سب طاہر کے بنائے ہوئے درندوں کا مقابلہ آسانی سے کر سکتے تھے اس کے ساتھ ہی وہ سبھی ایک ساتھ محل کی طرف بڑھنے لگے جیسے ہی طاہر کے درندوں نے اسے محل کی طرف آتا دیکھا تو ہوا کی تیزی کے ساتھ توحید اور باقی درندوں کی طرف بڑھنے لگے اور اس طرح محل کے باہر ایک بھیانک اور دہشت ناک جنگ شروع ہو گئی توحید ایک ہی وار سے اس درندہ کا سر تن سے جدا کر دیتا اور اسی طرح ہارون اور اس کے باقی دوست بھی بہادری سے لڑ رہے تھے رات ہو چکی تھی ہر طرف اندھیروں نے کالی چادر بچھا رکھی تھی جیسے جیسے وہ سبھی محل کے قریب بڑھتے جا رہے تھے ویسے ویسے ان درندوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا مگر توحید ایک درندہ کو بھی حملہ کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ اور اسی طرح وہ سبھی محل کے دروازے تک پہنچنے میں

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

کامیاب ہوتے جا رہے تھے محل کے اندر ان کے سامنے لوہے کی کپڑے پہنے ہوئے چند طاقتور درندے آ گئے لوہے کے اتنے موٹے تھے کہ ان پر تلوار کا ہر وار بے اثر جا رہا تھا۔

اچانک ان لوہے کے کپڑے پہنے ہوئے دو طاقتور درندوں نے توحید کے گروپ کے دو درندوں کو پکڑا اور بری طرح اس کے جسم چیڑ پھاڑ ڈالے جسے دیکھ کر توحید نے سب سے کہا۔

پیچھے ہٹو توحید اب ہم کیا کریں محل کے اندر کیسے جائیں اور ابھی چاند بھی نکل جائے گا اور اگر ایک بار طاہر نے چاند کی روشنی میں عاصمہ کا خون پی لیا تو قیامت آ جائے گی کوئی بھی پھر طاہر کو روک نہیں پائے گا نہیں جیسے بھی کر کے اندر جانا ہوگا۔ ہمارے پہلے ہی دو ساتھی مارے جا چکے ہیں اس پر توحید نے سب سے کہا۔

ہم چھ رہ گئے ہیں اب ایسا کرو کہ ہارون تم تینوں آگے سے اس پر وار کرتے رہنا ہم تینوں پیچھے سے اس کا کام تمام کر دیتے ہیں اس کے ساتھ ہی ہارون اور باقی دو درندوں نے ان پر آگے سے حملہ کر دیا جبکہ توحید اور اس کے دوستوں نے پیچھے سے چھلانگ لگا کر ان سب کی گردن پر وار کیے جس سے ان سب کا وہیں پر کام تمام ہو گیا۔ اور جھی ایک ساتھ محل کے اندر جانے لگے محل کے اندر جیسے ہی توحید کی نظر طاہر پر پڑی تو سب کچھ بھول کر توحید نے طاہر کی طرف دوڑ لگا دی جبکہ عاصمہ بھی طاہر کے پہلوں میں بندھی ہوئی تھی توحید طاہر پر حملہ کرنے ہی والا تھا کہ طاہر نے پلک جھپکتے ہی توحید کے وار کو روک لیا اور توحید کی طرف ہاتھ آگے کیا طاہر کا ہاتھ سیدھا توحید کے پیٹ پر لگا جس سے توحید کئی فٹ دور جا گرا جبکہ ہارون نے آصف پر حملہ کر دیا مگر آصف بھی غضب کا طاقتور تھا اس نے ہارون کو کافی زخمی کر دیا۔

نازش اور انیلا سیدھا عاصمہ کی طرف بھاگیں انہوں نے عاصمہ کو رسیوں سے آزاد کرا لیا دونوں نے روتے ہوئے عاصمہ کو گلے سے لگا لیا۔

ادھر توحید پھر سے زمین پر سے اٹھا اور طاہر پر حملہ کر دیا۔ توحید نے جمپ لگا کر طاہر پر حملہ کر دیا جس سے طاہر سیکنڈ میں ہی دوسری طرف ہو گیا انہوں نے توحید کو پکڑا اور دیوار کے ساتھ دے مارا جس سے وہ کافی زخمی ہو گیا طاہر توحید پر پھر سے حملہ کرنے والا تھا کہ توحید دوسری طرف ہو گیا۔ اور طاہر کو ہاتھ سے پکڑ کر دوسری دیوار کے ساتھ دے مارا جس سے طاہر اچھلتا ہوا دیوار کے ساتھ جا لگا۔ جس سے طاہر کے بدن پر بھی چوٹ لگ گئی اچانک طاہر کا رنگ بدلنے لگا اس کے دانت باہر کو نکلنے لگے اور اس کے چہرے پر نوکیلے دانت آنے لگے اور اس کا مکمل رنگ کالا پڑ گیا اس کی آنکھیں مکمل سرخ ہو گئیں جسے دیکھ کر توحید بھی حیران رہ گیا کیونکہ طاہر کا یہ روپ وہ آج پہلی بار دیکھ رہا تھا مگر توحید پر خون سوار تھا اس نے اس بات کی پرواہ کیے بغیر طاہر پر پھر سے حملہ کر دیا مگر اس بار طاہر نے توحید کو گلے سے پکڑا اور زمین پر دے مارا جس سے توحید آدھا زمین کے اندر دھنس گیا جس سے توحید کے جسم پر بہت چوٹیں لگیں مگر اس نے اپنی چوٹیں کی کوئی پرواہ نہیں کی اس کو صرف طاہر کو مات دینی تھی۔ وہ پھر سے حملہ کے لیے زمین سے اٹھا اور طاہر کو ایک فلائنگ کک ماری مگر اس کا طاہر پر

کچھ اثر نہیں ہوا اچانک توحید کی نظر نیچے زمین پر پڑے چاندی کی مالا پر پڑی اس نے ہوا کی تیزی سے وہ چاندی کا مالا کو اٹھایا جو نازش نے توحید کی طرف پھینکی تھی توحید نے جھٹ سے وہ مالا اٹھائی اور چھلانگ لگا کر طاہر کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور اور وہ چاندی کی مالا طاہر کی گردن میں ڈال دی اور مالا کو زور دینے لگا مالا طاہر کے گردن کو جلانے لگی طاہر نے بہت ہاتھ پیر مارے مگر توحید نے اپنی پوری طاقت سے طاہر کو پکڑے ہوا تھا وہ چاندی کا مالا طاہر کے لیے پھانسی کا پھندہ بن چکی تھی توحید کو اب یقین ہو گیا تھا کہ طاہر کا آخری وقت آنے والا ہے اس نے چلاتے ہوئے طاہر سے کہا۔

اب دیکھ اپنی موت کو اپنی آنکھوں کے سامنے آخر کیا قصور تھا میرے خاندان کا جس کو تم نے اتنی بے رحمی سے مار ڈالا آصف طاہر کو بچانے کے لیے اس کی طرف بڑھا مگر ہارون نے اپنی پوری قوت سے اسے روکے رکھا تھا اتنے میں عاصمہ توحید کے پیچھے کھڑی ہو کر ہنسنے لگی۔

ابھی نہیں توحید اب تو میں زندہ ہوں اس کے ساتھ ہی پیچھے سے عاصمہ نے توحید کی پیٹھ میں چاندی کا خنجر گھونپ دیا چاندی کا خنجر توحید کی ریڑھ کی ہڈی کو چیرتا ہوا اس کے اندر چلا گیا اس کے ساتھ ہی طاہر توحید کے گرفت سے آزاد ہو گیا اور سامنے سے طاہر نے اپنے نوکیلے ناخن توحید کے پیٹ میں گھونپ دیئے جس سے توحید نے ایک نظر پیچھے مڑ کر عاصمہ کو دیکھا تو توحید کے سامنے زمین اور آسمان گھومتے ہوئے نظر آنے لگے اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ عاصمہ نے توحید پر حملہ کر دیا مگر کیوں۔

نازش اور انیلا بھی بھاگ کر توحید کے پاس چلی گئیں۔ اور چیختے ہوئے کہے جا رہی تھی عاصمہ تم نے کیوں توحید کا مارا آخر کیوں توحید توحید نازش اور انیلا روتے ہوئے کہے جا رہی تھی انہوں نے توحید کو گود میں پکڑا اور کہا۔

توحید یہ کیا ہوا توحید میرے بھائی یہ کیا ہو گیا نازش روتے ہوئے کہے جا رہی تھی جبکہ توحید کو اب بھی یقین نہیں آ رہا تھا اتنے میں عاصمہ نے نازش اور انیلا دونوں کو پکڑا اور اوپر اٹھا کر دور پھینک دیا۔ جسے دیکھ کر توحید کے اوسان خطا ہو گئے مگر اب وہ بے بس ہو چکا تھا اچانک طاہر نے ایک قہقہہ مارا۔

ہاہاہا۔ محبت پیار عشق سب دکھاوا ہے فریب ہے دھوکا ہے حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جانتے ہو توحید یہ کون ہے یہ تمہارے زندگی پیار جنت ہے جس کو میں نے بھیجا تھا تمہارے پاس تمہیں پیار کے جال میں پھنسا کر لانے کو توحید میں تمہیں اپنا مہرہ بنانا چاہتا تھا اس مقصد کے لیے میں نے جنت کو استعمال کیا یہ تمہاری محبت نہیں ہے یہ میری محبت ہے یہ میری رانی ہے جو عاصمہ کی طرح دکھتی ہے توحید تم ایک بار پھر دھوکہ کھا گئے ہو یہ عاصمہ نہیں جنت ہے عاصمہ تو وہ رہی اس کے ساتھ ہی ایک درندہ عاصمہ کو وہاں پر لے آیا جو توحید کو دیکھ کر پاگل ہو گئی۔

توحید توحید یہ کیا ہوا تمہیں توحید یہ جنت یہ دھوکہ باز ہے یہ طاہر کی محبوبہ ہے تمہارے ساتھ بہت بڑا کھیل کھیلا گیا ہے توحید تم ہار نہیں سکتے ہو تمہیں اپنے ظلم کا بدلہ لینا ہوگا اس پر توحید نے اپنی بھیگی آنکھوں سے جنت کو دیکھا اور کہا۔

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

کیوں کیا میرے ساتھی ایسا کیا قصور تھا میرا یہی ناں کہ میں نے تم سے سچا پیار کیا تھا اس کے بدلے میں تم نے میرا سب کچھ چھین لیا جھوٹی مکار دھوکہ باز میں تمہیں چھوڑوں گا۔

نہیں توحید نے اپنے زخم کی پرواہ کیے بغیر جنت کی طرف اٹھا ہی تھا کہ طاہر نے اسے ایک لات ماری جس سے وہ اچھلتا ہوا دور جا گرا اور طاہر نے آصف نے مل کر ہارون اور اس کے باقی ساتھیوں کو پکڑ لیا اور اس کو چاندی کی زنجیروں سے باندھ دیا جس سے ان سب کے جسم جلنے لگے وہ بھی بے بس ہو چکے تھے طاہر ہوا کی تیزی سے توحید کے پاس گیا اور اس کے چہرے پر اپنا پیر رکھ کر عاصمہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

کسی کے بارے میں کہہ رہی تھی کہ مجھے موت کے گھاٹ اتارے گا اس کی اس نے اپنے پاؤں کو زور دے کر کہا جس سے توحید کا آدھا چہرہ زمین کے اندر دھنس گیا اس نے پھر سے توحید کو زمین سے اٹھایا اور زور دے کر دور پھینک دیا جبکہ توحید کی آنکھیں بند ہونے لگی وہ مکمل ساکت ہو گیا تھا طاہر نے جنی سے کہا۔

دیکھو اپنے اس بے بس لاچار بھائی کو دیکھو اپنے ہیرو کو مجھ سے مقابلہ کرنے چلا آیا کمزور بے بس اب میرے سامنے پڑا ہوا ہے توحید کی حالت دیکھ کر تینوں لڑکیاں پاگل ہو رہی تھیں عاصمہ چیخ مارتے ہوئے بولی۔

توحید ایسے ہمیں چھوڑ کر نہیں جا سکتے تم تمہیں اٹھنا ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو زندہ چھوڑ کر تم نہیں جا سکتے ہو۔

ادھر ہارون کے باقی سبھی درندے جل چکے تھے ہارون کا تھوڑا جسم باقی تھا اس نے عاصمہ سے کہا عاصمہ بھاگو توحید کو اپنا خون پلاؤ کیونکہ ہارون جان گیا تھا کہ چودھویں کا چاند نکل چکا ہے اس عاصمہ سب کچھ سمجھ گئی۔ اس نے اس درندے کا اپنے دانت سے ہاتھ کاٹ کر ان سے جان چھڑائی اور توحید کی طرف بھاگنے لگی اس نے زمین پر پڑی چاندی کا خنجر نکالا اور تیزی سے توحید کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے اپنی کلائی پر زور دار وار کیا جس سے اس کا خون فوارے کی طرح بہنے لگا۔ طاہر اپنی پوری سپیڈ کے ساتھ عاصمہ تک پہنچ چکا تھا مگر اس سے پہلے کہ ا... عاصمہ کو روکتا عاصمہ نے اپنی کلائی توحید کے م... پر رکھ دی جس سے کون فوارے کی طرح توحید کے جسم میں چلا گیا۔ طاہر نے عاصمہ کو پکڑ کر دور پھینک دیا اور جنت نے عاصمہ کو بالوں سے پکڑا اور اسے تھپڑ مارنے لگی جس سے اس کا حسین چہرہ لہولہان ہو گیا عاصمہ کا خون دیکھ کر جنت کے دو دانت باہر کو آنے لگے اور اس کا حسین چہرہ کسی چڑیل کی طرح ہو گیا وہ عاصمہ کو مارے جا رہی تھی جبکہ عاصمہ توحید کا نام لے کر چلا رہی تھی۔

توحید توحید اٹھو توحید عاصمہ کے چہرے اور منہ ناک سے خون بہہ رہا تھا اچانک طاہر نے عاصمہ کو پکڑا اور اس کی کلائی پر اپنے دانت گاڑھ دیئے اور عاصمہ کا خون پینے لگا جب طاہر کی نظر عاصمہ کی کلائی پر پڑی تو وہاں وہ چمگادڑ کا نشان نہیں تھا مطلب اب بہت دیر ہو چکی تھی طاہر سمجھ گیا کہ اب عاصمہ کا خون بے کار ہے طاہر نے غصہ سے عاصمہ کو گردن سے پکڑا اور اوپر کی طرف اٹھانے لگا جس...

عاصمہ کا دم گھٹنے لگا اس کی سانسیں بند ہونے لگیں نازش اور انیلا بھی عاصمہ کی طرف دوڑنے لگیں مگر جنت نے ان دونوں کو پکڑا اور دونوں کو زمین پر دے مارا جس سے انیلا کا ایک ہاتھ ٹوٹ گیا جنت کا ہاتھ انیلا کے بدن پر چاندی کی جیکٹ کے ساتھ لگ کر اس ہاتھ جل گیا تھا مگر وہ پھر بھی ان دونوں کو مار رہی تھی نازش کے سر سے خون بہنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی جنت سے انیلا کو پکڑا اور اس کا خون پینے لیے تیار ہو گئی۔

ادھر عاصمہ کی ہمت جواب دے چکی تھی اس کی آخری سانسیں چل رہی تھیں۔ اس نے بمشکل آواز نکالی۔

تو توحید اٹھو۔

وہ آواز سیدھی توحید کے کانوں کے ساتھ ٹکرا گئی اچانک توحید کے زخم خود بخود ٹھیک ہو گئے اور اس کی ریڑھ کی ہڈی بھی خود بخود جڑنے لگی اچانک توحید نے آنکھیں کھول دیں اس کی آنکھیں مکمل سبز رنگ کی ہو چکی تھیں جس سے سبز دھواں نکلنے لگا طاہر کو جو طاقت چاہیے تھی وہ توحید کے جسم میں آ گئی تھی توحید تیزی سے زمین سے اٹھا اور طاہر کی طرف ہاتھ آگے کی طرف کیا جس سے طاہر ہوا میں اچھلتا ہوا عاصمہ کو چھوڑ کر دور جا گرا عاصمہ زمین پر گرنے ہی والی تھی کہ توحید نے ہوا کی تیزی کے ساتھ اسے اپنہ بانہوں میں پکڑا عاصمہ نے جب توحید کو دیکھا تو بولی۔

توحید تم ٹھیک ہو گئے۔ جبکہ توحید نے عاصمہ کو کوئی جواب نہیں دیا۔

ادھر جنت نازش کے گردن میں اپنے دانت پیوست کر چکی تھی جس سے نازش کی گردن سے خون فوارے کی طرح بہنے لگا توحید تیزی سے جنت کی طرف مڑا جنت کو پتہ بھی نہیں چلا اس نے جنت کو بالوں سے پکڑا اور نازش سے الگ کر کے دو پھینک دیا نازش کی گردن سے خون تیزی سے بہہ رہا تھا توحید نے نازش کی گردن پر ہاتھ پھیرا تو اس کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا۔ اور خون نکلنا بند ہو گیا۔ اچانک توحید نے ہارون کو آزاد کیا جس کی آخری سانسیں چل رہی تھیں اس سے پہلے کہ توحید اسے ٹھیک کراتا اس نے صرف اتنا کہا۔

دوست مجھے خوشی ہے کہ میں آخری وقت میں بھی تمہارے کام آ گیا عاصمہ کو کبھی اکیلے مت چھوڑنا وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے اس کے ساتھ ہی ہارون کی آنکھیں بند ہونے لگی اور اس کی روح بھی اس کے جسم سے پرواز کر گئی۔

اچانک سے وہ چاندی کی زنجیر توحید نے اپنے ہاتھ میں لی جس کا توحید پر اب کچھ بھی اثر نہیں ہوا توحید ہوا کی تیزی کے ساتھ جنت کے پاس گیا اور اس کو چاندی کی زنجیروں سے کھمبے کے ساتھ باندھ دیا جس سے اس کا جسم جلنے لگا اس نے جنت سے صرف اتنا کہا

جنت ہمیشہ سچائی کی اور نیکی پر چلنے والے لوگوں کی جیت ہوتی ہے اب تم اپنی موت خود اپنے آنکھوں سے دیکھو گی۔

نہیں نہیں توحید پلیز مجھے معاف کر دو میں ہمیشہ تمہاری غلام بن کر رہوں گی پلیز توحید مجھے اس عذاب سے آزاد کرو میرا جسم جل رہا ہے مجھے بہت تکلیف ہو رہی ہے جنت گڑگڑاتے ہوئے کہے جا رہی تھی مگر توحید نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور طاہر کی طرف بڑھنے لگا۔

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

اچانک سے پیچھے سے آصف نے توحید پر حملہ کیا مگر توحید نے مڑ کر اس کا وار روک دیا توحید نے جیسے ہی آصف کو دیکھا اسے اقرا کی موت یاد آنے لگی توحید نے اس کو پکڑ کر اپنا ہاتھ سیدھا اس کے پیٹ میں گھونپ دیا جس سے اس کی بھیانک چیخ پورے محل کو چیرتی ہوئی چلی گئی وہ توحید کے سامنے بھیک مانگنے لگا۔

توحید پلیز اپنا ہاتھ میرے جسم سے نکالو مجھے معاف کردو میں تمہارا غلام ہوں مجھے معاف کردو توحید اپنے بہن کے قاتل کو کیسے معاف کرسکتا تھا اس کی نظر سامنے پڑے چاندی کے خنجر پر پڑی توحید نے اپنا ہاتھ آگے کیا وہ چاندی کے بھی تیز دار خنجر توحید کے ہاتھ میں آگئے توحید نے وہ بھی خنجروں کو آصف کے اندر پیٹ میں گھونپ دیے۔ اور آصف کے دونوں ہاتھ اس کے جسم سے علیحدہ کردیے تا کہ آصف وہ خنجر اپنے پیٹ سے نکال نہ سکے۔

آصف کا تمام وجود بھیانک اور دہشت ناک طریقے سے جلنے لگا اس کے کالے اور بھیانک چہرے میں بھی آگ لگ گئی اور اس کا سر بھی جلنے لا وہ چیختے چلاتے ہوئے محل کے ادھر ادھر بھاگنے لگا وہ درد اور جلن کی وجہ سے پاگل ہونے لگا طاہر نے جب آصف اور جنت کی یہ حالت دیکھی تو محل کے باہر بھاگنے لگا اور اپنے باقی ساتھیوں کو توحید پر حملہ کرنے پر اسے آگے بھیج دیا مگر توحید میں اب اتنی طاقت آگئی تھی کہ منٹوں میں ہی اس نے طاہر کے بھی درندے کو ماردیا وہ محل کے باہر بھاگنے ہی والا تھا کہ توحید نے ہوا کی تیزی سے اسے پکڑا اور اس کو اس کے ایک پاؤں سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے محل کے اندر لے آیا اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا اس کو وہ بھی ظلم ایک ایک کر کے یاد آنے لگے جو طاہر نے ان پر کیے تھے اور اپنے خاندان کی موت کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں اور دماغ میں چلنے لگی۔

ادھر عاصمہ نے چلاتے ہوئے توحید سے کہا توحید اس کمینے کو چھوڑنا مت یہ تمہاری فیملی اور میری جان سے پیاری دوست اقرا کی موت کا ذمہ دار ہے عاصمہ روتے ہوئے کہے جا رہی تھی جبکہ دوسری طرف آصف اور جنت کی چیخیں پورے محل کے اندر گونجتی رہی تھیں طاہر نے بہت کوشش کی کہ وہ توحید کی مضبوط گرفت سے خود کو آزاد کرائے مگر وہ ناکام رہا۔ آخرکار انہوں نے توحید کے پاؤں پکڑے۔

پلیز توحید مجھے چھوڑ دو مجھے معاف کردو میں تمہارا غلام بن کر رہوں گا مجھے مت مارو۔

توحید نے غصے سے اس کے چہرے پر گھونسوں اور مکوں کی بارش شروع کردی جس سے طاہر کے چہرے کا گوشت اترنے لگا اور اس کی چہرے کی ہڈیاں نظر آنے لگی مگر توحید نے اس کے چہرے کی ہڈیوں کو بھی نہیں بخشا اسے بھی توڑ دیا۔ اور پھر اس کا ہاتھ اس کے جسم سے ایک زوردار چیخ کے ساتھ الگ کردیا اور پھر طاہر کا دوسرا ہاتھ بھی اس کے جسم سے الگ کردیا۔ طاہر کی چیخیں آسمان تک پہنچ رہی تھیں وہ چیختا ہوا ادھر ادھر بھاگتا رہا مگر توحید نے اس پر کوئی رحم نہیں کیا توحید نے اس کی دونوں ٹانگوں کو بھی اس کے جسم سے الگ کردیا۔

نازش اور انیلا یہ دہشت ناک منظر دیکھ نہیں پائیں ان دونوں نے اپنی آنکھیں دوسری طرف

کردیں توحید نے جب طاہر کی دونوں ٹانگوں کو اس کے جسم سے علیحدہ کیا پھر توحید نے اپنا ہاتھ اپنے نوکیلے ناخن سیدھا طاہر کے پیٹ میں گھمائے اور طاہر کا دل اس کے سینے سے باہر نکال دیا اور اس کے بعد توحید نے طاہر کے جسم کو آگ لگادی وہ تڑپنے لگا اور تڑپتے تڑپتے آگ میں جل کر خاک بن گیا۔ توحید نے اپنا بدلہ لے لیا تھا اب وہاں پر توحید کے علاوہ کوئی بھی درندہ نہیں تھا۔ عاصمہ بھاگ کر توحید کے گلے سے لگ گئی اور رونے لگی۔

توحید مجھے اقرا کے پاس لے چلو۔

توحید تھوڑی دیر بعد اپنی اصلی حالت میں آگیا مگر اس کے اندر بے پناہ طاقت آگئی تھی نازش اور انیلا نے عاصمہ کو گلے سے لگا کر رونے لگی اور اس طرح وہ بھی اس خونی محل سے باہر نکل گئے۔ اچانک راستے میں اسے ایک نورانی چہرے والا بزرگ ملا اور توحید سے بولا۔

توحید بیٹا تم نے ان سب ظالموں کو مار کر یہ ثابت کردیا ہے دنیا میں اب بھی نیکی باقی ہے جو برائی کو کبھی بھی جیتنے نہیں دے گی بیٹا تمہارا علاج ہوسکتا ہے تم مردہ درندہ نہیں ہو تمہیں بنایا گیا ہے زندہ انسان ہو بیٹی عاصمہ اس کا علاج تمہیں کرنا ہوگا تم اسے یہاں سے دور وادی ہے جس کا نام ہے خوشبو کی وادی وہ دنیا کے آخری کونے میں ہے تمہیں توحید کو وہاں لے جانا ہوگا اور وہاں پر اس کا علاج ممکن ہے مجھے امید ہے کہ جلد ہی توحید درندہ سے انسان بن جائیگا۔ جتنی جلدی ہو سکے تم سب دوست وہاں پر توحید کے ساتھ چلی جانا مین اب چلتا ہوں اس کے ساتھ ہی وہ نورانی چہرے والا بزرگ تھوڑی دیر دور جانے کے بعد ان سب کی نظروں سے غائب ہوگیا۔

اور اس طرح اقرا کو سپرد خاک کردیا گیا اس دن سب کو ایسا لگا جیسے ان سب کی زندگیوں سے کوئی انمول چیز جدا ہوگئی ہو۔ اقرا کو بھی بہت پیار کرتے تھے مگر جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور اس طرح وہ چاروں وادی خوشبو میں چلے گئے وہاں پر توحید کا علاج ہونے لگا۔

اب کافی حد تک توحید کا علاج ہو چکا تھا اور وہ اب چاروں وہاں پر بہت خوش ہیں وہ جلدی واپس آئیں گے توحید اور عاصمہ کی شادی جلد ہی ہو جائے گی۔

اقرا آج بھی ان سب کی یادوں میں زندہ ہے جب بھی اقرا کی یاد آتی ہے ان سب کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔

کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازیے گا۔ مجھے آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہیگا۔ ریاض بھائی آپ کا شکریہ کہ آپ میری قسط وار سٹوری کو شائع کر رہے ہیں لیکن میری کہانی جو میں بہت محنت سے لکھی ہے اس کو جلد کسی شمارے میں جگہ دینا میں آپ کا بہت ہی مشکور ہوں گا۔

ہم سوئے غموں کی چادر اوڑھ کے
بہت سے لوگ خوش تھے ہمیں ان دکھوں میں چھوڑ کر
دل کے زخم بھی بھرتے گئے
وہ تو خوش تھا ہم سے ناطہ توڑ کر
پچھتا رہے ہیں ہم عمر بھر کی ریاست پر
بہت غلطی ہوئی ہم سے پیار کی کشتی تیری طرف موڑ کر

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

عاشق چڑیل

تحریر۔ کشور کرن۔ پتوکی۔ حصہ اول۔۔۔

آج بھی حسب معمول اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا نجانے کن کن سوچوں میں گم تھا یا اسے اپنا بچپن یاد آ رہا تھا لیکن آج نجانے اسی کو کیوں اپنے گھر سے اپنے کمرے سے ڈر لگنے لگا تھا وہ خود بھی حیران ہو رہا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ کیوں ڈر رہا ہے کیوں اس کی ایسی حالت ہو گئی ہے حالانکہ اس سے قبل اس کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس کے باوجود اس نے اپنے اوپر چھائے ہوئے خوف کو کم کیا اور بیڈ سے پیر نیچے زمین پر رکھا اور جوتا پہنتے ہی باہر صحن کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور جب درواہ کھولا تو باہر صحن میں دھند کا راج تھا اس نے ایک نظر آسمان کی طرف ڈالی پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا لیکن اس کا دھیان پھر سے اس طرف چلا گیا جس کو وہ بھولنا چاہتا تھا اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے وہ پریشان ہو رہا تھا کہ خدا خیر کرے اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ کیوں ڈر رہا ہے اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اپنا وہم سمجھ کر خیال کو دل سے نکال دیا لیکن پھر بھی وہ مطمئن نہ تھا شاید اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ باہر صحن میں لگے درخت سے اس کو سب سے زیادہ خوف آ رہا تھا اس درخت کا تنا اس کو ایک بہت بڑا عفریت دکھائی دے رہا تھا وہ ہمت کر کے واش روم میں گیا وہاں بھی وہ اپنے دل کی کیفیت کے بارے میں سوچتا رہا۔ اور جب وہ وہاں سے نکل کر دوبارہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگا تو ایک بار پھر اس نے اپنے لان کی طرف دیکھا اس درخت کی طرف دیکھا جو اس کو وحشت میں ڈوبا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ بمشکل وہ واپس اپنے کمرے کے دروازہ تک آیا اور اپنے بیڈ کی طرف نظر گئی تو اس کی ایک خاموش سی چیخ اس کے حلق کے اندر ہی دب کر رہ گئی اس کو بیڈ پر ایک دلہن بیٹھی ہوئی دکھائی دی جو اس کے ہی کمبل میں پاؤں کر کے گھونگھٹ اوڑھ کر نظریں جھکائے ہوئے اسی کا ویٹ کر رہی تھی۔ ایک خوفناک سٹوری

دسمبر کی سرد ترین رات تھی کہ وہ اچانک اٹھا اور اپنے بیڈ پر بیٹھ گیا اس کو کچھ ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے کوئی اس کے آس پاس ہی موجود ہے مگر اس نے ایک وہم سمجھ کر جھٹک دیا۔ کیونکہ وہ کبھی ڈرا نہ تھا اور نہ ہی وہ ایسے وہم وخیال کو کبھی ہوا دیتا تھا وہ تو ایک ینگ سمارٹ اور ہارٹ قسم کا لڑکا تھا اسکی بہادری کے چرچے پورے گاؤں میں مشہور تھے وہ بہت بہادر تھا۔ رات کے کسی بھی پہر وہ کسی بھی کام سے کہیں بھی جا سکتا تھا اور اکثر ایسا ہوتا رہا تھا کہ اسے ساتھ والے گاؤں میں رات کو کوئی کام ہوتا تو وہ چلا جاتا تھا وہ بالکل بھی نہیں ڈرتا تھا۔

اس کے بچپن سے لے کر جوانی تک اسے کوئی بھی چیز نظر نہ آئی تھی مگر وہ بچپن سے لے کر جوانی تک ہی چڑیلوں کے ساتھ کھیلا تھا کیونکہ اس کے پیدا ہونے کے چند دن بعد ہی اس کی

ماں اس دنیا کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے اسے ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر جا چکی تھیں وہ ابھی بہت چھوٹا تھا جسے ابھی کسی کے سہارے کی ضرورت تھی کہ چند دن کا بچہ کیا ہوتا ہے اور کیا کر سکتا تھا ابھی تو اس نے اپنی ماں کا چہرہ پہچانا بھی نہ تھا اور نہ ہی اسے یہ پتہ تھا کہ میں کہاں ہوں بس کچھ دنوں بعد ماں سے ناطہ ٹوٹتے ہی وہ اپنی دادی کی گود میں جا لیٹا اور اس کی دادی نے ہمیشہ سے اسے لاڈ پیار سے رکھا تھا کہ کیوں کہ بہت خوبصورت بچہ تھا اور اس کی عادتیں بھی اس کی خوبصورتی کی نشانی تھیں آج تک اس نے محلے میں کوئی ایسا کام نہیں کیا تھا جس سے کسی کو کوئی شکایت ہو۔

بچپن سے دادی کے گود میں کھیلتے ہوئے وہ جوانی میں قدم رکھ چکا تھا اور اب وہ اکیلا ہی اپنے کمرے میں اپنے بیڈ کی رونق تھا ایک بہت بڑا گھر اور اس گھر میں ایک بہت بڑا پیپل کا درخت جس پر وہ اکثر چڑھ کر کھیلا تھا اور جس کے ساتھ ایک موٹی مضبوط رسی کا جھولا بھی باندھا ہوا تھا اور اسی درخت کی چھاؤں میں وہ کھیلتے کھیلتے جوان ہوا تھا اور اسے اکثر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ اس کو کوئی جھولے دے رہا ہے اور اس کے جھولے کی رسی خود بخود ہی حرکت کر رہی ہے وہ پریشان ہو جاتا تھا کہ میں نے خود تو جھولا جھلایا نہیں پھر کیسے جھولنے لگ جاتا تھا۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کہ تھا کہ وہ کب کا جوان ہو چکا ہے اس کے جذبات مچلتے تھے اور وہ اکثر اپنے کمرے میں رمانٹنگ گانے لگا کر ساتھ ساتھ گایا کرتا تھا۔

آج بھی حسب معمول اپنے کمرے میں لیٹا ہوا تھا نجانے کن کن سوچوں میں گم تھا یا اسے اپنا بچپن یاد آ رہا تھا لیکن آج نجانے اس کو کیوں اپنے گھر سے اپنے کمرے سے ڈر لگنے لگا تھا وہ خود بھی حیران ہو رہا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ کیوں ڈر رہا ہے کیوں اس کی ایسی حالت ہو گئی ہے حالانکہ اس سے قبل اس کے ساتھ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ اس کے باوجود اس نے اپنے اوپر چھائے ہوئے خوف کو کم کیا اور بیڈ سے پیر نیچے زمین پر رکھا اور جوتا پہنتے ہی باہر صحن کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا اور جب درواہ کھولا تو باہر صحن میں دھند کا راج تھا اس نے ایک نظر آسمان کی طرف ڈالی پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا لیکن اس کا دھیان پھر سے اس طرف چلا گیا جس کو وہ بھولنا چاہتا تھا اس کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی اس کے ساتھ ساتھ چل رہا ہے وہ پریشان ہو رہا تھا کہ خدا خیر کرے اس کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے وہ کیوں ڈر رہا ہے اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اپنا وہم سمجھ کر خیال کو دل سے نکال دیا لیکن پھر بھی وہ مطمئن نہ تھا شاید اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ باہر صحن میں لگے درخت سے اس کو سب سے زیادہ خوف آ رہا تھا اس ذرخت کا تنا اس کو ایک بہت بڑا عفریت دکھائی دے رہا تھا وہ ہمت کر کے واش روم میں گیا وہاں بھی وہ اپنے دل کی کیفیت کے بارے میں سوچتا رہا۔ اور جب وہ وہاں سے نکل کر دوبارہ اپنے کمرے کی طرف جانے لگا تو ایک بار پھر اس نے اپنے لان کی طرف دیکھا اس درخت کی طرف دیکھا جو اس کو وحشت میں ڈوبا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ بمشکل وہ واپس اپنے کمرے کے دروازہ تک آیا اور اپنے بیڈ کی طرف نظر گئی تو اس کی ایک خاموش سی چیخ اس کے خلق

کے اندر ہی دب کر رہ گئی اس کو بیڈ پر ایک دلہن بیٹھی ہوئی دکھائی دی جو اس کے ہی کمبل میں پاؤں کر کے گھونگھٹ اوڑھ کر نظریں جھکائے ہوئے اسی کا ویٹ کر رہی تھی اس نے اپنے بیڈ پر یہ منظر دیکھا تو وہ اپنی ہی جگہ پر ساکت ہو گیا اتنی سردی ہونے کے باوجود بھی اس کا جسم پسینے میں بھیگ سا گیا۔ ڈر اس کی رگوں میں سرعیت کرتا چلا گیا سامنے اس کے بیڈ پر بیٹھی ہوئی دلہن اس کا وہم نہ تھی حقیقت تھی وہ جاگتی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہا تھا اور اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کرے یہ کون ہے اور کیسے یہاں آن پہنچی تھی۔۔

کک۔۔کک۔ک۔۔کو۔ک۔کون ہو تم اور۔۔اور یہاں کیا کر رہی ہو اس کی زبان بالکل اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھے اسے کے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر بکھر رہے تھے وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ پایا تھا اور اس کے پورے جسم سے پسینہ ایسے گر رہا تھا جیسے وہ ابھی نہا کر آیا ہو اس کے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھی وہ دھیرے دھیرے اپنے قدموں کو پیچھے ہٹانے لگا وہ باہر دوڑنا چاہتا تھا مگر اس لڑکی نے کوئی جواب نہ دیا وہ جیسے تھی ویسے ہی بیٹھی رہی اس کو بہت غصہ آیا اور ڈر کے مارے اس کے جسم پر کپکپی طاری تھی جواب نہ پا کر اس کو غصہ آنے لگا پھر اس کو خیال آیا کہ ہو سکتا ہے وہ کہیں سے بھاگ کر آئی ہو اور میرا کمرہ کھلا دیکھ کر اندر چلی آئی ہو۔

اس نے دروازے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس کے ہاتھ کو ایک کرنٹ سا لگا اس نے اپنے ہاتھ کو واپس کھینچ لیا اس کو پتہ چل چکا تھا کہ یہ کوئی انسانی دلہن نہیں ہے یہ میرے ساتھ کچھ کرنے والی ہے اس کی کیفیت ایسی تھی کہ اسکا دل ابھی پھٹ جائے گا اور کے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا اس نے باہر جانے کے لیے قدم واپس موڑے ہی تھے کہ وہ دلہن اس کے سامنے کھڑی ہو گئی اور ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ اس سے۔

کہاں جا رہے ہو۔ اس کی آواز میں ایک دہشت تھی اور اس کی شکل خوفناک چڑیل کی سی ہونے لگی وہ چیخ کر رہ گیا اک یہ اکیلا ہی اس کے مقابلے میں خود کو ہارتا ہوا محسوس کر رہا تھا اچانک اس چڑیل کا ہاتھ سامنے آیا اور اس کے ناخن بڑھنے لگے یہ دیکھ کر تو اس کو اپنی موت قریب آتی ہوئی نظر آنے لگی تھی۔

یہ کیا کر رہی ہیں۔ آپ ہو کون جو میرے ساتھ اس طرح کا سلوک کر رہی ہیں کیا چاہتی ہیں آپ پلیز خدا کے لیے مجھے چھوڑ دیں۔ وہ اس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا پھر اس دلہن نے گھونگھٹ ہٹا کر اپنا اصل روپ دکھایا شاید یہ بھی اس کا اصل روپ نہ تھا۔ جیسے دیکھ کر تو وہ ایک دم پیچھے کی طرف بھاگا اور دیوار کے ساتھ جا کر لگا اور نیچے زمین پر بہت بری طرح گرا اور گرتے ہی بے ہوشی چھا گئی کچھ پل کے لیے وہ بے ہوش رہا اور پھر جب ہوش آیا تو وہاں پر کچھ نہ تھا اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنا ایک وہم سمجھ کر خود کو ریلیکس کیا اور اپنے بیڈ کو اچھی طرح جھاڑ کر کمبل لپیٹ کر سو گیا تھا۔

صبح تک اسے وہ واقعہ یاد تھا اور کے ذہن میں وہی دلہن اس کے سامنے بار بار آ رہی تھی مگر وہ خود کو ایک بے بس انسان سمجھ رہا تھا کہ اس نے اس عورت کا گلہ کیوں نہ دبا دیا تھا وہ رات اس کے ہوش حواش پر چھائی رہی تھی اس کے تو دل و

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

دماغ اور روح تک کو جھنجھوڑ کر رکھ گئی تھی اس کا بچپن سے لے کر جوانی تک کا ریکارڈ پل بھر میں توڑ کر رکھ دیا تھا وہ پہلے کبھی اتنا نہ ڈرا تھا کہ جیسے آج اس کے رنگ پھیکے پڑ رہے تھے۔

دادی ماں نے اس کی یہ حالت دیکھی تو رہ نہ سکی اور بہت پیار سے بولی۔

یونس آج تم ٹھیک تو ہو کیا بات ہے کچھ سہمے سہمے سے ہو کیا ہوا ہے تمہارے ابو نے تو کچھ نہیں کہا۔ بے بے نے ایک ہی سانس میں تین چار سوال کر ڈالے تھے۔

نہیں بے بے مجھے کچھ نہیں ہوا بس ویسے ہی اس نے اپنی دادی کو دوٹوک الفاظوں میں چپ کروا دیا اور خود اپنے کمرے میں جا کر اسی بیڈ پر لیٹ کر سوچنے لگا کہ یہ سب کیا تھا اور وہ کون تھی کیوں آئی میرے سامنے اس کی آواز بھی عورتوں جیسی نہ تھی ایک اس نے میرے کمرے میں آ کر میرا راستہ روکا میں اسے چھوڑوں گا نہیں ایک بار وہ میرے سامنے آئے تو میں پوچھوں کے مجھ سے کس جرم کا بدلہ لے رہی ہو اور کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہی ہو وہ۔

یونس کے ابو جیسے ہی گھر میں آئے تو بے بے نے انہیں بتا دیا کہ آج یونس کچھ پریشان ہے اور پورا دن چپ چاپ رہا آج کوئی شرارت نہ کی اور نہ ہی باہر گیا آج اس کو کوئی دوست بھی یاد نہیں آیا لگتا ہے اسے کچھ ہوا ہے اسے پوچھو بیٹا ورنہ میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔

یونس کے ابو نے اس کے کمرے کا دروازہ نوک کیا تو یونس نے آواز سنتے ہی منہ پر کمبل لے لیا اور فوراً لیٹ گیا ابو سمجھے کے بیٹا آرام کر رہا ہے ہوسکتا ہے آج اسکی طبیعت ٹھیک نہ ہو اور وہ آرام کر رہا ہے جب اٹھے گا تو پوچھوں گا کہ کیا مسئلہ ہے۔۔

جب ابو کو واپس جاتے ہوئے محسوس کیا تو منہ سے کمبل ہٹا کر دیکھا اور پھر سوچ میں ڈوب گیا حیرت تھی کہ اس نے کبھی اتنا نہ سوچا تھا آج اس کا دماغ پھٹ رہا تھا کہ کیا ہو گیا ہے اسے کبھی اپنے ہی پاس اسی کمبل میں وہ ہی عورت محسوس ہوتی تو کبھی اپنے آس پاس کمرے میں پرچھائی محسوس ہو رہی تھی مگر واضع کوئی سامنے نہیں آ رہی تھی وہ تھا کہ وہ اسے کبھی کسی کونے میں متوجہ کرتی تو کبھی کس کونے میں آج وہ ڈر بھی رہا تھا اور اس نے اس سے بات کرنے کی ٹھان لی تھی۔ اچانک دادی کی آواز نے اس کی سوچوں اور خوف کے پہرے کو توڑا اور کھانے کے لیے بلایا۔

بیٹا آؤ میرے پاس بیٹھ کر کھانا کھاؤ۔

دادی اماں جسے وہ ہمیشہ بے بے کہتا تھا بے آج بھوک نہیں ہے۔

مگر بے بے کہاں ماننے والی تھی اسے بلا کر اپنے پاس چولہے کی تپش کے قریب بٹھا دیا اور پیار سے پوچھنے لگی۔

بیٹا تم مجھ سے کیوں چھپا رہے ہو کیا بات ہے تم نے کبھی ایسا رویہ نہیں رکھا آج اتنا روکھا روکھا کیوں بول رہے ہو۔ یونس نے ہاتھ آگ کے سلگتے ہوئے کوئلوں کے اوپر ہاتھ کر کے تاپتے ہوئے کہا۔

بے بے ایسی کوئی بھی بات نہیں ہے بس آج سر میں تھوڑا درد تھا تو آرام کرنا چاہتا تھا۔

یہ سن کر بے بے بولی ٹھیک ہے بیٹا تم جاؤ اپنے کمرے میں سردی بہت ہے اور میں ابھی چائے بنا کر دیتی ہوں۔

آج رات وہ کافی ڈرا ہوا تھا اسے بالکل بھی نیند نہیں آ رہی تھی اور وہ یہی سوچ رہا تھا کہ یہ کون ہے اور میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی اکثر اس نے جنوں اور چڑیلوں کی باتیں سنی تھی اور وہ بچپن سے لے کر سنتا آیا تھا۔

اس کا دادا کوئی عام انسان نہ تھے وہ ایک پیر تھے جو وہ ان چیزوں کو قابو کر لیتے تھے مگر جب سے وہ فوت ہوئے تھے تو اس وقت سے لے کر آج تک یونس کو کبھی کسی نے جھولا نہیں جھولایا تھا اور نہ ہی اسے گھر میں رات کو شور کی آوازیں آئی تھیں ورنہ وہ پوری پوری رات جاگتے ہوئے طرح طرح کی آوازیں سنتا اور سوچتا کہ یہ پوری رات گرمیوں میں ہم لوگ تو باہر صحن میں سوتے ہیں اور کمرے کے دروازے کا لاک لگاتے ہیں مگر اندر کپڑے کون سلائی کرتا ہے پوری رات مشین چلنے کی آواز آتی کبھی اندر سے گھنگرو چھنکنے کی آوازیں آتی تو کبھی ناچ گانے کی لیکن بچپن سے لے کر اب تک کسی کو واضع نہیں دکھائی نہیں دیتی تھیں۔

آج رات یونس نے بہت کچھ پڑھا اور اپنے اوپر دم کیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کہ مجھے اس خوفناک دلہن سے نجات دلا دو مگر اس کی دعا نے قبول ہونے میں دیر کر دی تھی وہ ڈرا ہوا سہما ہوا لیٹا ہوا تھا کہ اچانک کمرے کی لائٹ آف ہو گئی اور اسے اس سرد رات کے اندھیرے میں بہت خوف آ رہا تھا اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اسے صرف دو آنکھیں ہی کبھی ادھر کبھی ادھر چلتی ہوئی نظر آ رہی ہیں مگر وہ ان کی طرف دیکھ دیکھ کر پسینہ سے تر ہوتا گیا اور کانپنے لگا کہ آج یہ مجھے چھوڑے گی نہیں۔ اس کو آج اپنے دل کی دھڑکن صاف سنائی دے رہی تھی اور اسے اپنا دل مٹھی میں سمٹتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اس کو اپنی آنکھوں پر بھروسہ نہیں ہو رہا تھا وہ اتنی سرد رات میں بھی پسینے سے نہایا ہوا تھا اسے وہ آنکھیں آہستہ آہستہ اور بھی چمکتی ہوئی محسوس ہوئی وہ سرسراہٹ بھی محسوس کر رہا تھا اور پھر اچانک ایسا ہوا کہ ایک برتن گرا اور اس کا شور اتنا تھا کہ وہ بہت ڈر گیا اور اسے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اس کا دل ابھی پھٹ جائے گا اور وہ زمین بوس ہو جائے گا دل تو سینے میں ہی پھٹا جا رہا تھا اور آنکھیں تھی کہ پتھر کی ہو گئی تھیں انہی آنکھوں کو دیکھ دیکھ کر وہ اس کی سرسراہٹ بڑھتی جا رہی تھی اور وہ ایک سائے میں بدلنے لگی پھر اس کے سامنے ایک سایہ تھا جو اس کے بالکل اوپر لہرا رہا تھا۔ یونس کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ ابھی مجھے دبوچ لے گا اور کہیں دور لے جا کر چیر پھاڑ کر کھا جائے گا وہ سایہ اس کے اوپر سے ہوتا ہوا دیوار پر چڑھنے لگا اور بالکل قدم دیوار کے ساتھ چپکا کر کمرے کے اندر کی دیوار پر چل رہا تھا وہ چاروں دیواروں پر چلتا رہا جیسے میرے سات چکر کاٹ رہا ہو جیسے وہ اسے اپنی جان کی بلی چڑھا دے گا اسکے دل کی دھڑکن کے ساتھ ساتھ جسم کی نبضیں بھی تیز ہونے لگی۔

پھر وہ اچانک اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا اور وہی دلہن کا روپ دھارنے لگا کچھ ہی پل میں وہ دلہن بن کر اس کے سامنے تھی۔ یونس نے دیکھا کہ وہ وہی کل والی دلہن ہے اور اس کے روپ میں اتنا نکھار تھا کہ وہ حیران رہ گیا کہ جس کو دیکھ دیکھ کر میں خوف سے مرنے والا تھا وہ تو ایک دوشیزہ ہے اور بہت ہی پیاری ہے مگر پھر جھٹ سے اس کے دل میں وہ دیوار پر چلنے

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

والے سائے کا خیال آیا وہ ایک بار پھر اپنی سوچوں میں سکڑنے لگا کیا وہ حقیقت میں ایک چڑیل ہے یا پھر کوئی شیطانی طاقت مجھے اپنے شکنجے میں کر رہی ہے اس نے اپنی آنکھیں بھینچ دی اور وہ سب سین اس کے سامنے گھومنے لگا جیسے ہی اس کے سامنے سب کچھ آیا اس کے کمبل میں ایک سرسراہٹ ہوئی اس نے ایک بار اپنے کمبل کو اٹھا کر دیکھا مگر اس میں کچھ نہیں تھا وہ ایک طرف بیٹھ کر رو رہی تھی اور اس کے آنسو نیچے گرتے ہوئے صاف دیکھائی دے رہے تھے یونس نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو اسے لگا کہ اس چڑیل کی بچی کو سبق مل گیا ہے یہ اب مجھ سے معافی مانگے گی میں اس کے قابو نہیں آیا مگر ایسا کچھ نہیں تھا وہ جیسے ہی اپنے بیڈ سے اٹھ کر کھڑا ہوا تو اس نے سامنے اپنے وجود کو بڑھا کر دیوار بنا لی اور بہت ہی سلو آواز میں بولی۔

دیکھو یونس تم سے میرا بہت پرانا رشتہ ہے اور میں نے بیس سال تک تمہارا انتظار کیا ہے کیا اب جب تم جوان ہو گئے ہو تو میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتی اب تو میرے دل کی تمنا پوری ہوئی ہے میں تم سے بچپن سے ہی پیار کرتی تھی اور اس لیے بچپن سے تمہارے سامنے نہیں آتی تھی کہ تم بچے ہو ڈر جاؤ گے مگر آج تمہیں ایسی حالت میں دیکھ کر مجھے خود پر افسوس ہو رہا ہے کہ میں جس انسان کو پیار کرتی رہی وہ آج میرے ساتھ یہ سلوک بھی کرے گا خیر دیکھو تم میرے ہو اور میرے ہی رہو گے میں تمہیں کبھی کچھ نہیں کہوں گی ہاں ایک وعدہ کرو کہ تم کبھی کسی انسانی لڑکی سے شادی نہیں کرو گے۔

یونس جو کہ ایک لڑکی سے بہت پیار کرتا تھا اور کے رشتے کی بات بھی چل رہی تھی اس کے گھر والے اسے جلد سے جلد شادی کر کے اپنا فرض ادا کرنا چاہتے تھے مگر آج اس چڑیل نے ایسی بات کہہ دی کہ وہ حیران ہو گیا اور بولا۔

نہیں تمہیں جو کرنا ہے کر لو میں شادی کروں گا اور کروں گا تم چاہو تو میں تمہارے سامنے ہوں ابھی جان لے سکتی ہو مگر میری شادی میں رکاوٹ پیدا کی تو میں اپنی جان دے دوں گا سنا تم نے اب جاؤ اور میرے سامنے کبھی نہ آنا یہ کہہ کر یونس لیٹ گیا اس لڑکی کو نجانے کیوں اسکی بات ناگوار گزری تھی اس نے یونس کے منہ سے کمبل ہٹایا اور پاس بیٹھ کر بولی۔

میں برباد کر کے رکھ دوں گی اور تمہارے پورے خاندان کو پتہ چل جائے گا کہ میرا انتقام کیا چیز ہے مجھ سے پنگا لینے سے پہلے سوچ لو میں پیار سے کہہ رہی ہوں اور تمہیں کسی کا ہونے سے پہلے ہزار بار سوچنا ہو گا سنا تم نے یونس صاحب۔

اب یونس کو زمین گھومتی ہوئی محسوس ہونے لگی اور وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ ابھی اپنے اصل روپ میں آ کر میرا کچرا بنا دے گی یونس کے دماغ کی رگیں پھٹنے کے بالکل قریب تھیں وہ باہر بھی نہیں جا سکتا تھا اور اندر کمرے میں بھی اس کے مضبوط شکنجے میں جکڑا ہوا تھا اسے اپنے ہاتھ پاؤں ایسے لگ رہے تھے جیسے من من کے وزنی پتھر کے ہو گئے ہوں اسے اپنا وجود ایک پہاڑ کی مانند لگ رہا تھا پورا کمرے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اڑ رہا ہو اور وہ ہوا میں جا کر پھٹ جائے گا اور میرے ذرے ہوا میں بکھر کر جانے کہاں کہاں چلے جائیں گے۔ آج یونس کو ایسا ہی محسوس ہو رہا

تھا کہ کے اوپر بہت بڑا سا پہاڑ کرنے والا ہے یہ کمرے کی دیواریں ایسے پہاڑوں کی چھوٹی سے بڑی اور چوڑی نظر آ رہی تھیں۔

یا خدایا یہ کیا ہو رہا ہے مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ میں ایک جن ہوں اور وہ مجھے حاصل کرنا چاہتی ہے اور وہ کہہ رہی تھی کہ میرا تم سے بیس سال پرانا رشتہ ہے میں نے تمہاری جوانی کی دعا مانگی تھیں پتہ نہیں وہ سچ کہہ رہی تھی یا جھوٹ

یونس یہ بات سوچ کر اللہ کا نام لے کر اٹھا اور باہر نکل گیا آج اس کے گھر اس کے سسرال والے آ رہے تھے مگر یونس خوشی کے بجائے بہت پریشان تھا کہ وہ کیا کرے گی خیر اس نے اپنی بے بے کو کہا کہ جو بھی کمی پیشی ہو مجھے بتا دینا میں اپنے دوستوں کے ساتھ باہر بیٹھا ہوں بے بے نے دعا دی اور کہا ٹھیک ہے بیٹا۔

مہمانوں کی آمد کا بہت بے چینی سے انتظار ہو رہا تھا گھر میں انتظام کیا جا رہا تھا اور ہو سکتا ہے آج وہ اس کو پسند کرنے کے بعد منگنی کی انگوٹھی پہنا کر جائیں یونس خوش بھی تھا اور پریشان تھی اس نے اللہ پر سب کچھ چھوڑ دیا تھا۔

بے بے ہمیں یہ لڑکا بہت پسند ہے جب ہماری بچی اور یہ ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں تو پھر ہم انکار کیسے کر سکتے ہیں لڑکی کی ماں نے کہا اور یونس کے لیے انگوٹھی نکالنے لگی۔

یونس پاس ہی کھڑا تھا غم اور خوشی کے ملے جلے تاثرات اس کے چہرے پر نمایاں دکھائی دے رہے تھے مگر کسی نے فیل نہ کیا یہ تو وہ ہی جانتا تھا کہ اس پر کیا بیت رہی ہے اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔ سب کا منہ میٹھا کروایا گیا دعا خیر مانگی گئی اور سب اپنے اپنے گھر روانہ ہو گئے

رات کو یونس نے بے بے سے کہا۔

بے بے ایک بات بتاؤ ہمارے گھر میں جو دادا جی کے ہوتے ہوئے سایہ تھا وہ اب بھی ہے یا نہیں بے بے نے کہا۔

بیٹا کیا بات ہے تم یہ بات آج کیوں پوچھ رہے ہو۔

بس ویسے ہی بے بے جب میں چھوٹا تھا تو مجھے اتنا پتہ تھا کہ آپ کے پاس سے کوئی چیز مجھے اٹھا کر لے جاتی تھیں اور باہر کھیتوں میں میرے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور جب میں سو جاتا تھا تو رات بھر کمرے میں مشین سے کپڑے سلائی ہوتے تھے اور جب میں جھولے پر بیٹھ کر جھولتا تھا تو کوئی مجھے جھولے دیتا تھا یہ سب سچ ہے یا پھر میرا شک تھا۔

بے بے بولی بیٹا سب سچ ہے اور جو کچھ تم دیکھتے تھے وہ شک نہیں تھا وہ ایک حقیقت تھی اور تم ہماری طرح سب کو ہی پیارے تھے اور سب تم سے بہت پیار کرتے تھے جب تمہاری ماں اللہ کو پیاری ہو گئی تھی تو پھر تیرے دادا نے ان سے کہا تھا کہ یہ لڑکا کبھی رونا نہیں چاہیے یہ میرا سب سے لاڈلہ پوتا ہے اور پھر وہ چیزیں جو تیرے دادا نے رکھی ہوئی تھی وہ تمہارے لیے بہت کچھ کرتیں تھی وہ ایک نہیں بہتر تھیں یعنی 72 سے مراد وہ پوری پلٹی تھی خیر بیٹا تم اس بات کو چھوڑ وا گر تمہیں کسی نے تنگ کیا ہے تو بتاؤ وہ تو کئی سال پہلے کی تمہارے دادا نے مرتے وقت ہی آزاد کر دی تھیں وہ جا چکی ہیں پتہ نہیں کہاں ہیں اب تو کبھی وہ نہیں آئی مگر تمہیں یہ خیال کیسے آیا۔

بے بے وہ کچھ نہیں آج مجھے اپنا بچپن یاد

آرہا تھا کہ ہوسکتا ہے اب وہ بھی چیزیں ہوں۔
نہیں یونس بیٹا اب وہ چیزیں ہمارے گھر میں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اب کبھی آئی ہیں۔
خیر چھوڑو اب تم بچے ہو نہیں جو تمہیں پتہ نہ ہو چھوڑو اس موضوع کو تمہیں پتہ ہے تمہارا سسر کہہ کر گیا ہے کہ تم لوگ کل ہمارے گھر آؤ اور اپنی بیٹی کے سر پر دوپٹہ دے جاؤ کل جانا ہے میں تم سے بات کرنے کے لیے آئی تھی تم نے تو مجھے اور ہی کہانی سنا دی اور وہ بات بیچ میں ہی رہ گئی اب کل کیا کچھ لے کر جاتا ہے تیاری کرنی ہے سب ایک دوسرے سے مشورہ کے ساتھ کرنا ہے ہمیں تمہاری خوشی چاہئے بس۔
بے بے مجھے آرام کرنے دیں یہ آپ کا کام ہے اور آپ ہی کریں جو کرنا ہے جو لے کر جانا ہے آپ کو پتا ہے میں سونے لگا ہوں آپ دوسرے کمرے میں جائیں اور تیاری کریں دسمبر کے دن چھوٹے ہوتے ہیں تو ایسا نہ ہو تیاری میں آدھا دن گزر جائے اور شام کو وہاں جا پہنچیں۔
واہ بھئی منگنی ہوئی تو اتنا سیانہ ہوگیا جب شادی ہوگی تو یہ تو ہمیں ہر کام سے وال نکال کر دکھائے گا تیرے صدقے جاؤں سو جا۔
بے بے کے جانے کی دیر تھی کہ اسے فلنگ ہونے لگی کہ کوئی موجود ہے وہ ان کی باتیں بھی سن رہا تھا اور جب بے بے کے جانے کے بعد یونس نے دروازہ بند کیا تو ایک خوفناک شکل کی عورت سامنے کھڑی تھی یونس کے سانسیں رکنے لگیں اور لڑکھڑا کر دیوار کے ساتھ جا کر لگا اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی میرا بیڈ کہاں ہے اور اسے اس کے سوا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔
یونس پیچھے کی طرف سرک رہا تھا مگر وہ اس کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر مسکراہٹ بنائے اس کے ساتھ ہی دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی ہوئی برابر چل اس کی جانب بڑھ رہی تھی اس نے اپنے نوکیلے اور قاتل ناخن والا ہاتھ آگے بڑھا کر یونس کے گردن سے پکڑا اور بولی۔
دیکھو یونس تم نے میری بات نہ مان کر بہت برا کیا ہے میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم شادی نہیں کرو گے مگر تم نے میری بات نہ مانی اور منگنی کی انگوٹھی پہن لی تم کیا سمجھتے ہو میں تمہیں چھوڑ دوں گی نہیں میں تمہیں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گی۔
یونس سمجھ رہا تھا آج یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی یونس ایک بت کی طرح اس کے سامنے مجرم بنا ہوا کھڑا تھا۔
چھوڑ دو مجھے پلیز خدا کے لیے چھوڑ دو تمہاری جو بھی دشمنی ہے وہ بتاؤ مگر میری جان بخش دو۔ وہ کانپتے ہوئے بولا۔
نہیں یونس اتنی آسانی سے تو میں تمہیں چھوڑنے والی نہیں ہوں اور اور یہ رشتہ اتنی آسانی سے نہیں ٹوٹے گا۔ ہاہاہا اب دیکھتی ہوں تم لوگ کل کیسے جاؤ گے تمہارے پاس کچھ ہوگا تو جاؤ گے نا میں تمہیں ماروں گی نہیں مگر یاد رکھنا اگر تم میرے نہ ہوئے تو میں تمہاری زندگی عذاب بنا دوں گی اور نہ تم مر سکو گے نہ جی سکو گے بس اتنا یاد رکھنا مجھے قبول کر لو تو بہتر ہے۔
نہیں میں ایک انسان ہوں اور چڑیل سے شادی نہیں کر سکتا اور نہ ہی میں اپنی موت کو گلے لگانا چاہتا ہوں۔
چڑیل نے اس بات پر یونس کو اٹھا کر بیڈ پر پھینکا اور پاس جا کر کھڑی ہوئی۔ اپنے خونخوار

آنکھوں سے شعلے اگلتی ہوئی بولی اس کی آواز ایک کی آواز نہیں تھی ایک ساتھ کئی ملی جلی آوازیں اس کے حلق سے نکل رہی تھی اور اتنی کڑک دار آواز تھی کہ یونس کا کمرے اس کے اوپر گرتا ہوا محسوس ہوا یونس نے اپنے کمرے کی چھت کی طرف دیکھا اور آنکھیں بند کر لیں اور بولا۔
پلیز خدا کے لیے چھوڑ دو۔
ہاہاہا چھوڑ دوں کیسے چھوڑ دوں میں انسان نہیں ہوں جو ہار جاؤں گی میں ایک چڑیل ہوں اور تم سے پیار کرتی ہوں اور اپنا پیار چھوڑ دوں کیسے چھوڑ دوں بتاؤ تم اپنا پیار چھوڑ سکتے ہو اور تمہیں چھوڑنا بھی ہوگا میں تم دونوں کو کبھی ایک نہ ہونے دوں گی تمہیں تو پیار کرتی ہوں اس لیے کچھ نہیں کہوں گی مگر اس لڑکی کو تمہاری وجہ سے مارنا پڑے گا۔
یہ سن کر یونس رونے لگا اور ہاتھ جوڑ کر بولا نہیں تم اس کو کچھ مت کہنا اس نے تمہارا کیا بگاڑا ہے تمہارا انتقام یا رشتہ مجھ سے ہے اس سے نہیں اس کو کچھ نہ کرنا وہ غریب لوگ ہیں ان کی ایک ہی بیٹی ہے اسے کچھ ہوگیا تو خدا تمہیں معاف نہیں کرے گا۔
یونس دیکھو میں تم سے پیار سے کہتی ہوں کہ میں اسے بھی تمہیں بھی کچھ نہیں کہوں گی تم اس کا نام مت لینا اور مجھ سے شادی کرو گے اگر اب انکار ہوا تو میں بھول جاؤں گی کہ وہ تمہارا پیار تھی تمہارے کیے کی سزا اس کی جان ہے اب فیصلہ تم پر ہے اگر اس کی زندگی چاہتے ہو تو یہ رشتہ توڑ دو وہ پیار سے سمجھاتے ہوئے بولی۔
نہیں ایسا کبھی نہیں ہوگا جو کرنا ہے میرے ساتھ کر دو اسے کچھ نہیں کہو گی مجھے مار دو مجھے کوئی دکھ نہیں مگر اس کو کچھ بھی ہوا تو یہ سب آپ کا کیا دھرا ہے اور پھر جانتی ہو تمہاری سزا کیا ہوگی پوری زندگی تم میری غلام بن کر رہ جاؤ گی میں تمہاری اصلیت کو جانتا ہوں تم کون ہو مجھے کیسے جانتی ہو اور تمہارا میرا بیس سال سے رشتہ کیسے بنا ہوا ہے یہ رشتہ تم نے بنایا تھا میں نے نہیں اور میں ایک انسان ہوں اور انسانی لڑکی سے شادی کروں گا اور آج کے بعد تم نے میری شادی میں رکاوٹ ڈالی تو دیکھ لینا کہ تمہاری انجام برا ہوگا۔
یونس کی بات سن کر اس کے چہرے پر نرمی کے تاثرات تیرنے لگے اور وہ نرم لہجے میں بولی۔
دیکھو یونس میرا انجام کچھ بھی ہو مگر اس لڑکی کو آپ کے ساتھ نہیں دیکھ سکتی تم میرے ہو میرے ہی رہو گے۔
یونس اس کی یہ بات سن سن کر تنگ آچکا تھا غصے سے بولا۔ جو کرنا ہے کر لو اور دفعہ ہو جاؤ مجھے تمہاری شکل سے ڈر لگتا ہے اور تم زندگی کی بات کرتی ہو تم ایک چڑیل ہو اور میں انسان ہوں ہم کبھی نہیں مل سکتے۔
وہ لڑکی کے یونس کی بات سن کر کمرے کی ایک ایک چیز توڑ پھوڑ کر رکھ دی اور کمرہ ہلا کر رکھ دیا یہاں تک کہ بیڈ جس پر یونس بیٹھا تھا وہ بھی اٹھا کر دوسری دیوار کے ساتھ مارا یونس تو لڑکھڑا کر کسی کاغذ کی طرح اڑتا ہوا دوسری دیوار کے ساتھ جا کر لگا اور اس کے سر سے خون بہنے لگا وہ ڈر کے مارے لرز رہا تھا اور اسے کے منہ سے کوئی بھی بات نکل نہیں پا رہی تھی۔ آج اس نے اس کی طاقت کو محسوس کر لیا تھا۔
یونس نجانے کتنی دیر تک بے ہوش رہا پھر

WWW.URDUBOOKS.NET

جب ہوش آیا تو دن کے دس بج رہے تھے اور وہ دادی کے پاس باہر صحن میں چارپائی کے اوپر لیٹا ہوا تھا اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

اسے رات والا واقعہ بالکل صاف دکھائی دے رہا تھا اور وہ سوچوں میں گم ہو گیا کہ رات اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اگر وہ اسے پسند کرتی ہے تو کوئی بھی اپنے پیار کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرتا پیار کرنے والے کے لیے تو ہر چیز قربان کر دی جاتی ہے اور اپنے پیار کو گرم ہوا بھی برداشت نہیں ہوتی۔

بے بے بولی یونس بیٹا تم ہوش میں آچکے ہو تم بتا سکتے ہو یہ سب کیسے ہوا۔

وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ بے بے۔وہ دو آدمی اندر آ گئے تھے اور وہ چوری کرنا چاہتے تھے میں نے ان کا مقابلہ کیا وہ بہت زخمی حالت میں بھاگ گئے چوٹ تو مجھے بھی آئی مگر ان کو سبق مل چکا ہے، وہ اب کبھی کسی کے گھر میں نہیں جائیں گے بے بے شاید لوگوں کو پتہ ہے کہ ان کی شادی کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور اس دور میں تو کوئی کسی کو کھاتے پیتے نہیں دیکھ سکتا۔ بے بے ان کو بھی پتہ ہوگا کہ ان لوگوں نے کچھ جوڑا ہوا ہے شادی کے لیے اسے لیے وہ چوری کرنے آئے تھے ان کی قسمت بری کے وہ میرے کمرے میں چلے آئے اور اس وقت آئے جب میں واش روم میں گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو انہوں نے حملہ کرنے کی کوشش کی مگر میں ان پر ہیوی پڑ گیا تھا جاتے جاتے انہوں نے میرے سر میں نہ جانے کیا مارا کہ میں بیوش ہو گیا اور وہ بھاگ گئے۔

یہ بے بے کو یونس نے جھوٹی کہانی سنا کر چپ کروا دیا۔ مگر یونس اس کے وار پر بہت ڈر گیا تھا اس کو اپنا ہی وجود ایک پہاڑ لگ رہا تھا وہ کسی دیو جیسا خود کو ہی محسوس کر رہا تھا اور اس کی نظروں میں ہر چیز بہت بڑی بڑی لگ رہی تھی وہ دادی کی طرف بڑے غور سے دیکھنے لگا اور حیرت میں سوچنے لگا کہ بے بے کو کیا ہو گیا ہے وہ اتنی بڑی کیسے ہو گئی ہے کیوں کہ دماغ تو اس کا اپنا کام نہیں کر رہا تھا وہ پاگل کی سی حالت بنا کر بیٹھا تھا

۔

یونس بیٹا بتاتے ہو کہ کیا ہوا تھا یہ اس کے ابو کی آواز تھی مگر دادی نے سائیڈ لے لی اور کہا کہ اس کو گہری چوٹ آئی ہے اسے آرام کرنے دو دیکھا نہیں کمرے کی حالت سے لگتا ہے کہ وہ رات کو ڈٹ کر مقابلہ کرتا رہا ہے اور آخرکار جیت گیا ہے پھر بولے۔

بیٹا اب بتاؤ وہ آپ کے سسرال والے انتظار کر رہے ہیں گے اب کیا کرنا ہے جانا ہے یا پھر پیغام بھیج کر اگلے کوئی دن رکھ لیتے ہیں۔

نہیں ابو جان آپ لوگ چلے جائیں میں ٹھیک ہوں اور اب مجھے کچھ نہیں ہوگا ان لوگوں نے بہت خرچہ کیا ہوگا اور اس دن کی خوشی بہت کم نصیب ہوتی ہے آپ جائیں اللہ کرم کرے گا۔ یونس نے ان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

بیٹے کی بات سن کر باپ کے دل کو کچھ سکون ملا اور بے بے سے کہا کہ بے بے آپ جلدی تیار ہو جائیں ہم چلتے ہیں۔

وہ لوگ منگنی کی تیاری کر کے گھر سے روانہ ہی ہوتے تھے کے یونس کو صحن میں اکیلے پر کر چڑیل پھر اس پر ہیوی ہو گئی اور ایک پہاڑ کی دیو کی شکل میں جب سامنے آئی تو یونس کو لگا جیسے سورج کے آگے بہت گھرا بادل چھا گیا ہو اور یک

دم اندھیرا ہو گیا دھوپ کا نام نشان بھی نہ تھا یونس کانپنے لگا آج یہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی مگر یونس نے دور تک اوپر اس کے چہرے کو دیکھنے کی کوشش کی اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا تھا وہ ایک بہت بڑا ہیولا بن کر کھڑی تھی یونس کی نظریں اسے تلاش کر کے تھک کر نیچے زمین پر اس کے پاؤں پر آ کر ٹھہر گے جب یونس نے اس کے پاؤں دیکھے تو وہ مڑے ہوئے تھے اور بہت بڑے بڑے یہاں تک کہ اس کا پورے اتنے بڑے گھر کے صحن میں اس کے دو پاؤں پھیلے ہوئے تھے کالا سیاہ ہیولا یونس اس کے آگے ایک چیونٹی کی مانند لگ رہا تھا یا پھر اس سے بھی چھوٹا یونس نے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی مگر اس کے جسم کو کسی غائبی طاقت نے وہاں سے ہلنے نہ دیا وہ چیخ کر بے ہوش ہو گیا کچھ ہی پل میں اسے ہوش آیا وہ ہیولہ ایک دوشیزہ لڑکی کی شکل اختیار کر چکا تھا اور اسکے سامنے اسی کی چارپائی پر بیٹھی تھی ۔یونس کو شاید وہ خود ہی ہوش میں لائی تھی جب یونس نے اسے اتنی پیاری شکل میں دیکھا تو اپنے حواس بحال کر کے بولا۔

تم آخر کس چیز کا بدلہ لے رہی ہو بتاتی کیوں نہیں۔

اس پر وہ مسکرائی اور بولی۔ یونس یہ بہت لمبی کہانی ہے اور اس سے پہلے کے وہ لڑکی تمہارے بندھن میں بند جائے میں جا رہی ہوں تمہیں تو کچھ نہیں کہہ سکتی کیوں کہ تم میرا پیار ہو اور میں اس لڑکی کو تمہاری نہیں ہونے دوں گی یہ کہہ کر وہ ایک دھوئیں کی شکل میں تبدیل ہو کر وہاں سے غائب ہو گئی۔

نہیں ۔۔نہیں تم اسے کچھ نہیں کہو گی میں اسے کچھ نہیں ہونے دوں گا یونس چیخ چیخ کر اسے روک رہا تھا مگر وہ کب کی جا چکی تھی۔

ادھر بے بے اور ابو اور یونس کا بڑا بھائی اسے انگوٹھی پہنانے کی تیار کر رہے تھے کہ اس لڑکی کے جسم پر اس چڑیل نے قبضہ جمانا شروع کر دیا وہ لڑکی یکدم ایک کڑک لہجے میں بولی۔

یہ منگنی نہیں ہو سکتی۔

سب لوگ یہ سن کر حیران ہو گئے اس کی ماں نے اپنی بیٹی کی حالت دیکھی تو حیران رہ گئی کہ اسے اچانک کیا ہو گیا ہے لڑکی پھر بولی۔

سنا نہیں تم لوگ لوٹ جاؤ اپنے گھر یہ منگنی نہیں ہو سکی میں یہ منگنی نہیں کروں گی یہ انگوٹھی کسی اور کی ہے اور اسے پہناؤ سب کے چہرے پر پسینے تیرنے لگے ماں اپنی بیٹی کے پاس گئی اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ بیٹی نے کسی بال کی طرح ماں کو پکڑ کر دور پھینکا اور ماں گرتے ہی بے ہوش ہو گئی شاید اس کے دماغ پر چوٹ لگی تھی۔ یہ سب ماجرہ دیکھ کر بے بے اور ابو اور بھائی پریشان تھے کہ کیا ہو گیا ہے اچانک ہی لڑکی نے بدلنا شروع کر دیا ہے بے بے کو محسوس ہوا کہ لڑکی کے اندر کوئی روح آ کر لڑکی کو نقصان پہنچا رہی ہے بے بے نے اس کو للکار کر کہا۔

تم جو بھی سامنے آؤ۔اس بچی نے تمہاری کیا بگاڑا ہے مگر وہ ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولی نہیں۔ہاہاہا۔ہاہاہا۔

بے بے آپ کو منع کیا ہے یہ منگنی مت کرو ورنہ میں چھت سے کود کر مر جاؤں گی۔

بے بے یہ سن کر پریشان ہوئی اور آگے بڑھنے لگی کہ لڑکی لڑکھڑاتی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگی

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

سب اسے آوازیں دے رہے تھے مگر وہ لڑکی چیختی ہوئی اس کی آواز کسی ایک کی نہیں مختلف آوازیں ملی جلی ہوئی تھی اور اس نے کہا۔

کوئی میرے پیچھے نہیں آئے گا تم سب اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو ورنہ میں کود جاؤں گی لڑکی کا باپ اور رشتے دار تو ڈر کے بھاگ گئے تھے مگر ماں بے ہوش تھی یونس کے بھائی بھی گھر سے جا چکے تھے اور ابو شاید کسی عامل بابا کے لینے چلے گئے تھے دادی تھی جو اسے روک رہی تھی۔

دیکھو بیٹی نیچے آجاؤ پلیز کچھ نہ کرنا تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ ہم آپ کو بہت پیار سے رکھیں گے اور تم جو کہو گی وہ کریں گے مگر ایک بار میرے بیٹے کے نام کی انگوٹھی پہن لو مگر انگوٹھی کا نام سنتے ہی اس نے اوپر سے چھلانگ لگا دی چھت سے گرتے گرتے وہ روح نکل چکی تھی اور لڑکی بہت بری طرح نیچے کسی سوکھے پتے کی طرح جھولتی ہوئی زمین پر آ کر گری اور گرتے ہی خون کی ندی بہنے لگی اس کے ناک منہ سے اور سر سے خون نکل رہا تھا اسے سیدھا کیا تو وہ کب کی سو چکی تھی خوشی کا گھر ماتم کدہ بن چکا تھا یہ وہ سب اسے ابھی اٹھا کر چار پائی پر لٹا رہے تھے کہ یونس پہنچ گیا اور جب اس نے یہ ماجرہ دیکھا تو ہوش کھو بیٹھا تھا اور ٹکریں مار مار کر رونے لگا کہ یہ سب کیا ہو گیا ہے دراصل یونس نے آنے میں دیر کر دی تھی ورنہ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

یونس دیکھو کیا ہو گیا ہے۔ اس کی حالت پہچانی نہیں جا رہی تھی سب نے اسے چار پائی پر لٹا تو اتنے میں یونس کے ابو ایک پیر بابا کو لے کر آ گئے اور پیر بابا نے بھی کچھ ہی پل میں سب کچھ سمجھ لیا کہ یہ کیا ماجرہ ہے اب بابا جی تو کچھ نہیں کر سکتے تھے وہ بولے۔

تم لوگ اس کام سے فارغ ہو کر میرے پاس آؤ میں بتاتا ہوں کہ کیا مسئلہ ہے

آج یونس کے دل پر بہت برا اثر پڑا تھا اور وہ جینا نہیں چاہتا تھا کہ اس کا پیار اس ظالم چڑیل نے اس کی جان لے کر اس سے دور کر دیا تھا اور اب یونس نے اس تمام ماجرہ جاننے کی نیت کر لی تھی لڑکی کے ماں باپ اپنے اکلوتی اولاد کے لیے غم سے نڈھال ہو چکے تھے یہ ان کی واحد اولاد تھی بیٹا ان کا سرمایا وجود اب منو مٹی کے ڈھری میں تبدیل ہو گیا تھا اور وہ ایک زندہ لاش بن کر رہ گئے تھے ان کے گھر کا چراغ بجھ چکا تھا اس ظالم چڑیل کو تو میں سبق سکھا کر رہوں گا یہ جو بھی ہے اس کا رشتہ کب سے ہے اور یہ کیوں میرے پیچھے پڑی ہے یہ اس کا انجام بہت برا ہو گا خیر رو دھو کر سب اپنے اپنے گھر واپس آ گئے اگلے دو چار دن سکون کے گزرے مگر یونس کے دل کی دنیا آباد ہونے سے پہلے ہی برباد ہو گئی تھی اب یونس اس چڑیل کے بارے میں جاننا چاہتا تھا اس نے اپنے ابو اور بے بے کے ساتھ جانے کا پروگرام بنایا کہ وہ بہت جلد بابا کے پاس جا کر حقیقت کا پتہ لگائیں گے۔

قارئین کیسی لگی میری کہانی ابھی جاری ہے اپنی قیمتی رائے گے ضرور آگاہ کیجئے گا۔ آگے جاننے کے لیے اگلہ شمارہ ضرور پڑھیے سب پڑھنے لکھنے والوں سلام اور سب کو نئے سال پر مبارکباد۔ آپ کی دعاؤں کی محتاج۔ لیڈر آف رائٹر گروپ۔ کشور کرن پتوکی۔

میں محبت اور تم

آج یوں موسم نے دی جشن محبت کی خبر
پھوٹ کر رونے لگے میں محبت اور تم
ہم نے یوں ہی کر لیا منزل ہے قریب
راستے میں کھونے لگے ہیں میں محبت اور تم
کھو گئے انداز بھی الفاظ بھی آواز بھی
خاموشی ڈھونڈنے لگے ہیں میں محبت اور تم

میں پتھر نہیں ہوں

میں پتھر نہیں ہوں میرا یقین کرو
بس تمہیں دل سے اتارنے میں
ساری دنیا میرے دل سے اتر گئی
اب تو شاید مجھ سے محبت کرے کوئی
میری آنکھوں میں تم صاف نظر آتے ہو

محبت

کیوں محبت اداس رہتی ہے
کیوں محبت غمزدہ رہتی ہے
آنسو پیتی ہے اور جیتی ہے
پیاس پتھر کی بھی نہیں بجھتی
ذرہ ذرہ دکھوں کے موسم میں
وصل کے انتظار میں چل کے
ہونٹ سی کے جدائی کو سہہ کر
بس غموں میں رہتی ہے
کیوں محبت اداس رہتی ہے

میری زندگی

زندگی یہ میری کیا سے کیا ہو گئی
تو بچھڑا جانا میری ہر ادا کھو گئی
تجھے دیکھ کر سجایا کرتے تھے اس گلشن میں پھول
تیری اداسی دیکھ کر ان کی ہر ادا کھو گئی
تیرا ساتھ تھا تو ہر سو بہار تھی
تو جو روٹھی جانا تو میری ہر ادا کھو گئی
کیوں ترساتی ہو ہم بیقراروں کو ابرار
اب تو اس دل کی ہر گلی ہی ویران ہو گئی

ابرار آرائیں گگو منڈی

غزل

مجھے اپنا کر ٹھکرا دیا چلو اچھا کیا
عہد و وفا کو بھلا دیا چلو اچھا کیا
جب روشنی کی ضرورت پڑی تم کو
تو نے میرا ہی گھر جلا دیا
خود کے لیے بنا لیا پھولوں کا بستر
مجھے کانٹوں پر سلا دیا چلو اچھا کیا
کھیل کھیل میں ہی میرے پیار کو
تماشا جو بنا دیا چلو اچھا کیا
اپنی ایک خوشی کی خاطر تم نے
مجھے اتنا رلا دیا چلو اچھا کیا
میں نے چاہا تھا تجھ کو دیوانوں کی طرح
مجھے پاگل جو بنا دیا چلو اچھا کیا

.........اکمل زخمی جھنگ

غزل

وہ کسی اور کا ہے دل سے یہ سوچا نہیں جاتا
آنکھوں سے دل کا درد دیکھا نہیں جاتا
اکثر لڑتی رہتی ہیں دل سے یہ آنکھیں
دل غصے میں اکے بولتا نہیں
پیار وہ میرا ہے تیرا کچھ نہیں جاتا
زندگی کے موسم میں پہلے خزاں آتی ہے
پھر بہار اور دل کے موسم میں پہلے بہار آتی ہے پھر خزاں جو ہمیشہ رہتی ہے

.........عابدہ رانی

چیونٹی کا خوف

تحریر۔ ایس امتیاز احمد۔ کراچی۔۔

زرد چیونٹی۔ اس کے ذہن میں ایک دم دھماکہ سا ہوا۔
کیا یہ وہی زرد چیونٹی ہے جس کا ذکر کتاب میں ہے جیگز کے ذہن میں فقرہ گونجا۔
پھر اپنی سوچ پر مسکرانے لگا۔ بھلا زرد چیونٹی کا یہاں کیا کام۔ وہ صرف افریقہ میں ہوتی ہیں اور فریقہ میں ایک معمولی چیونٹی ہے اس نے دل ہی دل میں کہا قطعی ایک معمولی چیونٹی ہے میں چاہوں تو اسے چٹکی سے مسل دوں۔ چیونٹی اب کاغذ کے درمیان میں پہنچ کر رک گئی تھی اس کا منہ جیگز کی طرف تھا اور جیگز کو اچانک محسوس ہوا کہ چیونٹی کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں تیزی سے چمک رہی ہیں ان میں عجیب سی چمک تھی جیسے وہ جیگز کا مضحکہ اڑا رہی ہوں جیگز نے چیونٹی کو چلنے کے لیے بے اختیار ہاتھ آگے بڑھایا تھا مگر وہ پھر رک گیا اس کا ہاتھ بے جان سا ہو کر لٹک گیا تھا اس کے تصور میں کتاب کا وہ باب آگیا تھا جس میں زرد چیونٹی کی خوفناک اور خطرناک خصوصیات کا ذکر نہایت ہی تفصیل سے کیا گیا تھا۔ اس نے چیونٹی کو مارنے کے لیے کسی اور چیز کا سہارا لینا چاہا مگر اس نے محسوس کیا کہ اسکی نظریں چیونٹی سے ہٹنے میں ناکام ہیں اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے چیونٹی کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں رفتہ رفتہ پھیلتی چلی جارہی ہیں اور خود اسے اپنا جسم سکڑتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے جسم میں سردی کی ایک لہر دوڑ گئی وہ یقیناً خوفزدہ ہو گیا۔ ایک سنسنی خیز کہانی۔

اپنی پسندیدہ دھن کو سیٹی بجاتے ہوئے اس نے اپنے فلیٹ کا دروازہ کھولا اور ایک طویل سانس لے کر فلیٹ میں قدم رکھ دیا اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا تھا فلیٹ میں کھڑا بڑی عجیب سی نظروں سے سب چیزوں کو دیکھ رہا تھا خوبصورت مسہری کارنس پر رکھی نمائشی کشتی اور فرش پر ایرانی قالین اس کی توجہ اپنی جانب کھینچے جا رہے تھے۔

وہ ایک طویل عرصہ باہر گزار کر اپنے فلیٹ میں آیا تھا فلیٹ کی ہر چیز پر جمی ہوئی گرش کی موٹی موٹی تہہ اس عرصے کا پتہ دے رہی تھی کہ جو وہ باہر گزار کر آیا تھا اس نے ایک بھرپور انگڑائی لی اور پھر کونے میں پڑا ہوا کپڑا اٹھا کر اس نے آرام سے مسہری کو جھاڑنا شروع کر دیا۔

وہ بڑے ڈھیلے انداز میں صفائی کر رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اسے بیگانہ محسوس ہو رہی ہو مسہری صاف کرنے کے بعد اس نے اپنے کپڑے اتارنے کی بھی ہمت نہ کی اور وہ ایک جھٹکے سے مسہری پر دراز ہو گیا۔

اپنے دونوں ہاتھوں کو گردن کی پشت پر قینچی کی صورت میں رکھے اور بغور فلیٹ کی چھت کر دیکھ رہا تھا اس کی نظریں تو چھت پر جمی ہوئی تھیں

مگر ذہن اسکی مہم کی جانب تھا جس سے فارغ ہوکر آ رہا تھا۔

جیگر ایک مشہور شکاری اور سیاح تھا اسے پوری دنیا جانتی تھی وہ انتہائی نڈر اور دلیر مشہور اس کے متعلق یہ بھی کہا جاتا تھا کہ کوئی چیز اسے خوفزدہ نہیں کر سکتی تھی درحقیقت بات بھی صحیح تھی اس نے شیر چیتے اور بھینسے جیسے خونخوار جانوروں سے کئی بار دست بدست جنگ کی تھی اور ہمیشہ فتح اس کی ہوئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے دل میں خوف نام کی چیز آج تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔

خوف لفظ اس کے لیے مبہم تھا ایک بے ایک بے معنی لفظ بچپن سے ہی نڈر واقع ہوا تھا اس نے اپنی طبیعت کے مطابق ہی پیشہ اختیار کیا تھا یعنی پیشہ ور شکاری اس پیشے میں اس نے بے انداز دولت کمائی تھی وہ جانوروں کی کھالیں سپلائی کرنیوالی ایک فرم ملازم تھا اسے کئی بار دوسری فرموں نے بھی بھاری معاوضے پر مستقل ملازم رکھنے کی آفر دی تھی لیکن اس نے بھاری معاوضے کو ٹھکرا دیا تھا کیوں کہ وہ جس فرم سے وابستہ تھا اس فرم سے اٹیچ رہنا چاہتا تھا اس بات پر کھالوں کی ایک مشہور فرم کے منیجر سے اس کی تلخ کلامی بھی ہوئی تھی منیجر نے اس کی فرم میں ملازم نہ ہونے پر اسے خطرناک نتائج کی دھمکی دی تھی وہ بھلا ایسی دھمکیوں کو کب خاطر میں لاتا تھا۔

اس نے سر جھٹک کر گنجے سر والے منیجر کی فضول بکواس کو ذہن سے نکالا اور مسہری کے پاس موجود بک شلف میں سے ایک کتاب کا انتخاب کرنے لگا جلدی ہی سنہری جلد والی ایک کتاب پر اس کی نظریں جم گئیں پچھلی مہم پر جانے سے پہلے وہ یہ کتاب بازار سے خرید کر لایا تھا ابھی تک اسے کتاب کے مطالعے کا وقت ہی نہیں مل سکا تھا اور دراصل اسے یاد بھی نہیں رہا تھا یہ تو اسے اب یاد آیا کہ یہ کتاب تو اس نے پڑھی ہی نہیں اس نے بے چینی سے کتاب شلف میں سے کھینچ لی اور پھر ہاتھوں سے جھاڑنے لگا کتاب کی جلد بے حد خوبصورت تھی اس نے کتاب کھولی اور عنوان پر نظر پڑے ہی اس نے برا سامنہ بنایا کتاب کا نام تھا چیونٹی کا خوف لکھنے والا ایک مشہور ادیب تھا جس کی کتابیں بڑی دلچسپی سے پڑھی جاتی ہوں ۔چیونٹی کا خوف کیا خوب فضول کتاب ہے اب لوگ چیونٹی سے بھی خوفزدہ ہونے لگے اس نے سوچا اور پھر اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا کہ یہ کیا سوچ کر یہ کتاب خرید لایا تھا بہر حال اس وقت کوئی اور کتاب نہیں تھی جو اس نے نہ پڑھی ہو اس لیے اس کتاب کا دوسرا صفحہ پلٹا اور پھر اسے پڑھنا شروع کر دیا۔

کتاب بے حد دلچسپ تھی اور دنیا میں پائی جانے والی ہزاروں اقسام کی چیونٹیوں کی عادات اور خصائل پر بڑی تفصیلی رپورٹ تھی وہ اسے پڑھتا ہی چلا تھا مصنف کا انداز بیان بے حد پسند تھا اور وہ کتاب مطالعہ میں کچھ اس حد تک منہمک ہوا کہ اسے اپنے گرد وپیش کا بھی خیال نہ رہا تقریبا دو گھنٹے بعد اس نے کتاب پڑھ ڈالی تھی اس نے کتاب میز پر رکھی اور ایک طویل سانس لی کتاب کا ایک باب اس کے ذہن سے چمٹ گیا تھا یہ افریقہ کے وسط میں پائی جانے والی چیونٹی کے متعلق تھا جسے دنیا کی خطرناک ترین چیونٹی قرار دیا گیا تھا۔

یہ چیونٹی اتنی زہریلی ہوتی ہے کہ وہ اگر کسی انسان کو کاٹ لے تو چند ہی منٹ میں آدمی کا جسم

بری طرح سوج کر پھٹ جاتا ہے اور ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

ہونہہ ۔زہر نہ ہوا بم ہوا ۔اس نے سوچا اور پھر اپنے خیال پر مسکرایا یہ یقینا فرضی کہانی ہے جو دو سینکڑوں بار افریقہ کے وسط میں جا چکا تھا اسے آج تک اس قسم کی چیونٹی سے پالا نہیں پڑا تھا اور نہ ہی اس نے کہیں اس کا ذکر سنا تھا اسے مصنف پر غصہ آنے لگا جو عام آدمیوں کو فرضی باتیں لکھ لکھ کر بے وقوف بنا رہا تھا۔

ہونہہ ۔زرد چیونٹی ۔وہ بڑ بڑایا قطعی بکواس اس کی بڑ بڑاہٹ بڑھتی چلی گئی اسے دراصل غصہ اس بنا پر آ رہا تھا کہ مصنف نے اس کی معلومات کو چیلنج کیا تھا اس کی قریبا آدھی زندگی افریقہ کے گھنے اور خطرناک جنگلوں میں گزری تھی اور اس نے اس قسم کی زرد چیونٹی نہیں دیکھی تھی اسے یقین تھا کہ لندن میں رہنے والے مصنف نے نہ صرف افریقہ کا نام ہی سنا ہو گا یا پھر فلمیں یا تصویریں دیکھی ہوں گی چنانچہ اسے مکمل یقین کہ ایک زرد چیونٹی صرف ایک گپ کے سوا کچھ نہیں جو مصنف نے صرف سنسنی پیدا کرنے کے لیے لگائی ہو گی۔

میں آج ہی مصنف کو خط لکھوں گا تا کہ اسے احساس ہو کہ اس کا جھوٹ پکڑنے والے آدمی بھی مہذب دنیا میں رہتے ہیں اور وہ آئندہ ایسی گپ سے باز رہے۔

جیگر نے فیصلہ کیا اور پھر اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ گیا اس کا ذہن مطمئن سا ہو گیا تھا اس نے کتاب شلف پر رکھی اور کارنس پر پڑی ہوئی ٹائم پیس پر نگاہ ڈالی۔

اوہ۔۔ دو بج رہے ہیں اب سونا چاہیے اس نے ریشمی لحاف کو اپنے اوپر کھینچتے ہوئے سوچا اور پھر نائٹ بلب جلا کر آنکھیں بند کر لیں لیکن کافی دیر تک بند رکھنے کے باوجود بھی اس کو نیند نہیں آ رہی تھی بار بار ذہن میں زرد چیونٹیاں اور ان کی خوفناک اور خطر خاصیتیں رینگ آئی تھیں۔

کیسی منحوس کتاب تھی زرد چیونٹی تو اس کے ذہن سے چمٹ کر رہ گئی تھی اس نے جھنجھلا کر ذہن سے زرد چیونٹی کے تصورات کو جھٹک دینا چاہا مگر اس کی ہر کوشش ناکام ثابت ہو رہی تھی آخر کار تنگ آ کر وہ اٹھ بیٹھا اس نے ٹیبل لیمپ جلایا اور پھر میز کی دراز سے پیڈ اور قلم نکال کر سرہانے پر رکھ دیا۔

میں بھی اس منحوس کتاب کے منحوس مصنف کو خط لکھتا ہوں اس نے سوچا اور پھر پیڈ کا گرد پوش الٹ دیا۔

اس نے قلم کھولا اور پیڈ پر لکھنے کے لیے زاویہ درست کیا مگر دوسرے ہی لمحے اس کی نظریں پیڈ سے سفید کاغذ پر چمٹ کر رہ گئیں قلم اس کے ہاتھ سے بے اختیار چھوٹ کر بستر پر گر گیا تھا اور وہ بے حس وحرکت پیڈ پر نظریں جمائے ہوئے تھا جس پر ایک چھوٹی سی زرد رنگ کی چیونٹی رینگ رہی تھی۔

زرد چیونٹی ۔اس کے ذہن میں ایک دم دھماکہ سا ہوا۔

کیا یہ وہی زرد چیونٹی ہے جس کا ذکر کتاب میں ہے جیگر کے ذہن میں فقرہ گونجا۔

پھر اپنی سوچ پر مسکرانے لگا۔

بھلا زرد چیونٹی کا یہاں کیا کام ۔۔وہ صرف افریقہ میں ہوتی ہیں اور فریقہ میں ایک معمولی چیونٹی ہے اس نے دل ہی دل میں کہا قطعی ایک معمولی چیونٹی ہے میں چاہوں تو اسے چٹکی سے

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

مسل دوں۔

چیونٹی اب کاغذ کے درمیان میں پہنچ کر رک گئی تھی اس کا منہ جیگز کی طرف تھا اور جیگز کو اچانک محسوس ہوا کہ چیونٹی کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں تیزی سے چمک رہی ہیں ان میں عجیب سی چمک تھی جیسے وہ جیگز کا مضحکہ اڑا رہی ہوں جیگز نے چیونٹی کو کچلنے کے لیے بے اختیار ہاتھ آگے بڑھایا تھا مگر وہ پھر رک گیا اس کا ہاتھ بے جان سا ہو کر لٹک گیا تھا اس کے تصور میں کتاب کا وہ باب آ گیا تھا جس میں زرد چیونٹی کی خوفناک اور خطرناک خصوصیات کا ذکر نہایت ہی تفصیل سے کیا گیا تھا۔

اس نے چیونٹی کو مارنے کے لیے کسی اور چیز کا سہارا لینا چاہا مگر اس نے محسوس کیا کہ اسکی نظریں چیونٹی سے ہٹنے میں ناکام ہیں اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے چیونٹی کی چھوٹی چھوٹی آنکھیں رفتہ رفتہ پھیلتی چلی جا رہی ہیں اور خود اسے اپنا جسم سکڑتا ہوا محسوس ہوا۔

اس کے جسم میں سردی کی ایک لہر دوڑ گئی وہ یقیناً خوفزدہ ہو گیا اور یہ واقعہ چوں کہ اس کی زندگی میں پہلی بار اثر انداز ہوا تھا اس لیے اس میں کافی سے زیادہ شدت تھی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کے جسم کا خون اس کے چہرے پر سمٹنا شروع ہو گیا ہے۔

خوف اور دہشت اسے اپنی گرفت میں لیے جا رہی تھی یہاں تک کہ اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا زرد چیونٹی رینگتی ہوئی اس کے ہاتھ تک پہنچ گئی تھی اور جیگز کا جسم خوف اور دہشت کی وجہ سے اس حد تک سن ہر گیا تھا کہ وہ اپنا ہاتھ اٹھانے سے بھی قاصر ہو گیا تھا اور پھر چیونٹی اس کے ہاتھ پر چڑھ گئی تھی جیگز کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے اور اندھیرے کی چادر اس کی آنکھوں کے سامنے گرنے لگی پھر اسکے ہاتھ سے درد کی ٹیسیں اٹھی درد کی ایک چھوٹی سی لہر جو ہاتھ سے ہوتی ہوئی اس کے پورے جسم میں پھیل چکی تھی چیونٹی نے اسے ہاتھ پر کاٹا تھا جیگز کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل دکی اور وہ مسہری پر لڑھک گیا۔

اخبارات میں جیگز کی موت کی خبر جلی حروف میں شائع ہوئی کیونکہ وہ مشہور معروف شکاری تھا ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق اس کی موت بے پنا خوف اور دہشت کے سبب ہوئی تھی ڈاکٹر اور اس کی موت سے دلچسپی رکھنے والا ہر فرد حیران تھا کہ اتنا دلیر نڈر شخص کسی چیز اے اتنا خوفزدہ ہوا کہ اس کی موت ہو گئی۔

لوگوں کے لیے جیگز کی موت ایک معمہ بنی ہوئی تھی لیکن میرے لیے جیگز کی موت کوئی معمہ نہیں گنجے سر والے منیجر نے جو کھالیں فروخت کرنے والی ایک مشہور فرم سے وابستہ اپنے اسسٹنٹ سے کہہ رہا تھا جیگز کی موت میرے نزدیک قطعی خیر متوقع نہیں ہے۔

وہ کیسے مسٹر چارلس۔

اسسٹنٹ منیجر نے کافی کا ایک آخری گھونٹ لیتے ہوئے دلچپی سے پوچھا۔

مجھے یقین تھا کہ وہ مر جائے گا چارلس بڑے پراسرار انداز میں بولا۔

لیکن کیوں۔ تمہیں یہ کیوں معلوم ہوا۔ اس کے اسسٹنٹ نے حیرت سے پوچھا۔

تم جانتے ہو کہ میں جیگز کو اپنی فرم میں کام کرنے کی دعوت دی تھی اگر وہ ہماری فرم میں

سے وابستہ ہو جاتا تو ہماری فرم بے حد ترقی کر سکتی تھی لیکن اس نے میری پیش کش کو ٹھکرا دیا اور یہی چیز اس کی موت کا سبب بن گئی منیجر چارلس اپنے اسسٹنٹ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا ہوا بولا۔

یعنی اس کی موت میں تمہارا ہاتھ ہے اس کے اسسٹنٹ نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا

ہاں جب وہ دوسری بار یہاں آیا تھا تو میں نے کافی میں ایسی دوا ملا کر پلا دی تھی جو انسانی ذہن کے خوف اور دہشت کے خلیات پر اثر انداز ہوتی ہے جیگز مضبوط عصاب کا مالک تھا اس لیے گھر تک پہنچ گیا تھا ورنہ راستے میں ہی کسی چیز سے خوفزدہ ہو کر مر سکتا تھا چارلس نے ایک پر اسرار مسکراہٹ کے ساتھ انکشاف کیا۔

اوہ۔۔ اسسٹنٹ منیجر کے ہونٹ گول دائرے کی شکل میں سکڑ گئے۔

لیکن چارلس تم یہ راز مجھے بتا کر اپنی پوزیشن کو مخدوم کر رہے ہو میں کسی بھی وقت یہ راز کسی اور کو بتا سکتا ہوں اسسٹنٹ منیجر مسکراتے ہوئے کہا

تم بڑی خوشی سے یہ بات پولیس کو بتا سکتے ہو میری طرف سے کھلی اجازت ہے کیونکہ پولیس کسی طرح بھی قتل ثابت نہیں کر سکتی۔

کیونکہ پوسٹ مارٹم میں بھی اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی رپورٹ دہرائے گی چارلس نے بڑے فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا بہت خوب یعنی تم نے سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھایا تھا۔

اسسٹنٹ منیجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اسی لمحے اس کی نظر فرش پر رینگتے ہوئے ایک سرخ کیڑے پر پڑی یہ کیڑا وہاں عام پایا جاتا تھا اور بے ضرر تھا اسسٹنٹ منیجر کی آنکھیں چمک اٹھیں اور اس نے بڑی ہی پھرتی سے کیڑے کو اٹھایا اور چارلس کی میز پر رکھ دیا۔

کیڑا چارلس کی لمبی اور چمکدار میز پر چند لمحوں کے لیے ساکت کھڑا رہا پھر چارلس کی جانب بڑھنے لگا۔

چارس کی نظریں جونہی کیڑے پر پڑی اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات پھیلنے لگے اس کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی سرخ کیڑا آہستہ آہستہ اس کی جاب بڑھ رہا تھا اور اسسٹنٹ منیجر کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ چارلس کا ایک ہاتھ میز پر پڑا ہوا تھا اور اب خوف و دہشت کے سبب میں اتنی بھی ہمت نہ رہی تھی کہ وہ اسے میز پر سے اٹھائے کیوں کہ کیڑا اب ہاتھ کے قریب پہنچ گیا تھا اور چارلس کا چہرہ خوف کی وجہ سے بگڑ کر رہ گیا تھا۔

پھر سرخ کیڑا اس کے ہاتھ پر چڑھ گیا تھا اور چارلس کو اپنی سانسیں اپنے سینے میں رکتی ہوئی محسوس ہونے لگیں اس کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے تھے اور آنکھوں کے سامنے تاریکی سی ناچ رہی تھی پھر سرخ کیڑے نے اسے کاٹ لیا درد کی ایک ٹیس اٹھی اور پورے جسم میں پھیل گئی۔ اسکے حلق سے ایک چیخ نکلی اور وہ کرسی پر ہی ڈھیر ہو گیا اسسٹنٹ منیجر بڑے اطمینان سے اٹھا اور چارلس کے کمرے سے نکل گیا اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے اسسٹنٹ منیجر کی تختی اٹھا کر ردی کی ٹوکری میں پھینک دی کیونکہ اسے یقین تھا کہ کل وہ اس فرم کا منیجر تھا۔

----

www.aiourdubooks.net

وہ آنکھیں

تحریر۔ ندا علی عباس۔ سوہاوہ۔ گوجر خان۔۔

امن میری جان جب تم یہ خط پڑھ رہی ہوگی تب میں تم سے دور بہت دور ہوں گا تمہاری نگاہوں سے دور امن میں کوشش کر کے بھی اب تم تک پہنچ نہیں سکتا۔ امن میں نے تمہیں بتایا تھا ناں ہمارے خاندان میں قبیلے سے باہر شادی نہیں ہوتی میں نے تم سے شادی کر لی اور یہاں میرے قبیلے کو علم ہو گیا یہاں تمہیں مارنے کی تیاریاں کی جانے لگی مگر میرے ساتھیوں نے مجھے پہلے ہی خبردار کر دیا میں جب یہاں پہنچا امن سب کے غصہ کو مشکل سے ٹھنڈا کیا جانتی ہو یہ لوگ تمہیں مارنے کے درپے ہیں میں جیتے جی تمہارے ساتھ ایسا ہوتے ہوئے کیسے دیکھ سکتا تھا تبھی قبیلے والوں نے شرط رکھی کہ میں تمہیں چھوڑ دوں طلاق دے دوں ورنہ تمہیں مار دیا جائے گا امن تم سے دور رہنا تو گوار ہے مگر تمہیں خود سے الگ نہیں کر سکتا تم تو میری سانسوں میں بستی ہو یاد میں کیسے خود اپنے ہاتھوں سے مار سکتا ہوں امن میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا مگر خود کو تمہاری جان کے بدلے میں اپنے قبیلے والوں کے پاس گروی رکھوا دیا ہے یہ لوگ اسی بات کے لیے مانے ہیں۔ امن یہ لوگ کہتے ہیں خود کو ان کے حوالے کر دوں تو یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے میں نے خود کو ان کے حوالے کر دیا امن میں جانتا ہوں امن یہ قبیلہ میرا خاندان ہے جلد ہی ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا تو یہ مجھے معاف کر دیں گے پھر میں لوٹ کر تمہارے پاس آؤں گا بہت مشکل سے خط تم کو لکھنے کی اجازت ملی ہے میں آؤں گا امن میں لوٹ کر آؤں گا مگر تمہیں ایک بات کا خیال رکھنا ہے تم میری امانت ہو میں واپس آؤں گا تمہیں اپناؤں گا تم میری منکوحہ ہو امن تمہیں خود کو میرے لیے سنبھالنا ہوگا۔ خوفناک کہانی۔

آئے دن ابا جان کی ٹرانسفر کبھی ایک شہر کبھی دوسرے شہر وہ صحیح معنوں میں تنگ آ چکی تھی جہاں اس کی پڑھائی ڈسٹرب ہوتی وہی اسے اپنی دوستوں سے جدا ہونا پڑا اللہ اللہ کر کے بابا جان ریٹائرڈ ہوئے وہی اس نے شکر کا کلمہ پڑھا بلکہ دل لگا کر شکرانے کے نوافل ادا کیے خذیفہ بھیا کی تو جاب تھی اس لیے بابا نے ریٹائرمنٹ کے بعد حذیفہ بھائی کی سہولت کے لیے اسلام آباد میں ہی بنگلہ خرید لیا سب کاموں سے فراغت پاتے ہی انہیں امن کا خیال آیا آج کل وہ فارغ تھی پہلی فرصت میں ہی اسکا اڈمیشن کروا تھا وہ یونیورسٹی جانے لگی نیا شہر تھا نیا ماحول تھا سو ایڈجسٹ ہونے میں تھوڑا وقت لگا وہ خاصی کم گو تھی دوستی کی طرف ہاتھ ڈھیلا ہی رکھتی تھی مگر جو دوست رکھتی لاجواب رکھتی یونیورسٹی کا ماحول خاصہ بولڈ قسم کا تھا لگتا تھا کہ لڑکیاں پڑھائی کرنے کے بجائے کسی فیشن تقریب میں آئی ہیں دوست بنانے کی کوشش ہی نہ کی ہاں کلاس فیلو سے ہیلو ہائے تک ہی کرتی

اس سے آگے وہ لمنٹ نہ کر اس کرتی نہ انہیں کرنے دیتی یونیورسٹی سے آ کر سیدھا روم میں بند ہو جاتی گھر میں تھا کون امی ابو جو گھر کے کاموں میں الجھے رہتے بابا جان جو ریٹائر ہونے کے بعد آئے دن دوستوں کے ساتھ شطرنج کی بساط جما کر ڈرائینگ روم میں پائے جاتے حذیفہ بھیا کو اپنی جاب سے فرصت نہ ملتی صبح کے گئے رات کو لوٹتے تھیا ور رہ گئی بھابھی حذیفہ بھائی کی بیوی تو آئے دن میکے کے چکر ہی ختم نہ ہوتے بھائی کا ایک ہی بیٹا تھا رافع ساڑھے پانچ سال کا تھا امن بھی تو اس کی جان تھی ہر وقت پھپھو پھپھو کرتا اس کے آگے پیچھے پھرتا رہتا رات کو بھی اکثر ماں باپ کے پاس جانے کے بجائے اسی کے پاس سونے کی ضد کرتا کبھی تو وہ سلا لیتی تو کبھی صباء بھابھی اسے بہلا پھسلا کر اپنے روم میں لے جاتی آج کل تو وہ میکے پائی جاتی تو رافع کو بھی اپنے ساتھ رکھتی نیا گھر تھا نیا روم تھا اسے نئی جگہ شروع شروع میں نیند ذرا کم ہی آتی آج کل بھی کچھ ایسا ہی مسئلہ تھا مگر اس کے بنگلے میں شفٹ ہوتے ہی نئی ترتیب دی شروع ہو گئی تھی ایک ماہ سے وہ مسلسل ایک ہی خواب دیکھ رہی تھی اور اس خواب میں نظر آنے والی آنکھیں اف خدایا وہ کتنی خوبصورت تھی وہ جب بھی دیکھتی ان آنکھوں میں کھو جاتی تھی خواب کا تسلسل ٹوٹتا تو وہ حیران ہوتی کہ کیسے اور کتنے دن سے وہ مسلسل ایک ہی خواب دیکھ رہی ہے وہ پہروں کڑھتی رہتی مگر کسی سے کچھ نہ کہہ پاتی پھر کیا ہوا ایک دن دو دن پورے سات دن گزر گئے مگر پھر وہ آنکھیں اسے خواب میں نہ آئیں وہ تڑپ اٹھی اسے لگا اسے آنکھوں سے محبت ہو گئی ہے وہ دن کو بھی سلیپنگ لینے لگی مگر نیند تھی کے آ کے ہی نہ دے رہی تھی اگر غلطی سے آ بھی جاتی تو وہ آنکھیں نظر نہ آتی وہ پاگل سی ہونے لگتی یونیورسٹی جاتی بھی تو بولائی بولائی پھرتی گھر آتے ہی کمرے میں بند ہو جاتی اس دن تو وہ حد سے ہی گزرنے لگی رات ساڑھے تین تک جب وہ کروٹ پہ کروٹ بدل بدل کر تھک گئی تو بے بسی سے رو دی چیخنا چلانا شروع کر دیا۔

کون ہو تم آخر مجھے اپنا دیوانہ کر کے سامنے کیوں نہیں آتے پلیز سامنے آ جاؤ میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔

وہ روتی رہی بلکتی رہی حیرانگیز طور پہ اس کے رونے چلانے کی آواز گھر والوں تک پہنچی ہی نہ ورنہ اتنا گہرا سکوت اور شور کسی کو سنائی نہ دے اسپا سبل فجر کے قریب نیند اس پہ مہربان ہوئی تھی جب اس نے خواب دیکھا کہ پانی کا شور بہتی آبشار کے قریب پڑے بڑے سائز کے ایک پتھر پہ وہ بیٹھی سر گھٹنوں میں دے اونچی آواز میں رو رہی تھی جبھی اس کے کندھے پہ کوئی ہاتھ رکھتا ہے امن اپنے نام کی پکار پہ وہ سیدھی ہوتی ہے سوائے آواز کے اسے کچھ نظر نہیں آتا اسے محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی اس کے آس پاس ہی ہے مگر اسے نظر نہیں آتا اندھیرے میں صرف اسے وہی آنکھیں نظر آتی ہیں۔

امن رو مت مجھے تکلیف ہوتی ہے ہاتھ کندھے سے سرک کر اس کی آنکھیں صاف کرتا ہے اور وہ آنکھیں صاف کرنے والے کو محسوس کرتی ہے مگر دیکھ نہیں پاتی دور بہت دور سے اسے اپنے نام کی پکار سنائی دیتی ہے جو آہستہ آہستہ اس کے قریب سنائی دیتی ہے ایک دم سے اس کی آنکھ کھل جاتی ہے امی جان اسے پاس کھڑے ہو

کر آوازیں دے رہی تھی۔

امن بیٹا اٹھو نماز پڑ لو نماز کا ٹائم جا رہا ہے نماز پڑھ لو وہ کہہ رہی تھی وہ غائب دماغی سے سر ہلاتے ہوئے خواب سوچتے سوچتے اٹھ کر واش روم میں گھس گئی۔

یہ اس سے اگلے دن کی بات ہے رات کا جانے کون سا پہر تھا بجلی شاید چلی گئی تھی کمرا گھپ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا عجیب سی گھبراہٹ سے اس کی آنکھ کھل گئی تھی شاید اس نے کوئی خواب دیکھا تھا اس لیے دل گھبرا رہا تھا اگر خواب دیکھا تھا تو دماغ پہ بہت زور دینے کے بد بھی اسے یاد نہ آیا کہ اس نے خواب میں کیا دیکھا ٹائم دیکھنے کے لیے اس نے موبائل ڈھونڈنے کی کوشش میں بیڈ پہ آگے پیچھے ہاتھ مارا مگر نہ ملا جبھی کھلی کھڑکی سے ایک تیز ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے آ ٹکرایا اسے یاد آیا رات وہ کھڑکیاں اچھی طرح بند کر کے سوئی تھی پھر کھڑکی کیسے کھلی آہستگی سے وہ بیڈ سے اتری تبھی اسے گمان ہوا جیسے کوئی تیزی سے کھڑکی کے پاس اسے گزر رہا ہے وہ خوب سے کانپنے لگی اس سے پہلے اس کے منہ سے چیخ نکلتی کسی نے مضبوطی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا چیخ اس کے اندر گھٹ کر رہ گئی وہ تھر تھر کانپنے لگی

سنو گھبراؤ مت میں تمہیں نقصان نہیں پہنچانے آیا پلیز مجھ سے ڈرو مت وہ جو کوئی بھی تھا آواز خاصی خوبصورت تھی امن اسے اندھیرے کی وجہ سے دیکھ نہ سکی۔

کک۔۔کون ہو تم اور اندر کیسے آئے وہ خوفزدہ تھی آواز مشکل پھنسی پھنسی نکلی یوں جیسے تھوڑی دیر نہ رکی تو وہ رو دے گی۔

دیکھو امن گھبراؤ مت میں تمہیں دیکھنے آیا تھا دیکھ لیا اب جا رہا ہوں پلیز رونا نہیں میں جا رہا ہوں او کے خدا حافظ۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی پوچھتی وہ اسے کندھوں سے تھامے بولا اور جھک کر اس کی پیشانی پہ ہونٹ جما دیئے امن ششدر کھڑی رہ گئی تھی وہ کون تھا کہاں سے آیا تھا اندھیرے کی وجہ سے اسے دیکھ بھی نہ پائی تھی اور وہ اسے دیکھنے آیا تھا اور اس کا نام بھی جانتا تھا اپنا کام پورا کرتے ہی وہ جلدی سے کھڑکی سے باہر کی طرف کود گیا امن جب ہوش میں آئی تو وہ جا چکا تھا ٹیرس کا دروازہ کھول کر وہ باہر آئی دور دور تک اس اجنبی کا کہیں کوئی نام و نشان تک نہ تھا وہ حیران و پریشان سی واپس روم میں آئی اس وقت لائٹ آ گئی باقی کی شادی رات اس کے جاگتے گزر گئی تھی۔

اب تو آئے دن رات کو سوتے میں اسے محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی اس کے پاس ہی ہے جیسے ہی بیدار ہوتی یہ احساس بھی ساتھ ختم ہو جاتا اس دن تو حد ہو گئی رات کا تیسرا پہر تھا گہری نیند میں اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے پاس بال سہلا رہا ہے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا ہے آہستہ آہستہ وہ ہوش کی کی دنیا میں آتی گئی وہ محسوس کر رہی تھی مگر اس نے جان بوجھ کر آنکھیں نہ کھولی آج اس نے پکا ارادہ کر لیا تھا وہ جو کوئی بھی تھا وہ آج اسے ضرور دیکھے گی بالوں میں چلتی ہوئی انگلیاں ایک دم رکی تھی دوسرے لمحے ہی امن کو اپنا دل قابو میں رکھنا مشکل ہو گیا تھا دل تھا کے زور زور سے دھڑک کہ لگتا تھا کہ جیسے ابھی پسلیاں توڑ ر باہر آ جائے گا امن کو اپنے چہرے پر اجنبی سی سانسوں کی تپش

محسوس ہوئی تھوڑی دیر کے لیے اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس اجنبی نے سینے پر پڑے امن کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں تھاما ہونٹوں سے لگایا اور احتیاط سے اپنی جگہ رکھ دیا تھوڑی دیر کے لیے گھڑی کی سوئیاں تھمی تھی امن کی دھڑکن رکی تھی اور اجنبی کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ کھلی تھی۔

سنو میں جانتا ہوں تم جاگ رہی ہو وہ امن کے کان کے قریب جھکا کہہ رہا تھا اور امن تو جیسے کاٹو تو بدن میں لہو کی کیفیت لیے پڑی تھی آنکھیں کھولنے کی کوشش کی ایسا لگا جیسے کسی نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا ہو اور جب آنکھیں کھلی تو جلدی سے لائٹ آن کی تو مارے ڈر کے سانس اوپر کا اوپر ہی رہ گیا تھا ساتھ والا بیڈ خالی تھا وہاں کوئی نہ تھا چادر پہ پڑی شکنوں سے صاف محسوس ہو رہا تھا کچھ دیر پہلے کوئی تھا اور سامنے کھلی کھڑکی اس بات کا پتا دے رہی تھی کہ کوئی ابھی ابھی یہاں سے گیا ہے وہ بت بنی اپنے ہاتھ کی پست کو گھورے جا رہی تھی جہاں پہ ابھی تھی ابھی اس اجنبی کا لمس موجود تھا وہ کھڑکی تو آج بھی بند کر کے سوئی تھی پھر کیسے کھل گئی یہ سوچنے والی بات تھی ہے ناں۔

قارئین امن بھی سوچ رہی تھی آپ بھی سوچئے میں نہیں سوچنے والی کیونکہ میں جانتی تھی کہ کھڑکی کیسے کھلتی ہے اور پھر کیا ہوا۔

اگلے دن وہ یونیورسٹی میں گم سم رہی لیکچرار کا ٹکر ٹکر منہ دیکھتی رہی بار بار دھیان ہاتھ کی طرف چلا جاتا آخر دو پیریڈ بنک کر کے وہ بے دھیانی سے یونیورسٹی سے نکل آئی تو اسے باہر آکے احساس ہوا کہ وہ غلط کر چکی ہے تھوڑا آگے جانے پہ اسے احساس ہوا جیسے کوئی اس کے پیچھے آ رہا ہے خوف کے مارے اس نے مڑ کر دیکھا وہ چار لوفر وں کا ایک گروپ تھا اس کے پیچھے دیکھنے پہ ایک لفنگے نے بے شرمی سے اسے آنکھ ماری وہ خوف کے مارے اور تیز تیز چلنے لگی گھر پندرہ منٹ کی مسافت پر تھا سو وہ پیدل ہی آتی جاتی تھی حذیفہ بھیا نے اسے کتنا کہا تھا کہ وہ اسے پک اینڈ ڈراپ کر دیا کریں گے وہ خود ہی نہ مانی اسے اب اپنے انکار پر افسوس ہوا اچانک سے ایک لوفر اس کے سامنے آکر اس کا رستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

اے حسینہ کہاں جا رہی ہو کوئی لفٹ نہیں ہے وہ لوفرانہ انداز میں گویا ہوا وہ ڈر کے پیچھے ہٹتے ہوئے بولی۔

پلیز مجھے جانے دو۔

ارے بے بی رونا نہیں رونا نہیں شاباش لڑکیاں روتی ہوئی اچھی تھوڑی لگتی ہیں وہ اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر پچکارا تو باقی تینوں کھی کھی کر کے ہنسنے لگے۔

مجھے گھر جانا ہے پلیز مجھے جانے دو وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے التجائیہ انداز میں بولی۔

ارے جانے بھی دیں گے حسینہ ویسے نام تو بتاتی جاؤ اور یہ تم نے کیا اپنا لمبا دوپٹہ لے رکھا ہے جھاڑو دینے کا کام کر رہا ہے ارے نہ بھی رکھو تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وہ پیلے پیلے دانتوں کی نمائش کرواتا ہوا بولا اور ہاتھ بڑھا کر جونہی اس کے دوپٹے کو تھاما پیچھے سے کسی نے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو رستے میں ہی روک دیا اور امن کو پکڑ کر اپنے پیچھے کر لیا امن دل ہی دل میں شکر ادا کرتی ہوئی اس کے پیچھے چھپ گئی پانچ منٹ میں آنے والے ان چاروں کو پیٹ کر رکھ دیا تھا اور امن حیران و

پریشان تھی کہ اس شخص کو ٹکر ٹکر گھورے جا رہی تھی جو اس کا مددگار بن کر سامنے آیا تھا ہو بہو ہی ساحرانہ آنکھیں جو ہر وقت اسے حصار میں لیے رکھی تھی وہ اس کے سامنے تھا آنکھوں آنکھوں کی طرح وہ بھی بہت خوبصورت تھا ان چاروں کی اچھی خاصی درگت بنانے کے بعد وہ چاروں وہاں سے بھاگ نکلے تھے اور واپس مڑ کر تیز تیز چل کر خود کو بے یقین نظروں سے گھورتی ہوئی امن کے قریب آیا تھا اور درشتگی سے اسے بازو سے پکڑ کر زور سے دبوچا۔

کیا ضرورت تھی آپ کو یونیورسٹی سے اکیلے نکلنے کی اگر نکلی بھی تھی تو ساتھ کسی کلاس فیلو کو لے لیتی اگر میں ٹائم پر نہ پہنچتا تو نجانے کیا ہو جاتا۔

وہ امن پر برس رہا تھا اور امن ساری دنیا بھلائے اس کی خوبصورت آنکھوں کو دیکھ رہی تھی آپ وہی ہیں ناں جو میرے خوابوں میں آتے ہیں وہ بولی بھی تو کیا۔

اجنبی نے ناراضگی بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور کچھ بولے بغیر ہی امن کا ہاتھ تھاما اور تیز تیز قدموں سے چل دیا وہ بھی اس کے ساتھ کھنچتی چلی گئی گھر کے دروازے پر آکر اس نے امن کا ہاتھ چھوڑ دیا اور واپس مڑنے لگا تھا کہ جب امن نے اسے آواز دے کر روک لیا۔

پلیز تم کون ہو اور واپس کیوں جا رہے ہو وہ بے خودی کی عالم میں بولی۔

میرا نام احرام ہے اور جہاں تک آپ کا سوال ہے واپس کیوں جا رہا ہوں تو آئی پرامس آپ نے مجھے جب بھی آواز دیں گے میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا ابھی مجھے جانا ہے وہ ٹھہر ٹھہر کے بولا تھا۔

کیسے آجاؤ گے وہ اسے واپس مڑنے دیکھ کر بولی۔

میں نے کہا ناں امن جیسے ہی بلاؤ گی میں آجاؤں گا بس تم دل میں میرا نام لینا۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا اور وہ بے خودی اسے جاتا ہوا دیکھتی رہی یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

پہلے تو دن کاٹنا مشکل تھا اب تو رات بھی آنکھوں میں کٹنے لگی تھی اس دن کے بعد وہ دوبارہ نظر نہ آیا تھا پورا ایک ویک اپنے کمرے کی کھڑکی کو گھورتی رہتی کب وہ کھلے گی اور وہ آئے گا عرصہ ہوا اب تو خواب آنا بھی بند ہو گئے ہیں وہ سارا دن ساری رات کھڑکی میں کھڑی اس کا انتظار کرتی مگر وہ نہ جانے کہاں جا چھپا تھا اس دن بھی رات کو وہ کھڑکی میں کھڑی تھی اسی کو سوچ رہی تھی دور سے فجر کی اذان کی آوازیں آنا شروع ہوئی تھیں وہ بے بسی سے آنکھیں موند کر بے آواز رو دی۔

کہاں ہو تم کون ہو تم نہ کوئی اتا نہ پتہ کہاں چلے گئے ہو میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں گی احرام پلیز آجاؤ وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوا تھی نماز پڑھ کر وہ بیڈ پر جا کر لیٹی۔

اتوار کا دن تھا اسے یونیورسٹی سے چھٹی تھی اسے سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی تھی تھوڑی دیر بعد امی جان نے اسے جگا دیا کہ سب ناشتے میں اس کا انتظار کر رہے ہیں وہ جی اچھا کہہ کر اٹھ بیٹھی تبھی اس کی نظر بیڈ کے سرہانے پڑے کاغذ پر نظر پڑی تھی آہستہ سے کاغذ کو کھولا نظریں خوب صورت تحریر پر پھسلنے لگی۔

سنو امن میں نے تمہیں کہا تھا کہ رونا مت مجھے تکلیف ہوتی ہے پھر رات کو تم روئی کیوں تم میرے بارے میں جاننا چاہتی ہو ناں تو آج شام پانچ بجے اپنے گھر کے پچھلی سائیڈ پر بنے باغ میں آ جانا میں وہاں تمہارا انتظار کروں گا مگر امن ایک بات یاد رکھنا میں تم سے شدید ترین محبت کرتا ہوں تم میری کہانی سننے کے بعد اپنا وَیا رد کر دو میں دونوں فیصلوں پر تمہارے ساتھ ہوں تمہارا طلبگار احرام وہ خط پڑھنے کے بعد کتنی دیر ساکت بیٹھی رہی۔

میں نے تمہیں پہلی بار اس بنگلے میں دیکھا مجھے عرصہ ہوا یہی رہتا تھا جس دن تم لوگ یہاں شفٹ ہوئے اس سے ایک دن پہلے میری فیملی یہاں سے ہجرت کر گئی مجھے بھی جانا پڑا تھا مجھے اپنا ذاتی کام تھا اس لیے رکنا پڑا اگر تم لوگوں کے آنے کے بعد میرا یہاں سے جانے کو من نہیں کرتا تمہیں دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا سب کام ادھورے رہ گئے میں تمہارا دیوانہ ہو گیا مجھے لگا مجھے ایک دفعہ تمہیں بتانا چاہیے تمہارے سامنے جانا چاہیے مگر [illegible] اسی لیے مجھے پہلے تمہارے خوابوں تک آیا [illegible] امن میں [illegible] محبت کرتا ہوں میں تمہیں [illegible] چاہتا ہوں تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں تم سے دور رہنے کی بے شمار اختیار کوشش کی مگر یقین مانو امن مجھے لگتا ہے میں مر جاؤں گا سانسیں رک جاتی ہیں امن کیا تم مجھ سے شادی کرو گی پلیز انکار مت کرنا امن پلیز مجھے جھٹلانا مت اگر تم مجھ سے محبت نہیں بھی کرتی تو میں وعدہ کرتا ہوں تمہیں اتنا پیار دوں گا کہ اتنا خوش رکھوں گا تم مجھ سے محبت کرنے پر مجبور ہو جاؤ گی پلیز امن انکار مت کرنا پہلے سنجیدہ انداز سے باہر شروع کرنے والا احرام آخر میں جذباتی انداز میں امن کا ہاتھ تھامتے ہوئے التجائیہ انداز میں گویا ہوا اور امن تو جیسے سوئی جاگی کیفیت میں احرام کو بس دیکھے جا رہی تھی۔

میں تم سے بڑھ کر تم سے محبت کرتی ہوں احرام میں تم سے ابھی نکاح کے لیے تیار ہوں وہ اس کی سحر بھری شخصیت میں کھوئی کھوئی بولی۔

کیا تم سچ کہہ رہی ہو امن۔ مگر ہماری شادی کیسے ہو سکتی ہے او گاڈ میں نے یہ سوچا ہی نہیں تھا وہ امن کا فیصلہ سن کر خودی سے جھوم اٹھا مگر کچھ یاد آتے ہی مایوس کن لہجے میں بولا۔

کک۔ کیوں نہیں ہو سکتی شادی مم۔ میں اپنے بابا جان اور امی جان سے بات کرتی ہوں تب تک تم اپنے والدین کو منا لو کیا تمہارے گھر والے راضی نہیں ہیں وہ احرام کے انداز دیکھ کر حیران ہوئی۔

دیکھو امن میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔

ہاں بولا ناں وہ مسکرا کر گویا ہوئی۔

امن دیکھو میری بات ذرا غور سے سنو ہم مسلم نہیں امن اور ہمارے خاندان والے باہر شادیاں نہیں کرتے پھر میں تم سے شادی کیسے کروں۔ وہ جیسے بے بس ہوا تھا۔

تو تمہارا مطلب ہے تم لوگ مسلم ہیں اور ہم ہندو ہیں ہم بھی مسلم ہے اور بھلا یہ کیا بات ہوئی مجھ سے شادی کیسے کرو گے بھئی جیسے سب کرتے ہیں ویسے ہی تم سے کرنا ہے وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

وہ بات نہیں ہے امن وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

پھر کیا بات ہے وہ بولی اور احرام نے سر اٹھا کے اسے دیکھا۔

امن میں انسان نہیں ہوں میرا تعلق دوسری مخلوق سے ہے وہ آنکھیں میچتے ہوئے بولا۔ اور امن کے سر پر جیسے پہاڑ ٹوٹا تھا ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ سرگوشی کے سے انداز میں بولی احرام نے اسے دیکھا تھا امن سے نظریں ٹکرائی تھیں تبھی وہ اس کی نظروں کے حصار میں بند تھی پھر احرام نے اسے جو کہا وہ مانتی چلی گئی۔ احرام اس سے اور وہ احرام سے محبت کرنے پر مجبور تھی۔

احرام نے کہا تھا انسان اور دوسری مخلوقات کی شادیاں نہیں ہو سکتی اگر ہو بھی جائے تو نبھ نہیں پاتی انسان کی آخری حد موت ہوتی ہے اور وہ اسے موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتا تھا اس نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ دونوں ہمیشہ اچھے دوستوں کی طرح رہیں گے ہر کام ساتھ میں کریں گے ساتھ میں کھائیں گے ساتھ میں پئیں گے ہر جگہ کہیں بھی جانا ہوا اکٹھے جائیں گے وہ سارا دن اس کے ساتھ رہتا صرف اسے نظر آتا کوئی دوسرے اسے دیکھ نہ پاتا۔

رات دیر تک باتیں کرتے امن کے سوتے ہی وہ وہاں سے چلا جاتا مگر پہلے کی طرح چپکے سے امن کو دیکھتا ضرور تھا ایک دن وہ بے بس ہو گیا تھا امن میں مر جاؤں گا تم اگر مجھے نہ ملی تو میں یہ دوستی کا ناٹک کر کے کر کے تھک گیا ہوں یار اتنی قریب ہونے کے باوجود تم مجھ سے ہزاروں ہاں دور ہو میں تمہیں ہاتھ نہیں لگا سکتا چھو نہیں سکتا امن امن تم تم میری بات سنو تم مجھے دیکھو میری طرف امن ہم آج ہی نکاح کر لیتے ہیں مجھے کسی کا ڈر نہیں نہ ہی اپنے قبیلے کا نہ کسی اور کا مجھے صرف تم سے جدائی کا ڈر ہے سنو ہم آج ہی شادی کر لیں۔

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ تھامے بول رہا تھا اور امن تو جیسے اپنے ہوا اس میں تھی ہی نہیں بس اس کی زہریلی آنکھوں میں کھوئی تھی پھر کیسے وہ احرام کا ہاتھ تھامے کورٹ آئی کیا ہوا اب نکاح ہوا اسے کچھ یاد نہیں رات وہ اسے لیے اسی کے روم میں دراز کی کنڈی چڑھانے کے بعد وہ کھڑکی بند کر کے پلٹا ہی تھا جب بند کھڑکی پر دستک ہوئی تھی امن اور اس نے چونک کر کھڑکی کو دیکھا۔

میں دیکھتا ہوں۔ وہ امن سے کہہ کر کھڑکی کی طرف آیا کھڑکی کھول کر باہر جھانکا امن کو کھڑکی کے پاس تین چار سائے دکھائی دیئے تھے وہ گھبرا سی گئی۔

امن ریلکس یار میرے دوست ہیں میں آتا ہوں احرام کہہ کر کھڑکی سے کود کر دوری طرف چلا گیا نجانے ان لوگوں کی آپس میں کیا بات ہوئی پندرہ بیس منٹ بعد وہ غصہ سے بھرا ہوا واپس آیا تھا۔

امن دیکھو میری بات غور سے سنو۔ امن میرے گھر والوں کو میرے قبیلے والوں کو ہمارے نکاح کی خبر ہوئی ہے وہ لوگ یہی آ رہے ہیں مجھے جانا ہو گا امن مجھے انہیں روکنا ہو گا دیکھو امن میں واپس آؤں گا تم میرا انتظار کرنا۔ گھبرانا مت میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گا باہر میرے دوست ویٹ کر رہے ہیں مجھے جلدی نکلنا ہے اپنا خیال رکھنا صرف میرے لیے اللہ حافظ۔

وہ جلدی جلدی اسے آدھی ادھوری بات بتا کر اسے اپنے ساتھ لگایا پیشانی چومی اور کھڑکی کود گیا انسوؤں سے بھری آنکھیں لیے امن دوڑ کرے کھڑکی تک آئی تھی احرام کو بھی شاید اس

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

کے کھڑکی میں آنے کا پتہ چلا تھا پیچھے مڑ کر دیکھا ہاتھ ہلایا اور چل دیا دور سے امن نے چارسایوں میں اسے گھر سے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔

دس دن گزر گئے اسے گئے ہوئے مگر دور دور تک احرام کا پتہ نہ تھا اب نہ خواب آتے تھے نہ رات کو کھڑکی کھلتی نہ تھی اور وہ تو سارا دن کمرے میں بند گھر والے پریشان کہ آ کر اسے ہو کیا گیا ہے امی جان کو پریشان دیکھ کر وہ یونیورسٹی چلی آئی پڑھنے تو ہوتا تھا نہیں کلاسیں بنک کیے سارا دن یونہی گراؤنڈ میں بیٹھی رہی تبھی اسے اپنے آس پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا مڑ کر دیکھنے پر وہ جیسے پتھر کی ہو گئی تھی ہو بہو وہی چہرہ وہی شکل وہی قد وہی رنگت مگر اس کی آنکھیں ذرا چینج تھی احرام کی آنکھیں گہری براؤن مگر اس شخص کی فلوائٹ تھیں وہ امن کو دیکھ کر مسکرایا۔ اور اس کے قریب چلا آیا۔

آپ امن ہیں ناں وہ اس سے مخاطب ہوا تھا اس کا سر اثبات میں ہلا۔

مجھے بہرام کہتے ہیں میں احرام کا جڑواں بھائی ہوں ویسے داد دینی پڑی گی بھیاجی کو واقعی ہیرا تلاش کیا ہے انہوں نے وہ مسکرایا تھا اس کی مسکراہٹ احرام سے کتنی ملتی تھی اگر اس کی آنکھوں کا رنگ مختلف نہ ہوتا تو وہ اسے احرام ہی سمجھتی۔

احرام کدھر ہے وہ جلدی سے بولی

بات کچھ یوں ہے بھابھی جی مجھے احرام نے بھیجا ہے آپ کے پاس یہ کہنے کے لیے آیا ہوں کہ آپ دکھی مت ہونا اور رویا بھی بالکل نہ کرنا۔

اور وہ خود کہاں ہے۔

یہ آپ کو یہ خط پڑھ کر پتہ چل جائے گا یہ احرام نے بھیجا ہے آپ کے لیے اچھا میں چلتا ہوں وہ مسکراتے ہوئے بولا اور جیب سے ایک کاغذ نکال کر امن کو دیا اور خود اس کی نظروں کے سامنے ہی غائب ہو گیا۔

امن میری جان جب تم یہ خط پڑھ رہی ہو گی تب میں تم سے دور بہت دور ہوں گا تمہاری نگاہوں تمہاری پناہوں سے دور امن میں کوشش کر کے بھی اب تم تک پہنچ نہیں سکتا۔ امن میں نے تمہیں بتایا تھا ناں ہمارے خاندان میں قبیلے سے باہر شادی نہیں ہوتی میں نے تم سے شادی کر لی اور یہاں میرے قبیلے کو علم ہو گیا یہاں تمہیں مارنے کی تیاریاں کی جانے لگی مگر میرے ساتھیوں نے مجھے پہلے ہی خبردار کر دیا میں جب یہاں پہنچا امن سب کے غصہ کو مشکل سے ٹھنڈا ک مانتی ہو یہ لوگ تمہیں مارنے کے درپے ہیں م جیتے جی تمہارے ساتھ ایسا ہوتے ہوئے کیسے د سکتا تھا تبھی قبیلے والوں نے شرط رکھی کہ میں تمہیں چھوڑ دوں طلاق دے دوں ورنہ تمہیں مار جائے گا امن تم سے دور رہنا تو گوار ہے مگر تمہیں خود سے الگ نہیں کر سکتا تم تو میری سانسوں ب بستی ہو یاد میں کیسے خود اپنے ہاتھوں سے مار ہوں امن میں تمہیں نہیں چھوڑ سکتا مگر خود کو تمہ جان کے بدلے میں اپنے قبیلے والوں کے گروی رکھوا دیا ہے یہ لوگ اسی بات کے مانے ہیں۔

امن یہ لوگ کہتے ہیں خود کو ان کے حو کر دوں تو یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے میں نے خود کو ان کے حوالے کر دیا امن میں جانتا ہوں امن یہ قبیلہ میرا خاندان ہے جلد ہی ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائیگا تو یہ مجھے معاف کر دیں گے پھر میں لوٹ کر تمہارے پاس آؤں گا بہت مشکل سے خط تم کو لکھنے کی اجازت ملی ہے میں آؤں گا امن میں لوٹ کر آؤں گا مگر تمہیں ایک بات کا خیال رکھنا ہے تم میری امانت ہو میں واپس آؤں گا تمہیں اپناؤں گا تم میری منکوحہ ہو امن تمہیں خود کو میرے لیے سنبھالنا ہو گا اور پلیز ایک وعدہ تو کرتی جاؤ تم کبھی بھی بالکل بھی نہیں روؤ گی اگر روئی تو یاد تمہاری آنکھ میں ایک بھی آنسو آیا امن مجھے بہت تکلیف ہو گی میں خود کا کبھی بھی معاف نہیں کروں گا وعدہ کرو نہیں روؤ گی ناں اور ہاں دعا کرنا ہمارا ملن جلد ہو صرف اور صرف تمہارا جانثار۔ احرام۔

خط تھا یا کوئی دھماکہ ہوا تھا وہ ساکت رہ گئی دل چاہا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے مگر احرام کو اس کے رونے سے تکلیف ہوتی اس نے اپنے آنسو اپنے اندر ہی دبا دیئے۔ وہ اندر سے ٹوٹ کر بکھر گئی تھی مگر آنسو کبھی باہر آنے نہ دیئے۔۔

آج پچیس سال گزرنے کے بعد وہ ویسی ہی ہے گم سم اداس تب امی جان اور بابا جان نے جگہ اس کی شادی کرنا چاہی تھی مگر وہ نہ مانی تھی والدین اس کی شادی کی حسرت لیے اس دنیا سے چلے گئے بھیا اور بھابھی نے بھی زور دیا مگر وہ نہ ٹلی رانی کی شادی ہو چکی ہے اس کی ایک پیاری سی بیٹی بھی ہے وہ پچتالیس سال کی ہو چکی ہے آج بھی احرام اس کی نگاہوں میں بستا ہے وہ آج بھی اس کا انتظار کرتی ہے احرام کی طرف سے نہ کوئی خبر نہ کوئی خط کچھ بھی نہیں ملا ایک دفعہ بس وہ خواب میں آیا تھا وہی ندی وہی بہتی آبشار کے پاس وہ کہتا ہے امن جدائی بہت لمبی ہو گئی ہے مجھ سے رہا نہیں جا رہا ہے پلیز کسی طرح تم مجھے یہاں سے چھڑوا کے لے جاؤ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں امن میں تھک گیا ہوں مجھے تمہاری ضرورت ہے امن جس دن تمہارے دل سے سگنل دینا چھوڑ دیا سمجھ جانا تمہارا احرام مر گیا ہے مگر آج بھی اس کا دل سگنل دیتا ہے کہ احرام آئے گا وہ زندہ ہے وہ آج تک اس کا آخری خط سنبھالے ہوئے ہے وہ آج بھی راتوں کو کھڑکی کھلی رکھتی ہے اس امید پر کہ احرام ضرور آئے گا۔

قارئین کرام یہ میری پہلی کاوش ہے امید کرتی ہوں کہ تم لوگوں کا دل جیتنے میں کامیاب ہو جاؤں گی خیر امید پہ دینا قائم ہے نیکسٹ تحریر تک کے لیے اللہ حافظ۔

ندا علی عباس۔ سوہاوہ۔ گوجر خان۔

کنگن

کاش! میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا
تو بڑے بڑے سے بڑے چاؤ سے
تو اپنی نازک سی کلائی میں مجھ کو پہنتی
تو جو کبھی بے خیالی میں مجھے دیکھا کرتی
اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک سے مجھے چھیڑا کرتی
جب بھی تو نیند کی وادی میں جاتی
اپنے مرمریں ہاتھ کا تکیہ بناتی
تیرے ہاتھوں کی خوشبو سے میں مہک سا جاتا
تیرے کان سے لگ کے کئی باتیں کرتا
اور نہیں تو یہی اک بے نام سا بندھن ہوتا
تو جو کبھی پیار سے مجھے چوما کرتی
تیرے ہونٹوں کی گرمی سے میں دہک سا جاتا
اور نہیں تو یہی اک بے نام سا بندھن ہوتا
کاش! میں تیرے حسین ہاتھ کا کنگن ہوتا

دوگھونٹ پانی

تحریر۔عروہ ہادی۔جنڈانوالہ بھکر۔۔

شہزادہ بھائی۔السلام وعلیکم۔امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔
اور اللہ سے دعا ہے کہ جواب عرض کی پوری ٹیم کو اپنے حفظ وایمان میں رکھے اور دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین آپ سب کا بے حد شکریہ آپ نے میری تحریروں کو پسند کیا اور میری حوصلہ افزائی کی جزاک اللہ۔آپ کی پزیرائی نے حوصلہ بڑھایا تو ایک اور کہانی کیساتھ حاضر خدمت ہورہی ہوں میں نے اس کہانی کا نام میری ہمدم میری دوست رکھا ہے اگر آپ چاہیں تو اسے تبدیل بھی کر سکتے ہیں۔

ادارہ جواب عرض کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اس کہانی میں شامل تمام کرداروں مقامات کے نام تبدیل کردیے ہیں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو اور مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کا ادارہ یا رائٹر ذمہ دار نہیں ہوگا۔اس کہانی میں کیا کچھ ہے یہ تو آپ کو پڑھنے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔

ول درخت سے پشت لگائے اینڈی کو دیکھ رہا تھا جو اپنے کمرے سے آسمان پر اڑتے ہوئے پرندوں کی تصویریں بنا رہا تھا اسے تصویریں بنانے کا ضبط تھا دنیا میں اگر کسی چیز سے اسے والہانہ محبت تھی تو وہ چیز اس کا کمرہ تھا جس سے وہ لاتعداد تصویریں بناتا تھا سپر ویک اینڈ پہ ول اور پولارڈ اپنے ہاسٹل سے سیر وتفریح کی غرض سے نکل کر آئے اس مرتبہ وہ تینوں اپنے ہاسٹل کے پیچھے جنگل میں آئے ہوئے تھے ان کا کالج شہر کی پر ہجوم زندگی سے دور تھا ہاسٹل کے پیچھے جنگلات وسیع وعریض تھا لمبے درخت سر سبز سرزمین کو ہر روز ول اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا ہو کہ دوربین سے دیکھتا تھا بہت شوق تھا کبھی یہاں پر آنے کر مگر کالج میں اپنے چھ ماہ کے قیام میں وہ تینوں مقامی طالب علموں اساتذہ اور مختلف افراد سے اسی جنگل سے متعلق ہوتنی کہانیاں سن چکے تھے کہ چاہتے ہوئے ایڈی اور پولارڈ اس کے ساتھ یہاں آنے پر متفق نہ ہوئے بالآخر ول بے حد اصرار اور ضد کرتے انہیں یہاں لے آیا تھا اینڈی اپنے کیمرے سے کھٹا کھٹ تصویریں بنانے لگا میں مگن تھا۔

ول مختلف پرندوں کی دلکش آوازیں سننے کے ساتھ ساتھ اینڈی کو بھی دیکھ رہا تھا پولاڈ البتہ جینز کی پاکٹس میں دونوں ہاتھ ڈالے چاروں طرف غور سے دیکھ رہا تھا پھر ول درخت کے نیچے بیٹھ کر اپنے جوگرز کے تسمے باندھنے لگا جب کسی کے قدموں کی آواز پر چونکا اس پر سر اٹھایا وہ بولاڈ تھا ول ایک دم سیدھا ہوا ول تمہیں نہیں لگتا یہاں کچھ غلط ہے۔

پولارڈ لب چباتے ہوئے بولا ول کھڑا

دا ہاتھ جھاڑے اور مسکرا کر بولا پول شاید تمہارے دماغ میں وہ کہانی گھس گئی ہے جو ہمیں جورج نے سنائی تھی کہ اس جنگل میں ایک عورت اور ایک کم سن بچی مسافروں کو ملتی ہیں پھر انہیں خوفزدہ کرتی ہیں اور ان کا خون پی جاتی ہیں۔

اینڈی بھی گردن موڑے اسے سن رہا تھا اس کی بات ختم ہونے پر وہ ان کی قریب آیا ہو سکتا ہے ول یہ سب حقیقت ہو۔ایسے تو کوئی نہیں کہتا اور تم اچھی طرح جانتے ہو یہاں کوئی بھی نہیں آتا اینڈی نے کہا تو پولاڈ نے سر ہلایا ۔ہاں ہوسکتا ہے

فرینڈز اگر تم دونوں اتنے خوفزدہ ہو تو واپس چلتے ہیں اس نے دور کھڑی اپنی سائیکل کی طرف اشارہ کیا اینڈی نے کندھے اچکائے اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہم ایک راؤنڈ تو لگا ہی لیتے ہیں اینڈی کی بات ختم ہونے سے پہلے پولاڈ اپنی سائیکل کی طرف بھاگا اور مجھے یقین ہے یہ ریس بھی میں ہی جیتوں گا۔

اینڈی اور ول نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر وہ دونوں بھی اپنی اپنی سائیکل کی طرف لپکے۔

ہمیشہ کی طرح پولاڈ اپنی سائیکل اڑاتا ہوا آگے آگے تھا ول اور اینڈی بھی پورا زور لگا کر آگے نکلنے کی کوشش میں تھے۔

دیکھو سرخ پھولوں والے درخت تک جانا ہے پولارڈ چلایا اینڈی ول کے آگے نکل گیا ول نے بھی کل زور لگا کر سائیکل بھگانے کی کوشش کی مگر اس کی سائیکل اتنی بھاری ہوگئی کہ وہ وہی رک گیا اس نے سائیکل گھسیٹنے کی کوشش کی مگر یوں لگا جیسے کوئی بے حد وزنی چیز سائیکل کے راستے میں حائل ہو اس نے دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے سائیکل ایک دم سے نیچے زمین پر گری اور بری طرح لڑکھڑایا سنبھل کر اس نے جوں ہی سیدھا ہو کر سامنے دیکھا تو وہ ساکت ہو گیا سامنے ایک نو سال کی بچی کھڑی تھی اس نے بے بی پنک کلر کا گاؤن نما لمبا فراک پہنا ہوا تھا اس کے گھنے اور براؤن بال کمر پہ لہرا رہے تھے ماتھے پہ پنک کلر کی ہیڈ ربن باندھا ہوا تھا جس کے بائیں جانب پر بڑا سا پھول بنا ہوا تھا وہ دونوں ہاتھ بازوؤں سے سینے پر باندھے دائیں بائیں ہلکا ہلکا جھوم رہی تھی جیسے کرسمس نائٹ پہ سکول بوائز اور گرلز کرسمس سونگ کہتے ہوئے جھومتے ہیں۔

ول نے حیرت سے اسے دیکھا بے بی آپ یہاں کیا کر رہی ہیں وہ بچی رکی۔میرا نام سبلکووا ہے اس نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کیا اینڈی اور پولارڈ نے دور سے انہیں دیکھا پولارڈ نے سائیکل بھگائی اور ان کے پاس آرکا۔

یہ کون ہے سوالیہ نظروں سے ول کو دیکھا ول نے کندھے اچکائے۔انکل میں وہاں رہتی ہوں ان درختوں کے پار اس نے آئی برو سے اشارہ کیا ول اور پولارڈ نے وہاں دیکھا یہاں کیا کرنے آئی ہو پولارڈ نے پوچھا۔

مجھے پیاس لگی ہے آپ مجھے پانی دے سکتے ہیں۔اس نے اپنی سبز آنکھیں پھیلا کر کہا اینڈی بھی ان کے پاس آرکا پولارڈ نے نفی

میں سر ہلا دیا میرے پاس پانی نہیں ہے اینڈی نے بھی انکار کر دیا ول کچھ دیر اس بچی کو گھورتا رہا پھر سائیکل کے ساتھ لٹکی ہوئی لیمن اسکوائش کی بوتل اسے دے دی اس کی سبز آنکھیں چمک گئی اس نے آگے بڑھ کر بوتل لی ڈھکن کھول کر منہ لگا لیا اینڈی اور پولارڈ اسے تک رہے تھے سبلکووہ نے بوتل واپس کی آپ کا شکریہ انکل مجھے بس دو گھونٹ کی پیاس تھی وہ بول رہی تھی ول نے سر ہلا دیا اچھا ٹھیک ہے اب اپنے گھر جاؤ اس نے مسکرا کر تینوں کو دیکھا اور کندھے اچکا کر ان درختوں کے جھنڈ کی جانب چلنے لگی جہاں اس نے اشارہ کیا تھا

ہمیں اس اب چلنا چاہیے ول نے کہا تو پولارڈ اور اینڈی نے سر ہلا دیا تینوں نے اپنی سائیکل چلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی یہ کیا ماجرہ ہے اینڈی کو حیرت ہوئی بہت کوشش کے باوجود بھی وہ سائیکل کو گھسیٹ میں بھی کامیاب نہ ہوئے تھے ہمیں ان کو ادھر ہی چھوڑ کر جانا ہوگا کل آکر لے جائیں گے ول بولا تو اینڈی نے سر ہلا دیا ہاں شاید ایسا کرنا پڑے گا نہیں میں اپنی سائیکل یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا پولارڈ نے انکار کر دیا۔

تو پھر کیا کریں واپس بھی تو جانا ہے ان کو بھی پتہ نہیں کیا مصیبت ہے ول نے سر جھٹک کر کہا پھر ایک دم چونک کر سیدھا ہو گیا وہاں ایک طرف اسی بچی کا گھر ہے ان کو جا کر کہتے ہیں ہماری سائیکل کا خیال رکھیں اس نے اسی جانب اشارہ کر کے کہا۔

اینڈی بولا ہرگز نہیں پتہ نہیں وہ کون ہوں پولارڈ نے وہاں سے غور سے دیکھا میرے خیال ایک بار جانے میں کوئی ہرج نہیں پولارڈ نے کہا اور چل دیا ول بھی اس کے ساتھ اینڈی نے دونوں کو جاتا ہوا دیکھا اور انہیں گالیاں دیتا ان کے پیچھے لپکا۔وہ تینوں درختوں کے جھنڈ سے گزرتے ان اس چھوٹے سے گھر کے سامنے حیرت سے کھڑے تھے لکڑی کا بنا چھوٹا سا خوبصورت گھر ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ اس جنگل میں بھی ہو سکتا ہے وہ تینوں حیرت سے کھڑے دیکھ رہے تھے جب دروازہ کھلا اور سبلکووہ باہر نکلی اس کی آنکھیں ول کو دیکھ کر چمکی آئیں انکل اس نے دروازہ کھولا اور پیچھے ہٹ گئی تینوں ہچکچاتے ہوئے اندر داخل ہو گئے سبلکووہ انہیں لے کر ایک کمرے کی جانب آئی وہاں کرسیاں بچھی ہوئی تھی وہ وہاں بیٹھ گئے سبلکووا کمرے میں چلی گئی وہ تینوں کمرے کا جائزہ لے رہے تھے ایک درمیانی عمر کی خوبصورت عورت اندر داخل ہوئی تو وہ بے اختیار سیدھے ہوئے میں سبلکووا کی والدہ ہوں۔وولینا۔انہوں نے مسکرا کر اپان تعارف کروایا میں ول ہوں میرا تعلق روس سے ہے۔اور یہ اینڈی ہے۔اور پولارڈ ہیں دونوں کوریا کے ہیں۔ہم سکالرشپ نیو یارک پڑھنے آئے ہیں ول نے وضاحت سے اپنا اور دوستوں کا تعارف کروایا پولارڈ عورت کو پوری توجہ سے دیکھ رہا تھا اس کی آنکھیں سرد تھیں جیسے جذبات اور محسوسات سے عاری کسی گڑیا کی آنکھیں سرد ہوتی ہیں خوبصورت۔سحرانگیز مگر بے جان اس ذہن میں کلارک اور

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

رج کی باتیں گھومنے لگی۔

بارہ سال پہلے ایک پادری نے نن سے شادی کر لی تو اس کے علاقے کے لوگ اس کے شدید مخالف ہو گئے تھے کئی سالوں بعد انہوں نے پادری کو غائب کر دیا اور اس کی بیوی اور بچی کو جنگل میں لا کر باندھ دیا وہ دونوں کئی دنوں تک بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر اپنی جان دی ان کے مردہ جسم وہی گلتے سڑتے رہے اور پھر بہت سے لوگوں نے وہاں سے گزر بھی ختم کر دیا اب اتنے سالوں سے جو بھی ادھر آتا وہ کبھی واپس نہیں گیا تھا پولارڈ کے جسم میں خوف خون کے ساتھ گردش کرنے لگا وہ بے اختیار کھڑا ہوا ہم کو جانا ہے اس کی بات پر اینڈی اور ول بھی خاموشی سے اسے دیکھتے ہوئے کھڑے ہوئے۔

اب تم نہیں جا سکتے تم لوگ ہمارے مہمان ہو اور ہم اپنے مہمانوں کی قدر کرتے ہیں اس نے ڈھیر بے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں کہا ول اس کے پراسرار انداز سے چونکا اینڈی اور پولارڈ بھی ساکت رہ گئے وہ دروازہ بند کر کے چلی گئی ول نے اپنے چکرتا ہوا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما اور بیٹھ گیا اس کے اعصاب بوجھل ہو گئے آنکھوں کے پپوٹے بھاری ہو کر بند ہونے لگے وہ کرسی سے سر ٹکائے آنکھیں موند کر بیٹھ گیا نجانے کیسے اس کے حواس نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور وہ نیند کی جھیل میں ڈوبتا چلا گیا۔

وہ اس کی آنکھ سورج کی حد درجہ تپش کی وجہ سے کھلی اس نے بائیں ہاتھ کا چھجا بنا کر سورج کی تپش سے جلتے چہرے کو بچانا چاہا وہ زمین پر اوندھا لیٹا ہوا تھا آہستہ آہستہ جب نیند کا خمار اترا تو وہ ایک دم سیدھا ہوا یہاں پر نہ کسی گھر کا نام و نشان تھا اور نہ اینڈی پولارڈ کا ول نے آنکھیں پھاڑ کر چاروں طرف گھورا اس سے کچھ فاصلے پر ایک تہہ شدہ گلابی کارڈ پڑا تھا اس نے بازو بڑھا کر اٹھایا اور اسے کھول کر پڑھنے لگا ول تم اچھے انسان ہو اس لیے تم زندہ بچ گئے ہو تم ہمارے خاص مہمان نہ بن سکے پتہ ہے کیوں کیوں کہ تم دو گھونٹ پانی کا لالچ نہیں رکھتے جانتے ہو دو گھونٹ پانی کی وجہ سے ہماری جان چلی گئی اور آج دو گھونٹ پانی کی وجہ سے ہی تمہاری جان بچ گئی ول زندگی میں ہمیشہ پانی کی قدر کرنا پانی ہمارا بہترین دوست بھی ہوتا ہے ہماری زندگی کا ستون بھی اس لیے قدر کرنا دو گھونٹ پانی کی۔

ول نے بار بار پڑھا پھر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اینڈی اور پولارڈ بہت سے اور افراد کی طرح مارے گئے اور وہ بچ گیا فقط دو گھونٹ پانی کی وجہ سے۔

عروہ ہادی۔ جنڈ نوالہ بکھر

سرد راتوں کو میرے پاس آتی ہیں تیری یادیں
ہر شب تنہائی میں ستاتی ہیں تیری یادیں
لوٹ کر اب کبھی نہ آئے گا تیرے پاس
ہر شب یہی کہہ کر مجھے رلاتی ہیں تیری یادیں
روز و شب تجھے بھلانے کی کوشش کرتا ہوں
تیرا نام لے کر مجھے تڑپاتی ہیں تیری یادیں
جب کبھی بجھ جاتا ہے تیرے پیار کا دیا
مجھ سے پوچھے بغیر اسے جلاتی ہیں تیری یادیں
عبادت بھلانا چاہتا ہوں جس صورت کو
ہر شب مجھے صورت وہی دکھاتی ہیں تیری یادیں -

☆ .... سید عبادت کاظمی - ڈی آئی خان

WWW.URDUBOOKS.NET

آسیبی جال

تحریر: اسد شہزاد۔ گوجرہ منڈی بہاؤالدین۔

اس بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہوں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس حویلی میں ایک جادوگر آیا تھا وہ کئی دنوں تک یہاں رہا تھا اور اس دوران ہی لوگوں کا قتل ہونے لگا تھا۔ یعنی جادوگر نے ان کو انسانی گوشت کھانے کا عادی بنا دیا تھا ورنہ ایک انسان دوسرے انسان کا گوشت کیسے کھا سکتا ہے میں اس کی بات سن کر سب کچھ سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ وہ خوشی سے نہیں کرتے ہیں بلکہ مجبور ہیں ایسا کرنے کے لیے اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہوسکتا ہے کہ وہ خود بھی زندہ نہ رہ سکیں۔ ایسی میں نے کئی کہانیاں پڑھ رکھی تھیں اور میں اب اس کی زبانی یہ سب جان کر اطمینان کر بیٹھا تھا کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے کوئی جن بھوت نہیں بلکہ وہ خود ہی ایسا کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر وہ خود ہی جن بھوت ہیں۔ وہ کہانی سناتے ہوئے رو رہی تھی مجھے اس پر بہت ترس آ رہا تھا ابھی میں نے بہت کچھ پوچھنا تھا اور بہت کچھ جاننا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو حیات آیا تھا اس کے ساتھ وہ گونگا بھی تھا اور کچھ محافظ بھی تھے حیات نے ہمیں دھوکا دیا تھا وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔۔

ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

زندگی میں سوائے امتحان کے کچھ بھی نہ تھا ہر پل ہر لمحہ زندگی مجھ سے امتحان لے رہی تھی۔ میری ماں ذہنی مریضہ تھی میں نے اپنی ماں کے سوا کسی کو نہیں دیکھا تھا میں صرف اپنی ماں کو جانتا تھا ہوش میں آیا تو صرف ماں میرے سامنے تھی میرے لیے محنت کرتی راتوں کو جاگتی اور میری ذرا سی تکلیف پر بے قرار ہو جانے والی خدا ہی جانتا ہے کہ میری ماں نے کن حالات میں میری پرورش کی میں نے کبھی اپنے باپ کو نہیں دیکھا ماں نے بتایا تھا کہ میں جب دو برس کا تھا تو میرا باپ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میں تو اس لمحے کو کوس رہا تھا جب میں نے اخبار پر جاب کے اشتہار پر اچانک نظر ڈالی جس میں کوئی ٹھاکر صاحب کی حویلی میں ملازمت تھی اشتہار میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ملازم کو چوبیس گھنٹے وہیں رہنا ہوگا تنخواہ بہت معقول تھی اور ان دنوں میرے پاس کوئی خاص کام نہ تھا اس لیے میں اس ملازمت کے لیے تیار ہو گیا اشتہار میں کسی کا فون نمبر بھی درج تھا میں نے فون کیا تو دوسری طرف سے کسی نے کھردری آواز میں پوچھا کون۔

میں نے بتایا آپ کا اشتہار پڑھ کر آپ کو فون کر رہا ہوں چند لمحوں کی خاموشی کے بعد مجھے آواز سنائی دی۔

تم پہلے آدمی ہو جس کا فون آیا ہے اس لیے تمہارا انتخاب ہو گیا ہے کچھ پڑھے لکھے بھی ہو۔

جی جناب میں بے کام کیا ہے۔

ٹھیک ہے اب ہمارے پاس آ جاؤ کام یہاں بتایا جائے گا لیکن جانے سے پہلے ماں کو کسی ہسپتال میں داخل کروانا لازمی تھا جو کہ میں نے ایک دوست کی مدد سے کروا لیا۔ پھر بذریعہ ریل میں چل پڑا پھر ٹرین رک گئی میں نے اپنا سوٹ کیس اٹھایا اور

URDUBOOKS.NET

اتر گیا۔ وہاں کچھ بھی نہیں تھا نہ کوئی کیبن نہ کوئی گیٹ پلیٹ فارم کے نیچے دور دور تک جنگل پھیلا ہوا تھا یا شاید کھیت ہوں کیونکہ اندھیرا اتنا زیادہ تھا کہ کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا اس آدمی نے اپنی کھردری آواز میں بتایا تھا کہ تمہیں لینے کے لیے حویلی میں سے گاڑی پہنچ جائے گی لیکن وہاں کوئی گاڑی نہیں تھی صرف سناٹا تھا اور پلیٹ فارم کے باہر سے جھینگروں کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں میں کوئی بزدل انسان نہیں تھا لیکن اس ماحول نے مجھے واقعی پریشان کردیا اور خوفزدہ کردیا تھا سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب یہاں سے کہاں جاؤں۔ نجانے حویلی یہاں سے کتنی دور ہے میں ت اس اندھیری رات میں اس انجان مقام پر پیدل بھی نہیں جا سکتا تھا اور نہ ہی کوئی بندہ نہ بندے کی ذات جس سے کچھ معلوم کرسکتا سوائے انتظار کے اور کیا چارہ تھا میں نے ایک سگریٹ سلگا لیا اور کوٹھری کے پاس والی بینچ پر آکر بیٹھ گیا اب ایک بار پھر میری سوچیں میرے ساتھ تھیں۔ میں نے بھی کیا زندگی گزاری تھی میرا پورا نام علی حسن ہے پریشانیوں سے بھری ہوئی مشکل جدوجہد کرتی ہوئی زندگی ماں نے تعلیم دلوائی ماں اگرچہ زیادہ پڑھی لکھی نہیں تھی لیکن بے پناہ بصیرت کی مالک تھی صابرہ قناعت پسند خدا سے کبھی مایوس نہ ہوجانے والی بے شمار خوبیاں تھیں ماں میں۔ مجھے ہمیشہ سے یہ احساس رہا ہے کہ مجھے اپنی ماں کا سہارا بننا ہے بہرحال میں اس کی بوڑھی ہڈیوں میں اب اتنی طاقت نہیں کہ وہ محنت کرسکے اس لیے میرا دھیان صرف اپنی پڑھائی پر تھا زندگی میں سوائے کتابوں کے اور ماں کے اور کچھ بھی نہیں تھا اچانک کسی نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا میں تقریباً اچھل ہی پڑا اور زور سے چیخ پڑا۔ ایک تو اتنی خوفناک جگہ اوپر سے رات اس آدمی نے ایک اونی چادر کی بکل مار رکھی تھی اس کا آدھا چہرہ چھپا ہوا تھا ایک چمکدار آنکھیں جو اس کی تھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں۔

کون ہو تم اس نے کہا میں بہت زیادہ ڈر گیا تھا دل میں بہت سے خیال گردش کرنے لگے میں نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ ٹھاکر صاحب کی حویلی میں جانا ہے میرا اتنا کہنا تھا کہ اس نے دوڑ لگا دی میں پیچھے سے اسے آوازیں دیتا رہ گیا۔ میں حیران رہ گیا کہ یہ ٹھاکر صاحب کا نام سن کر بھاگ کیوں گیا ہے اتنے میں سے کسی نے میرے نام سے مجھے پکارا میں فوراً پلٹا اور دیکھا تو ایک ڈراؤنی شکل کا بندہ کھڑا تھا عجیب چہرہ تھا میں بیان نہیں کرسکتا اس کی سرخ آنکھیں جو مجھ پر جمی ہوئی تھیں بڑا سا پکوڑے جیسا ناک چہرہ جھریاں سے بھرا پڑا تھا کوئی عام بندہ ہوتا تو اسے دیکھ کر بے ہوش ہوجاتا لیکن میں نے خود کو ہوش میں رکھا چلو میرے ساتھ اس نے کہا۔ میں نے اسے پہچان لیا یہ وہی کھردری آواز والا تھا۔

میں یہ سمجھ رہا تھا کہ تم نہیں آؤ گے میں نے کہا۔

راستے میں گاڑی خراب ہوگئی تھی اس نے بتایا اس لیے یہاں آنے میں دیر ہوگئی بس اب آجاؤ اب دکھائی دیا کہ پلیٹ فارم کے نیچے ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی لیکن میں اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ گاڑی کی مجھے آواز نہیں آئی پلیٹ فارم سے نیچے اتر کر اس نے کہا بس ایک منٹ کے لیے رک جاؤ پدی سے تمہارا تعارف کروا دوں اور یہ بہت ضروری ہے میں اس کی بات سمجھ نہیں پایا نجانے پدی سے اس کی کیا مراد ہوسکتی تھی۔

پدی آؤ یہاں اس نے گاڑی کی طرف دیکھ کر کہا۔ چند لمحوں کے بعد ایک دیو پیکر بلا میرے سامنے کھڑی تھی میں اسے بلا ہی کہہ سکتا تھا وہ ایک بہت بڑا جانور نما کتے جیسا اس کا منہ تھا اتنا

دیوقامت جس کے بدن پر بڑے بڑے بال تھے۔ ریچھ کی طرح انتہائی سیاہ رنگ جیسے وہ خود بھی اس اندھیرے کا ایک حصہ ہے اس کی آنکھیں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے چراغ جل رہے ہوں وہ ہیبت ناک بلا میرے سامنے آکر کھڑا ہوگیا۔ خدا کی پناہ کیسی بھیانک رات تھی میری اس وقت خوف کے مارے میں کانپ رہا تھا پلیٹ فارم کے نیچے گاڑی کے پاس پدی نام کی بلا نے چاروں طرف سے مجھے سونگھنا شروع کردیا تھا اس پراسرار آدمی نے اس بلا سے کہا تھا یہ حویلی کے مہمان ہیں ان کو اچھی طرح پہنچان لو اور اس بلا نے مجھے سونگھنا شروع کردیا ہر لمحہ ایسا لگ رہا تھا جیسے اب وہ مجھے چیر پھاڑ کر رکھ دے گا میں نے اپنی زندگی میں اتنا بھیانک اور دیو قامت بلا نہیں دیکھی تھی میں تو اس لمحے کو کوس رہا تھا جب مجھے یہاں جاب کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی پدی کی غراہٹ بھی بھیڑیئے جیسی تھی وہ کچھ دیر تک مجھے سونگھتا رہا اور پھر ایک طرف ہٹ گیا میرا خوف کے مارے برا حال تھا پدی نے تمہیں قبول کرلیا ہے اس نے آدمی نے کہا۔ جب یہ کسی کو قبول نہیں کرتا تو اس کو بری طرح زخمی کردیتا ہے اب چلو گاڑی میں بیٹھ جاؤ اس وقت میں اتنا خوفزدہ تھا کہ میری ٹانگیں کانپ رہی تھیں میں نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا اور گاڑی کے قریب پہنچ کر میں نے اس بلا کو دیکھا وہ گاڑی کے کھلے دروازے سے جمپ لگا کر ڈرائیو کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا مجھے جھجکتے دیکھ کر اس ڈروانے آدمی نے کہا۔

پدی اب تم سے کچھ بھی نہیں کہے گا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ مجھے وہی کرنا پڑا جو اس نے کہا تھا گاڑی چلانے والا وہی پراسرار آدمی تھا جس نے ابھی تک اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اپنا تعارف بھی نہیں کروایا تھا سفر شروع ہوا خوف سے اس بات کا بھی احساس نہیں رہا تھا کہ سفر کتنی دیر کا ہے میری نگاہیں اس دیوہیکل بلا پر [illegible] نیاز ہو کر کھڑکی سے باہر جھانک [illegible] کے درمیان سے گزرتی ہوئی جا رہی تھی میں نے خود میں ہمت پیدا کر کے اس پراسرار آدمی سے پوچھا۔

پلیٹ فارم پر ایک بندہ ملا تھا مجھے۔ میں نے اس کو سارا حلیہ بتایا اور ساری بات بتائی بات سن کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی بڑی شیطانی مسکراہٹ تھی اس کی وہ بے ضرر سی بدروح آخری اس کے منہ میں ہی رہ گئے میں نے پوچھا جی کیا فرمایا۔ آپ نے کچھ نہیں وہ ایک بے ضرر سا بندہ ہے وہ ہمارا نام میرا مطلب ہے ٹھاکر صاحب کا نام سن کر بھاگ گیا تم پریشان مت ہو مجھے اس کے لہجے سے لگا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ خیر اس کی بات کا یقین کرنے کے علاوہ میں کیا کرسکتا تھا مجھے اب زیادہ خوف محسوس ہو رہا تھا دل کو چین نہیں آرہا تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے میں کسی نادیدہ قوت کی گرفت میں جا رہا ہوں اتنے میں آبادی شروع ہوگئی یہاں روشنی ہو رہی تھی ویسے رات کی وجہ سے یہاں ہر طرف سناٹا تھا پھر گاڑی بہتر روڈ پر آگئی اور کچھ دور چلنے کے بعد ایک حویلی کے گیٹ پر آکر رک گئی رات کی وجہ سے حویلی گرچہ پوری طرح واضح نہیں ہوسکتی تھی لیکن اتنا ضرور اندازہ ہوگیا تھا گاڑی حویلی کے پورچ میں آکر رک گئی تھی حویلی بہت بڑی تھی ہمارے اترنے سے پہلے ہی وہ بلا گاڑی سے اتر کر ایک طرف چلا گیا دو ملازم آگے بڑھے ان میں سے ایک نے میرا سوٹ کیس اٹھالیا۔

صاحب کو ان کے کمرے میں لے جاؤ اس آدمی نے سوٹ کیس اٹھانے والے ملازم سے کہا پھر مجھ سے مخاطب ہوا۔

تمہارا کھانا تمہارے کمرے میں پہنچا دیا جائے گا۔۔

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے میں نے جلدی سے
ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔
تمہاری مرضی۔ اور ہاں اپنے کمرے کا
دروازہ رات کو بند رکھنا میں نے کہا۔
جی کیوں ایسا کیوں کہا۔
رات کو یہاں بلائیں گھومتی ہیں نجانے اس کی اس بات کا کیا مطلب تھا لیکن اتنا ضرور تھا کہ وہ مجھے خوفزدہ کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کے کہنے کے مطابق دروازہ بند کرلیا وہ نہ بھی کہتا تو میں دروازہ بند کرلیتا تھا پتہ نہیں مجھے یہاں آکر بہت خوف محسوس ہورہا تھا ایسے لگتا تھا کہ جیسے میں کسی آسیبی جال میں پھنس گیا ہوں۔ سوچتے سوچتے صبح ہوگئی اور میں نہیں جانتا تھا کہ مجھ کس وقت نیند آئی تھی دروازہ پر ہونے والی دستک سے آنکھیں کھل گئیں میں نے دروازہ کھولا تو ایسا محسوس ہوا جیسے دروازے کے پیچھے سے چاند نکل آیا ہے کیا خوب صورت چہرہ تھا کسی حسین لڑکی تھی جس کے چہرے کی معصومیت نے اس کے حسن میں اور بھی اضافہ کردیا تھا وہ دروازے کے درمیاں میں آکھڑی ہوئی اور میری طرف دیکھ کر بولی۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو یہاں سے بھاگ جاؤ یہ کہتے ہی وہ بھاگ گئی اور میں اس کی بات سن کر پریشان ہوگیا اور ڈر بھی گیا میں نے اس لڑکے کے بارے میں سوچنا شروع کردیا اور سوچتا ہوا میں کمرے آگیا۔ اتنے میں حویلی کا ایک ملازم ناشتہ لے کر آگیا تمہارا نام کیا ہے میں نے اس سے پوچھا۔
صاحب جی حیات۔
اچھا حیات یہ بتاؤ ابھی جو لڑکی گئی ہے وہ کون ہے۔ میں نے اس سے پوچھا۔
صاحب جی وہ ٹھاکر صاحب کی بیٹی ہے اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے اس حویلی کی مالکن ہے وہ تو مجھے اندازہ ہوگیا تھا یہ ملازم ہی ہوسکتی ہے میں نے کہا۔
میں یہاں تو آگیا ہوں لیکن مجھے یہاں کے بارے میں بتاؤ مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے کہ مجھے یہاں کیا کرنا ہے۔
یہ حویلی ٹھاکر صاحب کی ہے۔ ان کا تابش ان کا نام ہے اس پورے علاقے کے مالک ہیں آپ انہیں کی ملازمت کے لیے آئے ہیں کس کام کے لیے آئے ہیں یہ میں نہیں جانتا۔ یہ سب منیجر صاحب بتا سکتے ہیں میں نے کہا۔
تمہارے منیجر کب آئیں گے۔
منیجر صاحب شام کو آئیں گے سوال یہ ہے کہ شام تک میں کیا کروں گا۔
حویلی دیکھیں صاحب جی یہاں بہت کچھ ہے ایک ایسا کمرہ بھی ہے جس میں کتابیں بھری ہوئی ہیں ایک کمرے میں ٹھاکر صاحب کے خاندان کی یادگاریں ہیں آپ پر کوئی پابندی نہیں ہے آپ سب جگہ جاسکتے ہیں سوائے زنان خانے کے اور ایک تہہ خانے میں تہہ خانے میں تو بھول کر بھی نہ جایئے گا۔ حیات صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔
کیوں تہہ خانے میں کیا ایسا ہے میں نے پوچھا
پتہ نہیں صاحب یہ ٹھاکر صاحب کا حکم ہے ناشتہ سے فارغ ہوکر میں نے یہ سوچا کہ حویلی کا چکر لگالیا جائے اب تو یہاں ہی رہنا ہے اس لیے اس مقام سے جتنی جلدی ہوسکے واقفیت ہوجانی چاہیے میرے لیے یہی بہتر ہے۔ وہ حویلی میرے اندازے سے کہیں زیادہ بڑی تھی نجانے کتنے حصے تھے ان گنت کمرے دالان صحن غلام گردشیں صحرابوں والے راستے اور ایک کمرہ واقعی لائبریری کا تھا کمرہ کیا اچھا خاصا ہال تھا جس کی دیواروں پر پینٹنگز لگی ہوئی تھی اور الماریوں میں کتابیں بھری ہوئی تھیں ان پر باقاعدہ اس طرح نمبر لکھے ہوئے

تھے جس طرح لائبریری میں لگائے جاتے ہیں میں یہاں بھی گیا کہ سے مد خلت نہیں کی ملازم سامنے آتے تو وہ ادب سے ایک طرف ہٹ جاتے مجھے اس بدی بات کا خوف تھا لیکن وہ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا میں نے اپنا رخ ایک الماری کی طرف کرلیا اس الماری میں مشہور مصنف کی کتابیں تھیں میں نے ایک کتاب اٹھائی کتاب اٹھاتے ہی ایک آواز آئی اور وہ الماری جس سے کتاب اٹھائی تھی وہ ایک سائیڈ ہوتی ہوئی ایک دروازہ ظاہر ہوگیا۔ میں حیران رہ گیا میں نے غور سے اس دروازے کو دیکھا میرا تجسس سے سر ابھرا اور میں دیکھنے لگا کہ اس دروازے کے پیچھے کیا ہے۔ ابھی میں دروازے کو ہاتھ لگانے ہی والا تھا کہ ایک آدمی میرے سامنے آکھڑا ہوا وہ بہت ہی بھیانک تھا انتہائی مضبوط بدن سیاہ رنگت چھوٹی آنکھیں اور گھنا ہوا سر اسے دیکھتے ہی سے خوف محسوس ہورہا تھا اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تھی۔۔۔ ایں۔ ایں۔ آں اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ گونگا تھا بول نہیں سکتا تھا اس لیے اشاروں کی زبان میں دریافت کررہا تھا کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آیا ہوں اب ایک نئی مصیبت سامنے آگئی تھی۔ میں نے اپنے طور پر اشاروں ہی کی مدد سے اسے یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ میں کون ہوں اور یہاں کیوں آیا ہوں لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اچانک اس گونگے سے میرا گریبان پکڑا اور جھنجھوڑنا شروع کردیا میں نے خد کو اس کی گرفت سے چھڑانے کے لیے اس کے چہرے پر ایک گھونسا رسید کردیا اس نے جواب میں کسی ماہر باکسر کی طرح میرے چہرے پر ایسا پنچ مارا کہ میں دیوار سے ٹکرا کر گر پڑا اور میرا ذہن اندھیروں میں ڈوبتا چلا گیا۔ کسی سیٹی کی تیز آواز ایسا شور جیسے لوگ ماتم کررہے ہوں مجھے آرہی تھی نہیں یہ کوئی اور آواز تھی میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا کچھ لوگ میرے اردگرد کھڑے تھے اور میں ایک بستر پر تھا آہستہ آہستہ چہرے واضح ہونے لگے یہ سب حویلی کے ملازمین تھے ان کے درمیان منیجر بھی تھا جو مجھے اسٹیشن سے یہاں تک لایا تھا اس وقت میں خود کو تماشا محسوس کررہا تھا یہ کیا ہورہا ہے یہاں۔ میں نے پوچھا اس آدمی نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا مجھے یہاں کس قسم کی ملازمت دی گئی ہے میں نے یہ سارے سوالات ایک ہی ساتھ پوچھے۔
سب ٹھیک ہے پریشان نہ ہو منیجر نے میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا وہ گونگا ٹھاکر صاحب کا محافظ ہے اور ان کی خفیہ جگہ کا بھی تم نے ایک خفیہ تہہ خانہ کھولا جس کی اجازت نہیں تھی اور تم تھے بھی نئے گونگے نے تمہیں اجنبی سمجھا تھا اسے سمجھا دیا گیا ہے اور تم دوبارہ اس جگہ پر نہیں جانا۔
لیکن یہاں میرا کام کیا ہے میں نے پوچھا۔
یہ تم کو ٹھاکر تابش صاحب بتائیں گے۔
کب ہوگی ان سے ملاقات۔ میں نے پوچھا۔
ابھی تم میرے ساتھ چلو گے میں نے جلدی جلدی اپنا حلیہ درست کیا اب میں اس شخصیت سے ملنے جارہا تھا جس کی یہ حویلی تھی اور جس نے مجھے ملازم رکھا تھا۔ منیجر آگے آگے چل رہا تھا میں اس کے پیچھے تھا کئی کمروں اور دالانوں سے گزرنے کے بعد ہال میں آگئے یہ بہت بڑا ہال تھا قدیم طرز کے شان دار فرنیچر سے سجا ہوا ایک دیوار کے ساتھ ایک تخت بچھا ہوا تھا جس پر سفید چادر اور گاؤ تکیے لگے ہوئے تھے ٹھاکر صاحب اس تخت پر بیٹھے ہوئے تھے سفید کرتہ شلوار میں ان کی شخصیت بہت شان دار دکھائی دے رہی تھی سرخ و سفید رنگت چڑھی ہوئی مونچھیں اور بڑی بڑی آنکھیں لیکن ایک بات ان کی آنکھیں میں ایک عجیب رنگ تھا جو پیلا کلر کا تھا جو کے اس خوبصورت لڑکی اور حیات کے علاوہ ہر ایک

کیا معلوم کون کم بخت ہیں رات کو ہر ہفتے لڑکی اور لڑکے کو اٹھا کر لے جاتا ہے کچھ پتہ نہیں چلتا۔ بابا نے پریشانی سے کہا۔

کیا بعد میں لڑکی اور لڑکے کا پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ میں نے پوچھا۔

نہیں۔ اس بے چاری کا کوئی پتہ نہیں چلتا بیٹا سب کہتے ہیں آسیبی چکر ہے بوڑھے نے کہا۔

کیا پولیس میں رپورٹ نہیں ہوتی۔ میں نے اس کی آسیب والی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا

پولیس بھی کیا کرسکتی ہے بس حوصلہ دے دیتے ہیں لیکن سنا ہے کہ آج ایک نیا انسپکٹر آیا ہے۔

تو اب اس لڑکے اور لڑکی کے والدین کیا کریں گے میں نے پوچھا بیچارے ٹھاکر صاحب کے پاس جا کر فریاد کریں گے اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہیں۔ بوڑھے نے اسی پریشانی کے انداز میں کہا۔

تو کیا وہ سب اس وقت ٹھاکر کے پاس گئے ہیں۔ میں نے پوچھا۔

ہاں۔ میں یہ سب دیکھنے کے لیے حویلی واپس آ گیا یہاں واقعی بہت سے لوگ تھے اس میں بدنصیب لڑکی کے ماں باپ اور لڑکے کے بھی ماں باپ اور رشتے دار بھی تھے ٹھاکر صاحب ایک کرسی پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے لوگ رو رو کر فریاد کر رہے تھے میں بھی ایک طرف جا کر کھڑا ہو گیا۔ ٹھاکر صاحب نے اپنی گردن اٹھا کر ان لوگوں کو دیکھا اور دھیرے سے بولے۔ ان کی آواز میں دکھ بھرا ہوا تھا۔

میرے بچو تم بتاؤ یہ بوڑھا تمہارے لیے کیا کرسکتا ہے خدا جانے کون ان کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔

ٹھاکر صاحب ہماری عزت چلی گئی لڑکی کا باپ رو رہا تھا وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے ٹھاکر صاحب اگر اس کو کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا لڑکے کے باپ نے کہا۔ مجھے احساس ہے دینو ٹھاکر صاحب نے کہا۔ میں بھی ایک باپ ہوں میں جانتا ہوں کہ اس وقت تم پر کیا گزر رہی ہے اب بتاؤ میں کیا کروں پہلے بھی پولیس کو بتا چکا ہوں لیکن پولیس نے کچھ بھی نہیں کیا پولیس کبھی بھی کچھ نہیں کرے گی ٹھاکر نے کہا۔

سر ایک نیا آفیسر آیا ہے کہتے ہیں کہ وہ بہت بہادر ہے ایک سچائی کا ساتھ دینے والا ہے ابھی وہ بوڑھا بتا ہی رہا تھا کہ اتنے میں ایک ملازم آیا اور بولا ٹھاکر صاحب باہر کوئی انسپکٹر آیا ہے وہ آپ سے ملنا چاہتا ہے اسے اندر بھیج دو ٹھاکر نے کہا میں نے دیکھا انسپکٹر بہت ہینڈسم تھا اور چوڑی باڈی اس کے اوپر پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی بہت اچھا لگ رہا تھا اس نے آتے ہی سب کو سلام کیا جی میرا نام انسپکٹر اسد ہے اور میں آپ کے گاؤں کا نیا انسپکٹر ہوں اور جو لڑکا اور لڑکی غائب ہوئے ہیں ان کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں میں اتنی بات سن کر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ یہاں ایک آدمی میرے انتظار میں تھا وہ اس حویلی کا چھوٹا مالک تھا اصغر ٹھاکر صاحب کا بیٹا۔ وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تنقیدی نگاہوں سے میرا جائزہ لے رہا تھا پھر اس نے درشت بھرے لہجے میں کہا۔ میں یہاں اس لیے آیا کہ تم کو سمجھا دوں کہ تم ان سارے معاملات میں دلچسپی مت لو کون اغوا ہو رہا ہے کس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے یہ سب تمہارا دردسر نہیں ہے۔

سمجھ گیا۔ لیکن میرے کان تو کھلے ہوتے ہیں جو میرے کانوں تک آوازیں آتی ہیں وہ تو میں سن ہی لوں گا اس کی آنکھوں کا رنگ ویسا ہی تھا بس یہیں تک رہنا اور جس کام کے لیے رکھا گیا ہے وہ کام ہی کرنا ہے اس نے کہا اور مجھے گھورتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا ایک بار میرا دل چاہا کہ میں ایسی

ملازمت پر لعنت بھیج کر یہاں سے واپس چلا جاؤں لیکن خواہ معقول بھی اور دوسری بات یہ تھی کہ وہ لڑکی عظمی مجھے چپ سی تھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ اپنے کام کی ابتدا کس طرح کروں کیا اسے میرے سامنے لایا جائے گا یا مجھے اس کے سامنے لے جائیں گے یا میرا کوئی تعارف کروائے گا اور ڈلیوری کس وقت لینی ہوگی۔ پتہ نہیں کیا ہوگا ویسے یہ بات درست تھی کہ اس حویلی کے معاملات بہت پراسرار اور الجھے ہوئے تھے میں ابھی یہ سب سوچ رہا تھا کہ عظمی کمرے میں آ گئی اس وقت اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی یعنی خاموشی کی صورت میں وہ بالکل ٹھیک دکھائی دے رہی تھی میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اس کی آنکھوں کا رنگ اپنے باپ یا بھائی کی طرح نہ تھا عام نارمل انسان کی طرح تھا۔ اس کی آنکھوں میں بہت کشش تھی

تمہاری آنکھوں کو دیکھ کر یہ یقین ہوا ہے
بدن کے سارے جمال آنکھوں میں آ گئے ہیں

کون ہو تم ابھی تک یہاں سے بھاگے نہیں ہو میں نے تم سے کہا تھا کہ یہاں سے چلے جاؤ۔

میں یہاں نوکری کرنے آیا ہوں اور آپ کا خیال رکھنے کے لیے۔

کیا بکواس ہے وہ اچانک بھڑکی تمہارے جیسے چار پہلے بھی یہاں آ چکے ہیں اور کوئی بھی زندہ واپس نہیں گیا ہے میں یہ سن کر سٹپٹا سا گیا۔ اس نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا۔

سنو۔ اس نے مجھے مخاطب کیا تم چاہے جو بھی ہو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو اپنا کام جاری رکھو اور ان کا ہر حکم مانو یہ میں تمہیں مشورہ دے رہی ہوں ورنہ۔۔ اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ میں دروازے کی طرف دیکھتا رہ گیا۔ اور میں بہت ڈر گیا تھا مجھے ہر کردار ایک دوسرے سے بڑا کر پراسراریت سے بھرا پڑا ملا۔ میں حیات کی طرف دیکھ رہا تھا جو میرے کمرے کی صفائی کے لیے آیا تھا وہ بھی بھی میری طرف اس طرح دیکھ لیتا جیسے مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہو۔ میں بھی اس سے بہت کچھ کہنا چاہتا تھا سمجھ پا نہ رہا تھا بار خر جب اس سے صبر نہیں ہو سکا تو وہ میرے پاس آ کر بولا۔

صاحب آپ یہاں سے چلے جائیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ میں نے کہا۔

مجھے یہاں سے جانا ہی ہے میں یہاں رہنے کے لیے نہیں آیا ہوں بس کچھ الجھنیں سی ہیں وہ دور ہو جائیں تو اچھا ہے۔

آپ کن چکروں میں پھنسے ہیں صاحب

تم بتاؤ اس حویلی میں مجھ سے پہلے بھی کچھ لوگ کام کرنے آ چکے ہیں۔ میری اس بات پر اس نے حیران ہو کر میری طرف دیکھا۔ آپ کو کیسے معلوم ہے۔ تم میری بات کا جواب دو۔

جی صاحب۔ اس نے گہری سانس لے کر کہا تین چار پہلے بھی آئے تھے لیکن بے چارے پتہ نہیں کہاں چلے گئے ہیں ان کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا ہے لیکن عظمی نے کہا ہے کہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اپنا کام جاری رکھو۔

پتہ نہیں صاحب کیا بھید ہے آپ کا یہاں رکنا ٹھیک نہیں ہے حیات نے کہا۔

کیوں میں نے پوچھا۔

بس صاحب ٹھیک نہیں ہے میں اس کے بارے میں آپ کو کچھ زیادہ نہیں بتا سکتا حیات نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا یہ بتاؤ ان لڑکی اور لڑکے کے بارے میں کچھ جانتے ہو کہ ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے وہ کدھر جاتے ہیں۔

نہیں صاحب۔ حیات نے کہا مجھے حیات کے لہجے میں سے لگا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

لگتا ہے مجھے پولیس اسٹیشن جانا ہوگا۔

وہ سوال ہے صاحب۔ اس نے گہری نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے کچھ کام ہے وہاں میں نے مختصر جواب دیا۔

ٹھیک ہے آپ کو ڈرائیور چھوڑ آئے گا میں اسے کہہ دیتا ہوں۔

پولیس اسٹیشن کی عمارت ٹھیک ہی تھی میں اندر داخل ہوا تو سامنے حوالدار اپنے کام میں مصروف تھا مجھے دیکھ کر اس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا مجھے انسپکٹر اسد صاحب سے ملنا ہے میں نے اس کو اپنی طرح سوالیہ نگاہ ڈالتے ہوئے کہا۔

خیریت آپ کس سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں اس نے پوچھا۔ لیکن اسکا لہجہ بہت ہی اچھا تھا۔

جی اس لڑکی اور لڑکے کے کیس کے سلسلے میں۔

آپ آفس میں چلے جائیں۔

میں آفس چلا گیا انسپکٹر اسد فائل کو بغور دیکھ رہے تھے مجھے دیکھتے ہی انہوں نے فائل کو ایک طرف رکھ دیا سلام دعا کے بولے بیٹھ جائیں میں ان کے سامنے ہی بیٹھ گیا جی میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں انہوں نے خوش دلی سے کہا۔

سر میں لڑکے اور لڑکی کے غائب ہونے کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں آپ نے اس پر کتنا کام کیا ہے میں اصل بات کی طرف آیا۔

میں نے آپ کو ٹھاکر کی حویلی میں دیکھا تھا اور جہاں تک کیس کی بات ہے میں نے سارے حالات کا جائزہ لیا ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ یہ کوئی پراسراریت سے بھرا کیس ہے میں نے اپنے آدمی بستی کے ہر کونے پر کھڑے کیے ہیں اور جو پہلے والا انسپکٹر تھا اس کے مطابق کوئی آدمی آتا جاتا نہیں دیکھا لیکن مجھے اس کی بات پر شک ہے اس لیے میں نے نئے سرے سے سب کو شروع کر رہا ہوں انسپکٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ ... لگتے ہو اسد آپ سے تم پر آ گیا۔

جی میں ان کے پاس کام کرتا ہوں میں نے مختصر سا جواب دیا آپ سوچتے ہوں گے اس کیس کے بارے میں۔ اور آپ مجھے میرے نام سے پکار سکتے ہیں۔

جی شکریہ میں نے کہا۔ اور ساتھ ہی کہا میرے خیال میں اس کیس کا تعلق حویلی سے ہو سکتا ہے میں نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔

تم یہ بات کس اندازے سے کہہ رہے ہو اسد نے پوچھا۔ اور میں نے شروع سے لے کر آخر تک تمام بات کہہ دی۔ انہوں نے میری باتوں کو بہت ہی غور سے سنا۔

تمہاری بات سے بہت شکوک ہیں لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ٹھاکر صاحب اس معاملے میں ہوں اور کیا تم نے دوبارہ تہہ خانے میں جانے کی کوشش کی ہے۔

نہیں۔ ایک تو وہاں پہرہ بہت سخت لگا ہوتا ہے اور دوسرا وہاں جانے سے روکا گیا ہے میں نے بتایا اور وہ ڈلیواری میں کیا ہو سکتا ہے اور کیا تم نے ابھی تک کوئی ڈلیواری تم لی ہے۔ اسد نے پوچھا۔

نہیں سر ابھی تک میں نے کوئی ڈلیواری نہیں لی ہے میرا مشورہ ہے کہ تم پتہ لگاؤ کہ تہہ خانے میں کیا ہے اور ڈلیوری میں کیا ہوتا ہے اسد نے کہا۔

اوکے میں کوشش کروں گا مجھے اجازت دیں کافی دیر ہو گئی ہے میں چلتا ہوں میں نے اٹھتے ہوئے کہا اور اسد سے سلام دعا کرنے کے بعد میں واپس چلا آیا۔

آج تمہیں ڈلیوری لیے جانا ہے ابھی نکل جاؤ ڈرائیور کے ساتھ۔ یہ بیگ دے کے ڈلیوری بنی ہے ڈرائیو تم کو مطلوبہ جگہ پر لے جائے گا منیجر نے بیگ میرے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ میں چپ چاپ جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد ہمارا سفر شروع ہو گیا بستی ہوئی اس کے بعد کھیتوں کے سلسلے تھے جو نہ جانے کہاں تک پھیلے ہوئے تھے بہت دیر بعد جیپ رک گئی یہاں بھی ایک مکان بنا ہوا تھا میدانوں اور کھیتوں کے درمیان یہ ایک اجڑا ہوا اور بری حالت والا مکان تھا۔ آپ اندر جا سکتے ہیں ڈرائیور نے کہا میں گاڑی سے اتر کر مکان کے دروازے کی طرف بڑھا اور جا کر دستک دے دی۔

جواب میں ایک بھاری بھر آواز سنائی دی اندر آ جاؤ۔ میں اندر چلا گیا جیسی حالت باہر مکان کی تھی ویسی کی کمرے کی سامنے کرسی پر ایک سیاہ فام بیٹھا ہوا تھا بیگ لے کر آئے ہو اس فام نے اپنی بھاری آواز میں پوچھا جی لے کر آیا ہوں۔ میں نے جواب دیا مجھے دو اور وہ بیگ اٹھا لو میں نے بیگ اس کو دیا جو اس نے فورا پکڑ لیا فورا پکڑنے کی وجہ سے بیگ کھل گیا اور اس میں بڑے بڑے نوٹوں والی گڈیاں نیچے گر پڑیں میں بڑا حیران ہوا سیاہ فام نے فورا وہ گڈیاں واپس رکھی اور گرجدار آواز میں کہا جو کام کرنے آئے ہو کرو خیر وہ بیگ کی طرف گیا وہ ایک درمیانے سائز کا بیگ تھا اور وزن بہت بھاری تھا خیر مین نے بیگ اٹھا کر گاڑی میں رکھا اور واپس حویلی کی طرف چل دیا لیکن میں حیران تھا کہ پیسے کم از کم پچاس لاکھ کے قریب تھے اور اس بیگ میں اتنی خاص کیا چیز تھی کہ جو پچاس لاکھ تھی پہلے تو میرا دل کیا کہ کھول کر دیکھ لوں لیکن ڈرائیور کے ساتھ تھا اس لیے یہ سب نہ کر سکا میں نے حویلی میں منیجر کو بے چینی سے ٹہلتے ہوئے دیکھا گاڑی کو آتے دیکھ کر اس کو کچھ چین آیا اور وہ بیگ فورا لے لیا اور بھاگ کر وہ لائبریری والے کمرے میں چلا گیا۔ میں نے اس کا پیچھا کرنے کا ارادہ کیا نجانے کتنے سوالات میرے ذہن میں ابھرنے لگے تھے خیر منیجر کے پیچھے کھڑا تھا منیجر نے وہ کتاب ہلائی اور الماری ایک سائیڈ پر ہوئی اور منیجر سامنے والے دروازے سے تہہ خانے میں داخل ہو گیا اور الماری اپنی جگہ پر واپس آ گئی اب میں سوچ رہا تھا کہ جاؤں یا نہ جاؤں پھر میں نے یہ راز کھولنے کا ارادہ کر لیا میں نے کتاب ہلائی اور الماری ہٹ گئی میں نے آہستہ سے دروازہ کھولا نیچے بہت زیادہ سیڑھیاں تھیں جو کہ ایک دروازے پر ختم ہوتی تھی میں نے وہ دروازہ کھولا لیکن دل بہت زیادہ ڈر رہا تھا۔ خوف سے میرا برا حال تھا جیسے ہی دروازہ کھولا تو میرے ہوش اڑ گئے منیجر بیگ کھول رہا تھا ٹھاکر صاحب کا بیٹا بیٹھا ہوا تھا اور منیجر نے بیگ سے گوشت کا ٹکڑا نکالا انسانی گوشت کا اور ٹھاکر کے سامنے رکھ دیا جیسے وہ ایسے کھانے لگے جیسے بچپن سے بھوکے ہوں میں اب وہاں سے واپس جانے کا سوچ رہا تھا کہ پدی سامنے آ گیا اور میرے اوپر چھلانگ لگا دی میرا پہلے ہی خوف سے برا حال تھا۔ اوپر سے پدی اس نے مجھے بری طرح سے کاٹنا شروع کر دیا۔ اور مجھے بری طرح زخمی کر دیا۔ میں بے ہوش ہو گیا۔ ہوش آیا تو خود کو ایک کمرے میں پایا یہاں ہر طرف تاریکی کا راج تھا مجھ میں ہلنے کی ہمت نہ تھی میں نے کوشش کی زخم اتنے زیادہ تھے اور اس وقت اتنے دکھ رہے تھے کہ بتا نہیں سکتا۔ پھر میری آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئیں تو دیکھا کہ کمرے کی حالت بہت بری تھی اور کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا جو کہ بند تھا مجھ میں چلنے کی سکت نہ تھی۔ اس وقت میرے دماغ میں کئی باتیں گردش کر رہی تھیں ایک تو یہ پتہ لگ گیا تھا کہ ٹھاکر صاحب منیجر اور ٹھاکر کا بیٹا آدم خور تھے

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

انہوں نے مجھے پکڑ لیا ہے اور میرا حشر بھی وہی ہونے والا ہے جو اس سے پہلے لوگوں کا ہوا تھا۔ مجھے اس لمحہ امی بہت یاد آنے لگی تھی اتنے میں دروازہ کھلنے کی آواز سنی مجھے لگا کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے میرا سانس خشک ہو گیا لیکن دروازے پر حیات کھڑا تھا ٹھاکر کا ملازم جو میرا ہمدرد ہو گیا تھا اور وہ اکیلا نہیں تھا اس کے پاس عظمی تھی۔ ایک بار پھر میرے لیے حیرتوں کا سفر شروع ہو گیا تھا ہم ایک گھر میں تھے یہاں مجھے بہت خاموشی سے لا گیا تھا اس کمرے میں میرے سامنے عظمی اور حیات بھی تھے دونوں مجھے اس تہہ خانے سے اس مکان بڑی ہوشیاری سے نکال لائے تھے وہ چھوٹا سا گھر حیات کا تھا وہ مجھے اپنے گھر آیا تھا عظمی نے مجھے تہہ خانے میں جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اس نے میرے زخموں پر پٹی لگا دی تھی سب یہ سمجھتے تھے کہ میرا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے جبکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے میں شروع سے اپنے ہوش میں رہی ہوں میں نے یہ بہروپ اپنے باپ ٹھاکر کے ظلم کی وجہ سے اختیار کیا ہے وہ بہت خطرناک آدمی ہے بہت ہی بے رحم اور انسانوں کا گوشت کھاتے ہیں یعنی [illegible] خود اور میرا بھائی بھی اس کہانی کی ابتدا اس وقت ہوئی تھی جب انہوں نے اس آدمی کو [illegible] کھایا تھا [illegible] سے میں نے [illegible] کی تھی مجھے پتہ چل گیا تھا کہ بابا اور بھائی نے اس کو مارا ہے میرے سامنے اس کے [illegible] کیے گئے اور اس کو بھون کر کھایا گیا میں یہ سب برداشت نہ کر سکی اور اس صدمے سے بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش میں آئی تو خود کو میں نے پاگل ظاہر کیا بابا کو بھی یقین آ گیا کہ میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی اس لیے انہیں اطمینان ہو گیا میں بھی چپ چاپ زندگی گزارنے لگی۔

سمجھ گیا تم اپنے باپ اور بھائی کے بارے میں کسی کو بتانا نہیں چاہتی تھی ہاں کیونکہ میرے پاس اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں تھا عظمی نے کہا۔

میرے اس راز سے صرف حیات واقف تھا اس نے حیات کی طرف اشارہ کیا۔ پھر بابا نے میرے لیے دو تین لڑکوں کو بھیج کر رکھا تا کہ وہ مجھے پسند کر لیں اور مجھ سے شادی کر لیں لیکن میں نے سب کو حقیقت بتا دی سب کو یہاں سے بھاگنے کو کہا لیکن افسوس پتہ نہیں ڈیڈی کس طرح پتہ چل گیا کہ وہ لڑکے بابا کے راز سے واقف ہو گئے ہیں تو بابا نے انہیں ختم کروا دیا۔

میں تو یہاں آ کر پھنس گیا ہوں اب میں کیا کروں میں نے کہا۔

ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اب تم نے کیا کرنا ہے یہ تم جانتے ہو واپس جانا چاہتے ہو یا مرنا چاہتے ہو۔ عظمی نے کہا۔

تم اب کیا کرو گی۔ میں نے سوال کیا۔

میں یہاں ہر روز قتل دیکھ کر تنگ آ گئی ہوں میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔ یہ جگہ یہ حویلی چھوڑنا چاہتی ہوں جا رہی ہوں یہاں سے۔

کہاں جاؤ گی تمہارے ساتھ۔ عظمی نے بہت اطمینان سے جواب دیا۔ [illegible] اگر تم [illegible] مجھے [illegible] سکو تو اور تم میں [illegible] مجھے [illegible] عظمی نے کہا۔ میرا [illegible] میں تو زندگی بھر اس کو اپنے [illegible] چھپا [illegible] رکھنے کو تیار ہوں اور اس کے لیے ہر خطرہ کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں۔ میں نے کہا۔

میرے لیے اس سے بڑی کیا بات ہوگی کہ میں تمہیں اپنے ساتھ رکھوں بس ایک بار میں تمہیں یہاں سے لے کر نکل جاؤں تو پھر ہمیں کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ تمہارے بھائی اور بابا کی حکومت اس علاقے پر ہوگی لیکن شہر میں کچھ نہیں کر سکتے ہم وہاں بالکل محفوظ رہیں گے۔

ٹھیک ہے پھر میں تمہارے ساتھ چل رہی ہوں عظمی نے کہا۔

تم کیا سمجھتی ہو کہ اتنی آسانی سے یہاں سے نکل سکیں گے میں نے پوچھا۔

نہیں نکلنا بہت ہی مشکل ہوگا۔ پھر وہ حیات سے مخاطب ہوئی۔ حیات تم نے سارا انتظام کر لیا ہے ناں۔۔

ہاں بی بی جی۔ سب انتظام ہو چکا ہے آپ لوگوں کو دو دن اسی مکان میں چھپ کر رہنا ہوگا تا کہ سب کی بھاگ دوڑ ختم ہو جائے اور تھوڑا سکون ہو جائے اس کے بعد نکل جائے گا۔

ٹھیک ہے لیکن تم کو ہر طرف نظر رکھنی ہوگی تا کہ تم جان سکو کہ وہاں کیا کچھ ہو رہا ہے وہ لوگ کیسی پلاننگ کر رہے ہیں۔

جی بی بی جی۔ یہی بات ہے اس طرف کوئی نہیں آتا اور کسی کا دھیان بھی نہیں جائے گا بس کھانے پینے کی تکلیف ہو جائے گی ویسے راشن سبزیاں بھی سب رکھی پڑی ہیں۔

تو پھر پریشانی کس بات کی میں سب کچھ پکانا جانتی ہوں بچپن سے میرا یہی شوق رہا ہے۔

وہ چلا گیا اور ایک دن عظمی کے ساتھ گزر گیا ہم دونوں نے ایک دوسرے سے دنیا بھر کی باتیں کیں اس کی باتیں بہت ہی اچھی تھیں میں بھی اس کے ساتھ رہ کر یہ بھول گیا تھا کہ میں کسی امتحان میں سے گزر رہا ہوں۔ یا کئی بلائیں ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہیں دونوں کو اس کی پرواہ نہیں تھی اس نے بہت مزیدار کھانا پکایا تھا اس کی یہ خوبی بھی سامنے آ گئی تھی یعنی ہر لحاظ سے ایک مکمل لڑکی تھی۔ اس کو اپنی ماں سے بہت پیار تھا وہ اس کا ذکر بہت احترام سے اور پیار سے کرتی تھی میں نے اس سے پوچھا۔ تمہاری والدہ ان کا انتقال کیسے ہوا۔

سچ تو یہ ہے کہ ان کو پاپا نے مار دیا۔ اور ان کو بھی وہ کھا گئے۔

لیکن تمہارے بابا اور بھائی انسانی گوشت کیوں کھاتے ہیں میں نے سوال کیا۔

اس بارے میں زیادہ نہیں جانتی۔ بس میں اتنا جانتی ہوں کہ اس حویلی میں ایک جادوگر کئی مہینے دنوں تک یہاں رہا تھا اور اس کے دوران ہی لوگوں کا قتل ہونے لگا تھا۔ یعنی جادوگر نے ان کو انسانی گوشت کھانے کا عادی بنا دیا تھا ورنہ ایک انسان دوسرے انسان کا گوشت کیسے کھا سکتا ہے میں اس کی بات سن کر سب کچھ سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ وہ خوشی سے نہیں کرتے ہیں بلکہ مجبور ہیں ایسا کرنے کے لیے اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہو سکتا ہے کہ وہ خود بھی زندہ نہ رہ سکیں۔ ایسی میں نے کئی کہانیاں پڑھ رکھی تھیں اور میں اب اس کی زبانی یہ سب جان کر اطمینان کر بیٹھا تھا کہ یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے کوئی جن بھوت نہیں بلکہ وہ خود ہی ایسا کرتے ہیں اور وہ سب سے بڑھ کر وہ خود ہی جن بھوت ہیں۔ وہ کہانی سناتے ہوئے رو رہی تھی مجھے اس پر بہت ترس آ رہا تھا ابھی میں نے بہت کچھ پوچھنا تھا اور بہت کچھ جاننا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو حیات آیا تھا اس کے ساتھ وہ گونگا بھی تھا اور کچھ محافظ بھی تھے حیات نے ہمیں دھوکا دیا تھا وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔

تکلیف کی شدت سے میری چیخیں نکل رہی تھیں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ عظمی کے ساتھ کیا کچھ ہو رہا تھا مجھے صرف اپنا معلوم تھا۔ کہ وہ لوگ بہت بے دردی سے مجھے مار رہے تھے اور کھینچتے ہوئے مجھے مکان سے باہر لائے تھے عظمی کو انہوں نے کسی بوری میں بند کر لیا تھا اور ایک گاڑی میں ڈال رہے تھے اور جہاں تک میرا سوال تھا تو مجھے ہوش نہیں رہا تھا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا تھا مار کھاتے کھاتے میں بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور جب آنکھ کھلی تو کسی جگہ

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

گھپ اندھیرا تھا۔ میرا پورا بدن ایک بار پھر کسی
بہت بڑے کمرے میں تبدیل ہو گیا تھا ایسی ہی بے پناہ
تکلیف ہو رہی تھی میرے چاروں طرف اندھیرا ہی
اندھیرا تھا۔ میں صرف اتنا محسوس کر سکتا تھا کہ میں
کسی کمرے کے فرش پر پڑا ہوا ہوں البتہ مجھے لگ
رہا تھا کہ مجھے پھر تہہ خانہ میں لے آئے تھے پھر ایک
چیخ سنائی دی کسی عورت کی یا لڑکی کی چیخ میں کانپ
سا گیا۔ خدا کی پناہ یہ کیسے لوگ تھے بے چاری عظمی
پر تشدد کر رہے تھے چیخ بھی ایسی تھی کہ جیسے کسی کے
جسم پر کوڑے برسائے جا رہے ہوں پھر اس لڑکی کی
سسکیاں گونجنے لگیں شاید وہ بھی میرے ساتھ اس
کمرے میں ہی تھی اس لیے اس کی آواز مجھے اتنے
قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ میں نے اپنے
دونوں ہاتھ آگے بڑھائے میرے ہاتھ میں ایک
دیوار کے ساتھ ٹکرا گئے یعنی مجھے کسی دیوار کے ساتھ
لا کر پھینکا گیا تھا اس عمل میں بہت ہی تکلیف ہوئی
۔میرے دونوں ہاتھ بھی زخمی تھے شاید انہوں نے
میری بے ہوشی کے دوران مجھ پر غصہ اتارا تھا
نجانے کتنے کوڑے یا ڈنڈے مجھ پر برسائے تھے
میں نے اس طرف رینگنے کی کوشش کی لیکن مجھ سے
ایسا نہیں ہو سکا تھا درد کی تیز لہر اٹھی تھی اور میں چیخ
اٹھا تھا میں نے اپنے ہونٹوں کو بھینچ کر اپنی گردن
ایک طرف ڈال دی خدا جانے کتنی دیر تک اس
طرح پڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ روشنی ہونے لگی یہ
روشنی ایک روشن دان سے آ رہی تھی اب معلوم ہوا
کہ میں ایک بڑے کمرے میں ہوں اور کمرے کو
دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے کمرہ کیا پورا تشدد خانہ تھا
ایک بڑی سی میز تھی جس کے چاروں انسانوں کو
باندھنے کے لیے بیلٹ لگے ہوئے تھے ایک طرف
آری پڑی ہوئی تھی اور ٹوکے بھی تھے اس کے کھانے
پینے کا سامان دیکھ کر میں بے ہوش ہوتے ہوئے
بچا۔ ایک آدمی میز پر بندھا ہوا تھا اس کی ایک ٹانگ
غائب تھی شاید وہ مر چکا تھا۔ میں خدا سے اپنی مدد کی
دعائیں کرنے لگا اور شاید میری اس نے سن
لی تھی کہ سب کچھ ہی بدل گیا۔ وہ جو دیکھا وہ
میں نے سوچا بھی نہ تھا میرے سامنے انسپکٹر
کھڑا تھا اور وہ مسکرا رہا تھا۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ
گیا۔

تمہارا اندازہ درست تھا حویلی میں یہ سب کھیل کھیلا جا رہا تھا کوئی آسیبی طاقت نہیں کر رہی تھی بلکہ حویلی میں موجود ہی انسان یہ سب قتل کر رہے تھے میں نے ہر طرح سے انکوائری کر لی تھی اور اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ یہی ہے۔۔ میں نے ان سب کو پکڑ لیا ہے پدی کو مار دیا ہے اور اب تمہارے سامنے ہوں۔

وہ۔ وہ عظمی کہاں۔۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھنا چاہا وہ بھی ٹھیک ہے اگر میں بروقت کاروائی نہ کرتا تو شاید وہ کچھ ہو جاتا جو شاید نہیں ہونا چاہیے تھا میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے میری دعا سن لی تھی نہ صرف مجھے زندگی دی تھی بلکہ عظمی کو بھی زندہ میرے سامنے کر دیا تھا۔

انسپکٹر اسد صاحب آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے ہم لوگوں کی جان بچائی ہے ورنہ میں اپنی موت کو بہت قریب سے دیکھ رہا تھا۔

ہاں جانتا ہوں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ تم نہیں جانتے میں بہت کچھ جانتا ہوں میں جب سے یہاں آیا ہوں ایک دن بھی سکون سے نہیں رہا ہوں ہر لمحہ اس کیس کی طرف رہا ہوں نہ دن دیکھ رہا تھا اور نہ ہی رات میرا ایک مقصد تھا کہ میں اس درندے کو پکڑوں جو انسانی جانوں کو ضائع کر رہا ہے اور میں کامیاب ہو گیا ہوں یہ میرے لیے بہت بڑی کامیابی ہے اگر یہ کام نہ ہوتا تو شاید یہاں بہت کچھ ہوتا رہتا۔ نجانے کتنی جانیں ضائع ہو جاتی۔

میں نے بہت کچھ معلوم کر لیا ہے ان لوگوں کو آدم بنایا گیا تھا جس نے یہ سب کیا تھا وہ ان کے ہاتھوں ہی مارا گیا تھا اس کا خون بھی یہ لوگ ہی پی گئے تھے اور اس کا گوشت بھی یہی لوگ کھا گئے تھے انسپکٹر اسد نے نیا انکشاف کیا جو میرے لیے بہت اہم تھا۔ وہ مجھے اپنے ساتھ لیے ایک ڈاکٹر کے پاس لے گئے اور پھر میرا اور عظمی کا علاج ہوتا رہا۔

پھر بعد میں پتہ چلا کہ ٹھاکر اور ان کے تمام ساتھی مارے جا چکے ہیں میں نے ایک گہری سانس لی ان کا مرنا انسانوں کے لیے نئی زندگی تھی اگر وہ زندہ رہتے تو انسانی خون ہوتا رہتا کیونکہ وہ انسانی روپ میں درندے تھے ہاں درندے۔

اور اب ہم دونوں بہت خوش ہیں۔ ہم نے شادی کر لی ہے اور ایک اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ آج میں سوچ رہا ہوں کہ اگر اس لمحے انسپکٹر اسد اس کیس میں دلچسپی نہ لیتا تو ہو سکتا ہے کہ میں زندہ نہ ہوتا اور نہ ہی عظمی زندہ ہوتی جو اب میری بیوی ہے اور اس کے دل میں اپنے لیے میں بہت پیار دیکھ رہا ہوں وہ واقعی ایک چاہنے والی بیوی ہے ۔ہم نے وہ شہر ہی چھوڑ دیا تھا اور ایک نئی جگہ پر ایک مکان بنا لیا تھا میری ماں بھی مر گئی تھی وہ میری جدائی میں بیمار رہنے لگی تھی اور میری جدائی ہی ان کی موت کا سبب بنی۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

جا دس دے ساری دنیا نوں
اساں پیار تیرے نال پا چھڈیا
ہن نکل نئیں سکدا دل چوں تو
اساں ایسا جندرا لا چھڈیا
ناں لگے تتی ہوا تینوں
تیرے لئی اساں بدل منگ لیے نئیں
تیرے سر تے سایہ رکھن نی
مینوں وانگ تندور بلا لینا
اس زندگی سانواں سوچاں نوں
اساں تیرے ناویں لا چھڈیا
ناں دور ہون دا سوچیں توں
تیری راہواں وچ مرجاواں گی
میں جان تلی تے رکھ لئی اے
نالے کفن گلے وچ پا چھڈیا
اس دنیا تو ہن ڈرنا نئیں
اسیں پیار کراں گے رج رج کے
اک دوجے دی بانہہ پھڑ کے کرن
اسیں دنیا نوں دیکھا چھڈیا
کشور کرن۔ پتوکی

یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کیوں پیار میرا ٹھکرایا غیروں کی سیج سجائی
تیرے ہاتھوں کا رنگ بدل گیا
میرے دل کا لہو نچڑ گیا
تو دلہن بن گئی سج دھج کے
میری جان لبوں پر آئی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
تو ہم کو تڑپتا چھوڑ گئی
غیروں سے رشتہ جوڑ گئی
ہم تجھے پکارتے رہ گئے
تو نے ہم سے دوری بڑھائی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
میرے مرنے کی ہرجائی
جب خبر تیرے تک آئی
تو ساری رسمیں بھول گئی
کیوں آنکھ تیری بھر آئی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کشور کرن۔ پتوکی

شیطان دیوتا

---تحریر: ایم ذاکر تی۔مانسہرہ---

اور کہا جل جا۔ تو اس کے گھنے بالوں کو فوراً آگ لگ گئی وہ خود کو بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کر سکا اور جلتے جلتے کوئلہ بن گیا وشنا دیو کی موت کو دیکھ کر وکرم جادوگر غصے سے چلایا۔ اے کمینے یہ تو نے کیا کر دیا میری سب سے بڑی طاقت کو مار دیا اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پس پہنچ کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لات دے ماری میں درد کی شدت سے چیخ اٹھا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جادوگر حلیے کے لحاظ سے بوڑھا دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور پھرتی جوانوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور پھینک دیا اب میں زمین پر لیٹا کراہ رہا تھا بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم پیروکار تھا وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کیے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آ گیا وکرم نے بلا تاخیر وہ پتھر میری طرف اچھال دیا میں نے فوراً سے پہلے دوسری طرف جست لگائی اور وہ پتھر بت پر جا لگا جس سے بت ریزہ ریزہ ہو گیا وکرم جادوگر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہا۔ اے خبیث لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں میرا بھی ستیاناس کر دیا۔ ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غار زور زور سے ہلنے لگا میں نے بند کچھ سوچے سمجھے باہر کی جانب دوڑ لگا دی گرتے سنبھلتے میں غار کے دہانے پر پہنچ گیا اور باہر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی غار ایک زوردار دھماکے سے اڑ گیا اگر میں چند سیکنڈ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ ملتیں۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

دیکھو رمیض بیٹا۔ دانیال نے اگر آنا ہوتا تو وہ آجاتا لیکن اب تم اس کی سزا مہمانوں کو کیوں دے رہے ہو بیٹا آؤ کیک کاٹو رات کافی بیت گئی ہے مہمانوں کو کھانا بھی کھانا ہے اور واپس بھی گھر وں کو جانا ہے۔۔ نہیں پاپا میں دانیال کے آنے سے پہلے کیک نہیں کاٹوں گا چاہے مہمان بھوکے رہیں یا کچھ بھی ہو دانیال نے وعدہ کیا تھا وہ ضرور آئے گا۔ ڈاکٹر شبیر اپنے بیٹے پر بار بار کیک کاٹنے کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے مگر وہ ایک رٹ لگا رہا تھا کہ دانیال کے آنے سے پہلے کیک نہیں کاٹے گا اسی اثنا میں دروازے پر دستک ہوئی اور دانیال کمرے میں داخل ہوا دانیال کو دیکھتے ہی رمیض نے غصے سے منہ پھیر لیا۔

ارے رمیض سوری یار راستے میں گاڑی خراب ہو گئی تھی اس لیے دیر ہو گئی سوری یار اب معاف کر دو دانیال اپنے دیر سے آنے پر رمیض سے معافی مانگ رہا تھا۔ کہ رمیض نے ہنستے ہوئے اپنا رخ دانیال کی طرف کیا اور کہا اٹس او کے۔ اب جلدی سے میرے ساتھ چلو اب کیک کاٹ لیں چل ٹھیک ہے دونوں خوشی سے مصافحہ کیا اور کمرے میں سے باہر آ گئے۔ دراصل آج رمیض کی سالگرہ تھی آج وہ پورے دس برس کا ہو چکا تھا اس کا سالگرہ پر ڈاکٹر شبیر نے ایک

فنکشن ارینج کیا تھا اور دانیال اور رمیض کلاس فیلو تھے دانیال رمیض کا سب سے بہترین دوست تھا رمیض اور دانیال جونہی کمرے میں سے باہر نکلے تو ساری لائٹس بجھادی گئی اب ہال میں صرف چاند کی چاندنی ہر سو جگمگا رہی تھی جو کہ آج چاند کی چودھویں رات تھی اسی لیے چاندنی عروج پر تھی اسی دوران دنیا کا سب سے زیادہ گایا جانے والا گیت ہیپی برتھ ڈے ٹو یو گایا جانے لگا ہال میں موجود تمام لوگوں نے رمیض کو ہیپی برتھ ڈے وش کیا ا ر رمیض کیک کے پاس کھڑا تھا دانیال بھی اس کے پاس ہی کھڑا اس کی خوشیوں میں شریک تھا اب رمیض نے کیک پر دس موم بتیوں کو پھونک سے بجھایا تو سارا ہال تالیوں سے گونج اٹھا اب تمام لائٹس اان کردی گئیں تھیں ایک بار پھر رنگ برنگی بتیوں سے ہال جگمگا اٹھا اب رمیض نے کیک کاٹا اور کیک پیس اٹھا کر دانیال کو کھلایا دانیال نے آدھا کھا کر آدھا رمیض کو کھلایا ایک بار پھر تالیوں کو نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہوگیا ر ایک کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا کیک کھانے کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا سب لوگوں نے بلا تکلف کھانا کھایا اور کھانے سر فراغت پانے کے بعد مہمان گھروں کو چل دیئے رمیض کے پاس تحفے تحائف کا ڈھیر لگ چکا تھا رمیض کو کچھ تھکن محسوس ہونے لگی تو دانیال نے کہا۔ چل یار آ نیند آ رہی ہے سوتے ہیں رمیض نے ماما پاپا کو گڈ نائٹ وش کیا اور دانیال کے ساتھ اپنے کمرے میں چلا گیا اچھا دانیال صبح نماز پڑھنے کے لیے جانا ہے میں سو رہا ہوں صبح گپ شپ ہوگی دونوں نے ایک دوسرے کو گڈ نائٹ کہا اور سو گئے۔

بیٹا رمیض دانیال جاگو بیٹا نماز کا وقت ہوگیا ہے ڈاکٹر شبیر دروازے پر دستک دینے کے ساتھ ساتھ آواز بھی لگا رہے تھے کافی دیر دستک دینے کے بعد بھی جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو ڈاکٹر شبیر کے دل میں طرح طرح کے خیال آنے لگے جب کہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی کچھ جواب نہ ملا تو انہوں نے دروازہ توڑ دیا جب اندر دیکھا تو کمرہ بالکل خالی تھا ڈاکٹر شبیر مارے غم کے رونے لگے جب ان کی بیوی نے آواز سنی تو وہ دوڑتی ہوئی آئی۔ اور کمرے کے حالات دیکھ کر وہ بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگی حیرانگی کی بات یہ تھی کہ کمرہ اندر سے لاک تھا باہر جانے کا متبادل راستہ کھڑکی تھی جو کہ صحن میں کھلتی تھی مگر وہ بھی اندر سے لاک تھی گھر میں کہرام مچ گیا تھا رونے کی آواز سن کے محلے والے بھی آ گئے تھے جب انہیں حالات کا پتہ چلا تو وہ بھی حیران ہوئے کہ بچے کیسے غائب ہوگئے پولیس کو بلایا گیا وہ ڈاکٹر صاحب کو تسلی دے کر چلی گئی چونکہ رمیض ڈاکٹر صاحب کا اکلوتا بیٹا تھا اور دانیال کو بھی وہ اپنے بیٹے سے کم نہیں سمجھتے تھے لہذا دہرا دکھ تھا جب دانیال کے گھر اس کی گمشدگی کا پتہ چلا تو وہ بھی دوڑے دوڑے ڈاکٹر کے گھر آئے اب سب پریشانی کے عالم میں بچوں کو ادھر ادھر دیکھ رہے تھے ان دونوں خاندانوں نے سر دھڑ کی بازی لگا دی تھی مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

آج رمیض اور دانیال کو غائب ہوئے تین دن گزر چکے تھے مگر ان کا کچھ بھی پتہ نہیں چلا تھا پولیس کو بھی اس کیس میں دشواری کا سامنا تھا کیونکہ دروازہ اور کھڑکی اندر سے لاک تھے لہذا کیس انتہائی پیچیدہ تھا۔ آج صبح سے موسلا دھار بارش کا سلسلہ جاری تھا جس نے خنکی میں مزید اضافہ کردیا تھا ہوا جب جسم کو چھو کے گزرتی تو جسم کٹ سا جاتا دن کے وقت بھی رات کا سا سماں تھا بہر حال لوگ اپنے اپنے کاموں میں سے جلد ہی فراغت پا کر گھروں کو چلے گئے بازار بالکل خالی ہوگئے لوگ گھروں میں آگ کے مزے لے رہے تھے وقت اپنی مخصوص رفتار سے چل رہا تھا اب رات نے اپنے خوفناک پر چاروں سمت پھیلا دیئے تھے ہر سو گہرا سناٹا تھا ایسے میں رونے کی

آوازوں نے ماحول کو مزید دہشت ناک بنا دیا تھا یہ رونے کی آوازیں جنز یب اور اس کی بیوی کی تھیں آوازیں سن کر سب گاؤں والے جمع ہوگئے گاؤں کے لوگوں کی عادت تھی کہ دوسرے کا درد اپنا درد سمجھتے تھے جب گاؤں والے چن زیب کے گھر پہنچے تو وہ انتہائی غم میں دکھائی دے رہے تھا بار بار دریافت کرنے پر اس نے بتایا کہ میں پانی پینے کے لیے جاگا تو اپنے بیٹے شاہ زیب کو چار پائی پر نہ پا کر مجھے تشویش ہوئی رات کو وہ میرے پاس ہی سویا تھا لیکن اب موجود نہیں تھا میں نے گھر کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ اتنے میں زبیر بولا چن زیب بھائی کہیں وہ باہر نہ چلا گیا ہو زبیر باہر ہوتا لیکن دروازے کو اندر سے کنڈی لگی ہوئی تھی اور دیواروں سے کود کر باہر وہ جا ہی نہیں سکتا تھا وہ نو سال کا ہے دیوار پر چڑھنا اس کے بس کی بات نہیں اسی اثنا میں پولیس گھر میں داخل ہوئی اور واقعے کی نوعیت دریافت کی جب واقعے کا پت چلا تو انسپکٹر ذیشان کا ماتھا ٹھنکا انسپکٹر وہاں کا انچارج تھا۔ یہ واقعہ بھی ڈاکٹر شبیر کے بیٹے رمیض اور اس کے دوست دانیال کی طرح تھا وہی کہ گھر کے اندر سے لاک تھا پھر بھی شاہ زیب غائب تھا گاؤں کا ہر فرد اس بات پر حیران تھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ گھر لاک ہوتا ہے پھر بھی بچے غائب ہو رہے ہیں لیکن کسی کے پاس اس کا جواب نہیں تھا۔

اب یہ واقعے معمول بننے لگے اور ہر تیسرے دن بچے غائب ہو جاتے لیکن کوئی بھی سراغ نہ ملتا اب تو دنوں کا فرق بھی ختم ہو چکا تھا اور ہر روز ایک یا دو بچے غائب ہو جاتے اب گاؤں میں وحشت پھیل چکی تھی لوگوں نے بچوں کا باہر نکلنا بالکل بند کر دیا تھا شام ہوتے ہی لوگ اپنے بچوں کو بغل میں لیے گھروں میں دبک کر بیٹھ جاتے اب اس گاؤں کا سکون ختم ہو چکا تھا والدین کو یہ ڈر رہنے لگا کہ کہیں آج ہمارے بچے کی باری نہ ہو۔

انسپکٹر ذیشان نے ہیڈ کوارٹر سے پولیس کی نفری منگوائی تھی اس کے ذہن میں یہ تھا کہ اغوہ کاری کسی گروہ کا کام ہے اور وہ انتہائی چالاکی سے بچے اغوا کرتا ہے اور کوئی سراغ نہیں چھوڑتا لہذا اس نے اغوا کی وارداتوں کو روکنے کے لیے گاؤں کے تمام داخلی اور خارجی راستوں پر پہرہ لگوا دیا تھا۔

آج سردی عروج پر تھی ہر طرف سناٹے کا راج تھا ایسے میں جب ہوا چلتی تو گماں ہوتا جیسے بہت ساری عفریتیں سرگوشیاں کر رہی ہوں ایسے میں سپاہی گاؤں میں گشت کرتے ہوئے پہرہ دے رہے تھے تمام سپاہیوں کے پاؤں شل ہو چکے تھے انسپکٹر ذیشان گاڑی میں پورے علاقے میں گشت کر رہا تھا اس نے سپاہیوں سے پوچھا کچھ پتہ چلا کسی گروہ کا۔ نو سر۔ ہمیں کوئی سراغ نہیں ملا ان کی طرف سے نفی میں جواب ملنے پر اس نے سوچا کہ شاید اغوا کار کو معلوم ہوگیا ہے ہم نے پہرہ لگا رکھا ہے اس لیے ایسا کوئی بھی واقعہ نہ ہوا لیکن اس وقت اسکا دماغ چکرا گیا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ رات کو دو بچے غائب ہوگئے ہیں انسپکٹر کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اس نے ڈسپرین کی دو گولیاں لیں تو کچھ افاقہ ہوا اس نے پہرہ مزید سخت کر دیا لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوا اب گاؤں کے لوگ اس سنگین ماحول اور وارداتوں سے خود کو خطرے میں محسوس کر رہے تھے سب لوگوں نے یہ چیز محسوس کی تھی کہ جتنے بھی بچے غائب ہوئے یا تو ان کی عمر بارہ سال تھی یا اس سے کم تھی یعنی اغوا ہونے والے تمام بچے کم سن تھے لہذا ہم سب کو جھمو پہلوان سے رابطہ کرنا ہوگا۔

آج میں صبح صبح ہی اخبار پڑھ رہا تھا کہ لوگوں کا جم غفیر میرے گھر میں داخل ہوا میرے گھر کے چوکیدار نے روکنے کی کوشش کی لیکن میں نے سب کو اندر لانے کو کہا۔ اب کئی بزرگ اور جوان میرے

سامنے کھڑے تھے میں نے آنے کی وجہ دریافت کی تو جاوید چچا بولے۔

دیکھو چھمو بیٹا کئی دنوں سے ہمارے علاقے سے روزانہ بچے غائب ہو رہے ہیں یہ بھی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کون ایسا کر رہا ہے پولیس والوں کو بھی کوئی سراغ نہیں ملا چھمو بیٹا ہم بڑی امیدیں لے کر آئے ہیں۔ میرا اصلی نام رضوان تھا میں پہلوانی کے میدان میں اس علاقے کا چمپئن تھا گاؤں کے لوگ مجھے چھمو کہہ کر ہی پکارتے تھے پھر سدھیر چاچا بولے بیٹا کل رات میرا بیٹا بھی غائب ہو گیا ہے ہم نے بہت تلاش کیا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا تم ہی کچھ اس کا حل تلاش کرو سدھیر چاچا پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی عقلمند تھے وہ ہنس مکھ تھے ہمیشہ چہرے پر مسکراہٹ سجی رہتی تھی لیکن آج ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میرا کلیجہ کٹ گیا تھا میں نے تمام لوگوں کو یقین دلایا اور کہا۔

میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ لیکن مجھے چند جوانوں کے تعاون کی بھی ضرورت ہے بولو کون میرا ساتھ دے گا میں نے لوگوں پر گہری نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

ہم دیں گے آپ کا ساتھ ان میں چھ لڑکے یہ کہتے ہوئے جھٹ سے سامنے کھڑے ہو گئے ان جوانوں میں فہیم ۔عاطف ۔ایتاز ۔شعیب ۔وسیم صداقت شامل تھے یہ چھ جوان بڑی مضبوط جسامت کے مالک تھے۔

میں بھی آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہوں شہزاد نے آگے بڑھ کر کہا یوں تو شہزاد لاغر اور کمزور تھا اسے اپنے ساتھ رکھنا مناسب نہیں تھا لیکن اس کے جذبے کو دیکھ کر اسے بھی اس مہم میں شریک کر دیا گاؤں کے تین داخلی اور خارجی راستے تھے میں نے ایک راستے پر فہیم اور امتیاز کو لگایا جبکہ دوسرے راستے پر صداقت اور عاطف کو لگایا جب کہ تیسرے راستے پر وسیم اور شعیب کو لگایا ان کے ساتھ میں نے شہزاد کو بھی لگا دیا۔ اب رت نے اپنے پر پھیلا دیے تھے ماحول پر ہولناکی چھائی ہوئی تھی ایسے میں تمام جوان اپنے اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے میں یعنی چھمو پہلوان ان سب کی نگرانی کر رہا تھا میں علاقے میں گشت کر رہا تھا اور جوانوں کو خصوصی ہدایات دے رہا تھا میں گشت کرتے ہوئے اچانک پیچھے مڑا تو مجھے ایسے لگا کہ جیسے کسی نے میرے سامنے والے مکان میں باہر سے اندر چھلانگ لگائی ہو میں برق رفتاری سے بھاگتا ہوا اس مکان تک پہنچنے کی کوشش میں تھا میں تھوڑے ہی فاصلے پر تھا کہ وہی عفریت دیوار میں سے یوں باہر نکلا کہ جیسے راستے میں کوئی دیوار یا رکاوٹ نہ ہو یہ ایک چوپایہ تھا جس کے جسم پر گھنے بال تھے اس کی آنکھوں میں عجیب وحشت تھی اور وہ ایسے دہک رہی تھیں جیسے تپتے انگارے ہوں میں نے اسے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے پاس ایک بچہ تھا جو ایسے جھول رہا تھا جیسے بالکل ساکت ہو گیا ہو میں نے ہاتھ بڑھایا تو اس کا کان میرے ہاتھ میں آیا لیکن وہ ادھر کھڑے کھڑے ہی ایسے غائب ہو گیا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اب معاملہ میری سمجھ میں آ گیا تھا صبح پھر گاؤں میں یہ خبر پھیل گئی تھی کہ نصیر جو کہ گاؤں کے ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے آج رات اس کا بیٹا غائب ہو گیا ہے میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو اپنے گھر بلایا اور میں نے انہیں بتایا کہ کل رات میں نے ایک ریچھ کی طرح ایک چوپایہ کو دیکھا جس کے جسم پر سیاہ گھنے بال تھے وہ دیوار میں سے داخل ہوا اور دیوار میں سے باہر آیا اس کے پاس نصیر صاحب کا بیٹا عثمان میں نے خود دیکھا تھا۔ وہ ایسے جھول رہا تھا جیسے اس میں بالکل زندگی کی رمق موجود نہ ہو میں نے اس عفریت کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ غائب ہو گیا نجانے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا اب اس سے پتہ چل گیا تھا کہ اغوا ار کوئی گروہ نہیں بلکہ

ماورائی مخلوق ہے اب میں اس کا حل تلاش کر لوں گا۔

اگلے دن میں اپنے چھوٹے بھائی اسامہ جس کی عمر بارہ سال تھی اسے سکول چھوڑ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا میرا رخ دوسرے گاؤں کے مشہور عامل کی طرف تھا ان کے استانے پر پہنچ کر میں نے انہیں ساری روداد سنائی انہوں نے میری بات پوری توجہ سے سنی پھر انہوں نے کہا بیٹا تم کل اسی وقت میرے پاس آنا میں تمہیں اس عفریت کے بارے میں بھی بتاؤں گا اور یہ بھی بتاؤں گا کہ یہ عفریت بچے کیوں اغوا کر رہا ہے اور گھر واپس آ گیا۔

اچھا اسامہ میری بات غور سے سننا تمہیں پتہ ہے ناں کہ آج کل ہمارے گاؤں سے بچے غائب ہو رہے ہیں تو یاد رکھنا مجھے بعض اوقات کام کی وجہ سے شہر جانا پڑ سکتا ہے لہذا میں نے اپنے دوست محسن کو بلوا لیا ہے تم ان کے ساتھ رہنا یہ تمہارا خیال رکھیں گے انہیں تنگ مت کرنا سمجھ آئی ناں میں اپنے بھائی کو حالات کی نوعیت سمجھا رہا تھا۔

بھیا میں محسن انکل کو بالکل تنگ نہیں کروں گا اچھا یار محسن تم اسامہ کا خیال رکھنا پتہ نہیں میں اس مہم سے واپس آتا ہوں یا نہیں۔

یار چھمو یہ کیا کہہ رہا ہے تو اللہ تمہیں کامیاب کرے گا۔ ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اچھا یار میں نے رات کو پہرہ دینا ہے اور صبح سویرے وہاں ہی سے میں باباجی کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ چل ٹھیک ہے یار اللہ حافظ اچھا اسامہ اپنا خیال رکھنا اللہ حافظ ۔او کے بھیا اللہ حافظ۔

میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ آج پھر پہرہ دینے میں مصروف تھا سرد غضب کی تھی مگر ہم سردی سے بے خبر پہرہ دے رہے تھے آوارہ کتے جب بھونکتے تو وجود پر خوف طاری ہو جاتا۔ خدا خدا کر کے صبح کی روشنی طلوع ہوئی آج رات ہمیں وہ چوپایہ نظر نہیں آیا تھا صبح یہ خبر سن کر خوشی ہوئی کہ آج کوئی بھی بچہ گھر سے غائب نہیں ہوا۔

صبح ناشتہ کرنے کے بعد میں باباجی کے آستانے کی طرف چل نکلا جب ان کے آستانے پر پہنچا تو لوگوں کا ہجوم نظر آیا میں ہجوم سے نکلتا ہوا آگے جا پہنچا دکھا کہ سامنے ایک میت پڑی ہے میں نے جونہی میت کے چہرے پر سے چادر ہٹائی تو میرے جسم پر سکتہ طاری ہو گیا کیونکہ وہ لاش کسی اور کی نہیں بلکہ باباجی کی تھی لاش کا بڑا برا حال تھا ان کے جسم پر سے ساری چمڑی اڈھری ہوئی تھی دل بھی غائب تھا اور جسم پر ناخنوں کے نشان موجود تھے جیسے کسی نے جسم سے گوشت نوچنے کی کوشش کی ہو لاش کا یہ حال دیکھ کر میں حواس باختہ ہو گیا اور میں دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اتنے میں ایک آدمی میرے پاس آیا اور مجھ سے پوچھا۔

کیا آپ کا نام چھمو پہلوان ہے۔

ہاں ہاں۔ میں نے فوری کہا۔

میں باباجی کا خادم ہوں صبح جب ہم باباجی کو جگانے گئے تو کافی کوششوں کے باوجود بھی کوئی جواب نہ ملا تو ہم نے دروازہ توڑا تو دیکھا کہ بابا زندگی کی بازی ہار چکے تھے ہم ابھی بھی حیران ہیں کہ دروازہ اندر سے بند تھا تو پھر ان کا خون کیسے ہو گیا۔ وہ بولے جا رہا تھا۔

اب میں حالات کو سمجھ چکا تھا کہ بابا کا خون بھی اسی ریچھ نما چوپایہ نے کیا ہے جو بچوں کو اغواہ کر رہا تھا اور کل رات گاؤں سے کوئی بھی بچہ اس لیے غائب نہیں ہوا کیونکہ وہ عفریت رات کو باباجی کے ساتھ گتھم گتھا تھا۔

سنئے میں اپنے خیالوں میں گم تھا کہ اس آدمی کی آواز سے چونک گیا۔ باباجی کے کمرے میں سے یہ کاغذ ملا ہے یہ آپ کے لیے ہے۔

میں نے اس کے ہاتھ سے کاغذ لیا تو کاغذ پر لکھا تھا کہ چھمو بیٹا افسوس صد افسوس میں تمہارے کسی

کام نہیں آسکا۔ میری ایک غلطی مجھے موت کے منہ میں لے جارہی ہے بیٹا یہ ایک بزرگ کا پتہ ہے ان سے رابطہ کرنا وہ ضرور تمہاری مدد کریں گے نیچے پتہ لکھا تھا اس پتے کے مطابق وہ بزرگ اگلے گاؤں کے تھے بابا جی کا رقعہ پڑھ کر میری آنکھوں میں آنسو آگئے باباجی کی تکفین وتدفین کے بعد میں وہاں سے اپنی اگلی منزل کی طرف جانب چل نکلا تقریبا ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد میں بزرگ کے آستانے پر پہنچ گیا وہاں پر بڑا ہجوم تھا سارے لوگ اپنے اپنے مسائل پیش کررہے تھے سب کو فارغ کرنے کے بعد میری باری آئی میں نے بابا کو جونہی اپنا مسئلہ بتانے کے لیے لب کھولے وہ بولے۔

بیٹا۔ میں سب جانتا ہوں تمہیں باباجی میری طرف بھیجا ہے میرا نام ہارون الرشید ہے اور صابر میرا مرید تھا بابا کے منہ سے مرید کا نام سن کر میں سمجھ گیا کہ انہیں صابر کی موت کا علم ہے چھمو بیٹا جانتے ہو صابر کی موت کیسے واقع ہوئی۔

نہیں باباجی مجھے نہیں معلوم۔

بیٹا صابر نے جب حصار بنایا تو وہ اس میں بیٹھ گیا ادھر اس چوپائے کو علم ہو چکا تھا کہ اسے قابو کرنے کے لیے صابر عمل کررہا ہے جب وہ حصار میں بیٹھ گیا تو اسے یاد آیا کہ جس تسبیح پر اس نے ورد پڑھنا ہے وہ تو میز پر پڑی ہوئی ہے وہ لاعلمی میں حصار کو توڑتے ہوئے باہر آگیا تاکہ تسبیح لے سکیں اسی دوران وہ چوپایہ نمودار ہوا اور اس نے صابر کی زندگی چھین لی صابر کی دردناک موت کے بارے میں سن کر بہت افسوس ہوا۔

اچھا باباجی آپ کو ہمارے گاؤں کے حالات کا تو علم ہوگا ہی اب بتایئے اس کا کیا حل ہے باباجی نے آنکھیں بند کیں تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہونے لگا کبھی سرخ ہو جاتا اور کبھی زرد پڑ جاتا کافی دیر اس حالت میں رہنے کے بعد انہوں نے آنکھیں کھولیں تو وہ غصے سے سرخ ہورہی تھیں۔

بیٹا معاملہ کچھ یوں ہے کہ تمہارے علاقے سے کچھ فاصلے پر ایک غار میں وکرم جادوگر رہتا ہے وہ انتہائی ظالم اور سفاک ہے وہ شیطان کا پجاری ہے اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کے لیے وہ کسی بھی حد تک جانے کو تیار ہے اس کے شیطان دیوتا نے اسے کہا کہ اگر وہ اس کے چرنوں میں ایک سو ایک نابالغ لڑکوں کی بلی دے گا تو وہ نہ صرف اس کی طاقتیں بڑھائے گا بلکہ وہ اسے امر بھی کردے گا۔ چونکہ وکرم جادوگر کے پاس کئی شیطانی طاقتیں ہیں اس لیے اس نے ان بچوں کو لانے کے لیے اپنے سب سے طاقتور غلام وشنا دیو کو لگایا ہوا ہے اس دیو نے اپنے جسم کو ریچھ کی شکل میں ڈھال دیا ہے اور وہ بآسانی بچے لاکے دے رہا ہے اب تک وہ چھیانوے بچے شیطان کے چرنوں میں قربان کرچکا ہے جب سو بچے پورے ہو جائیں گے تو اسے آخری بچہ ایسا چاہیے ہوگا کہ جو پورن ماشی کی رات کو پیدا ہوا ہو اور اس بچے کی خاص خوبی یہ ہوگی کہ اس کی پیٹھ پر یعنی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہوگا۔

بابا اس شیطان کو روکنے کا کوئی حل ہے کہ نہیں۔

بیٹا حل تو ہے مگر انتہائی مشکل ہے۔

بابا آپ حکم کریں میں انشاء اللہ ہر امتحان میں سے گزرنے کے لیے تیار ہوں۔

بیٹا اسے زیر کرنے کے لیے تمہیں طاقت حاصل کرنی ہوگی اور طاقت حاصل کرنے کے لیے تمہیں ایک رات سے مقابلہ۔ جی بابا میں موت سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں پھر باباجی نے مجھے ورد اور چلہ کا طریقہ سکھایا۔

اچھا بیٹا چلہ مکمل کرنے کے بعد تمہیں ایک طاقت اور ایک غلام ملے گی جو ہر قدم پر تمہاری رہنمائی کرے گی۔ اور بیٹا چلہ مکمل ہونے سے پہلے چاہے کچھ بھی ہو جائے تم حصار سے باہر نہ نکلنا اور چلہ

ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر کرنا ہے یاد رہے کہ دوسرا پاؤں زمین پر نہ لگے ورنہ چلہ ناکام ہو جائے گا اور چلہ ناکام ہونے کی صورت میں موت یقینی ہے۔ ہاں تنا ہے کہ حصار میں درخت ہونا چاہیے تاکہ تمہیں سہارا مل سکے اور تم آسانی سے کھڑے ہوسکو باباجی نے مجھے اور بھی کئی ہدایات دیں اور آخر میں کہا بیٹا ثابت قدم رہنا اللہ تمہارا حامی وناصر ہو۔

باباجی سے اجازت لے کر میں اپنے گھر کی طرف گامزن ہوگا تھوڑے ٹائم بعد میں اپنے گھر پہنچ چکا تھا گھر پہنچ کر فریش ہوا کھانا کھایا چھوٹے بھائی محسن اور اسامہ کے ساتھ گپ شپ کی آج چونکہ ہفتہ تھا اور اسامہ کو صبح سکول کی چھٹی تھی لہذا کافی دیر تک اس کے ساتھ گپ شپ ہوتی رہی پھر میں باہر آکر پہرہ دینے میں مصروف ہوگیا۔

ساری رات پہرہ دیتے ہوئے گزری صبح کو اس خبر نے پھر تن بدن میں آگ لگادی کہ آج تین بچے غائب ہوئے یعنی کہ ننانوے بچے غائب ہو چکے تھے اور اک سو ایک پورا ہونے میں صرف دو بچے باقی تھے جن میں سے ایک نارمل بچہ غائب ہونا تھا اور ایک وہ بچہ جو چاند کی چودھویں رات کو پیدا ہوا ہو اور اسکی کمر پر ستارے کا نشان موجود ہو میں نے آج یعنی اتوار کو چلہ کرنے کا سوچ لیا تھا۔

صبح دس بجے کا وقت تھا جب میں گھر داخل ہوا دیکھا کہ اسامہ پتنگ اڑا رہا تھا ہمارا گھر چونکہ کشادہ تھا اور اس میں باغیچہ بھی تھا صحن میں درخت لگے ہوئے تھے ان درختوں کے بیچ اسامہ کی پتنگ پھنس گئی اسامہ بھاگ کر درخت پر چڑھا اور پتنگ نکالی درخت سے اترتے ہوئے وہ زور سے چیخا میں بھاگ کر اس کے پاس پہنچا۔

کیا ہوا کیا ہوا میں نے برجستہ پوچھا۔

وہ بھیا شاید میری کمر پر کانٹا لگ گیا ہے۔

کہاں پر۔ میں نے جلدی سے پوچھا۔

بھیا ادھر کمر پر۔۔ اسامہ نے فوراً قمیض اتاری۔ کمر پر نظر پڑتے ہی مجھے ہزاروں وولٹ کے جھٹکے لگے میرا دماغ سن ہونے لگا کیونکہ اسامہ کی کمر پر وہ ستارہ والا نشان موجود تھا جو باباجی نے بتایا میں نے بڑی مشکل سے کانٹا نکالا میرا جسم بالکل ساکت ہو چکا تھا کیونکہ والدین کے مرنے کے بعد میں نے ہی اسے پالا تھا اس کا میرے اور میرا اس کے سوا دنیا میں کوئی نہیں تھا۔

کیا ہوا بھیا۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو کیوں گئے مجھے کانٹے کا زیادہ درد نہیں ہوا ہے مگر آپ کے آنسو نکل آئے اس معصوم کو پتہ نہیں تھا کہ یہ آنسو کانٹے کی وجہ سے نہیں آئے تھے بلکہ ان حالات کی وجہ سے آنکھوں میں آئے تھے جن کا ہمیں سامنا کرنا تھا۔

نہیں بیٹا کچھ بھی نہیں ہوا ہے یہ آنسو ویسے ہی آنکھوں میں آگئے تھے تم جاؤ اور جا کر پتنگ اڑاؤ۔

اوکے بھیا اسامہ کے نشان نے مرا دماغ ماؤف کردیا تھا میں اپنے اس معصوم بھائی کو کھونا نہیں چاہتا تھا میں نے گاؤں کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور ساری صورتحال بتادی گاؤں کے بزرگوں نے مجھے کہا بیٹا تم بھائی کی وجہ سے پریشان ہوناں بیٹا ہم اپنے بیٹوں کو تو جانے سے نہیں روک سکے مگر تمہارے بھائی کو بچانے کے لیے اگر ہمیں اپنی اپنی جانیں بھی دینا پڑیں تو ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

اب سورج اپنی منزل کی طرف گامزن تھا میں نے چلے کے لیے ضروری سامان رکھا اور جانے کی تیاری کرنے لگا رات کا اندھیرا ہر سو پھیل چکا تھا آج سردی پہلے کی نسبت کچھ زیادہ ہی تھی کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ماحول کو مزید پراسرار بنادیا تھا میں اپنی مستی میں گم گاؤں کے قبرستان کی طرف رواں دواں تھا ہوا سے درخت یوں ہل رہے تھے جیسے کئی دیو مجھے آگے بڑھنے سے روک رہے ہوں ڈر اور خوف کو

بالائے طاق رکھتا ہوا میں قبرستان کی حدود میں پہنچ گیا تھا تھوڑی سی کوشش کے بعد مجھے ایسی جگہ مل گئی جو چلے کے لیے مناسب بھی کیونکہ ادھر درخت بھی تھا اور قبر بھی پاس ہی تھی ادھر ادھر نظر گھما کر دیکھا تو ہر طرف درخت بھی تھے یہ خموشی اور گہرا سکوت کھا جانے کو دوڑتا تھا حالانکہ میں گاؤں کا پہلوان تھا اور طاقت بھی اچھی خاصی تھی پھر نجانے کیوں خوف نے میرے وجود کو جکڑ رکھا تھا خیر میں نے باباجی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق آیت الکرسی پڑھتے ہوئے حصار قائم کیا اور حصار میں داخل ہو گیا کھڑے ہو کر چلہ کرنے کا سوچ کر میری روح تک کانپ اٹھی خیر میں نے ورد پڑھنا شروع کر دیا میں ایک پاؤں پر کھڑا درخت کا سہارا لیئے ہوئے ورد کر رہا تھا دوسرے پاؤں کو میں نے زمین سے کافی بلند کر لیا تھا تاکہ غلطی سے بھی زمین پر نہ پڑے کیونکہ ایسا ہونا یقیناً موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کے مترادف تھا میں اردگرد کے ماحول سے بے فکر اپنے چلے میں مصروف تھا ابھی ورد پڑھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ گاؤں لے لوگ میرے پاس آئے اور کہا چھمو بیٹا وہ چوپایہ اسامہ کو لے گیا ہے یہ خبر سنتے ہی میرے دماغ میں گھنٹیاں بجنے لگیں میں زمین پر پاؤں لگا کر باہر نکلنے ہی کو تھا کہ باباجی کے سرگوشی کانوں میں سنائی دی بیٹا پاؤں زمین پر نہیں رکھنا یہ سب نظر کا دھوکہ ہے تمہارا بھائی بالکل ٹھیک ہے باباجی کی یہ بات سن کر میں اپنی جگہ پہلے والی پوزیشن میں ہو گیا وہ گاؤں والے اب ڈھانچوں کا روپ دھار چکے تھے اور مجھے دھمکیاں دے رہے تھے کہ باہر آجا نہیں تو بے موت مارا جائے گا میں نے آنکھیں بند کیں اور ورد پڑھتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو کچھ بھی نہیں تھا ڈھانچوں کے آنے سے پتہ چلتا تھا کہ شیطان وکرم جادوگر کو میرے چلے کے بارے میں علم ہو چکا تھا اور وہ مجھے ہر طرح سے بہلانے پھسلانے کی کوشش کرے گا میں ورد پڑھنے میں ہی مصروف رہا مجھے لگا کہ بارش ہو رہی ہے جب دیکھا تو واقعی بارش ہو رہی تھی مگر یہ پانی کہ نہیں بالکہ ابلتے ہوئے خون کی بارش تھی اور وہ حصار کے اندر نہیں آرہی تھی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ بھی شیطان کی چال ہے لہذا میں نے دل مضبوط کر لیا ابلتے ہوئے خون میں اتنی تپش تھی کہ مجھے اپنا وجود جلتا ہوا محسوس ہوا کافی دیر تک بارش ہوتی رہی شیطان چاہتا تھا کہ شاید میرے قدم ڈگمگا جائیں لیکن میں برداشت کرتا رہا تھوڑے وقت بعد خون کی بارش ختم ہو گئی حصار سے باہر زمین پر نظر دوڑائی تو زمین بالکل صاف نظر آئی جیسے یہاں کچھ بھی نہ ہو وقت اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہا تقریباً آدھے سے زیادہ چلہ ہو چکا تھا میرے پاؤں ایک سردی کی وجہ سے شل ہو چکے تھے دوسرا آج پہلی مرتبہ اس طرح ایک پاؤں پر اتنی دیر کھڑا ہوا تھا میں نے ورد پڑھنے کی رفتار کو بڑھا دیا تھا تاکہ ذہن سے یہ خوف اور ڈر ختم ہو سکے میں اونچی آواز میں ورد پڑھ رہا تھا کہ میرے سامنے وہی ریچھ نما چوپایہ یعنی وشنا دیو آن کھڑا ہوا آج اس کی حالت غیر ہو رہی تھی وہ غصے سے بھر رہا تھا اس کی آنکھوں میں اتنی دہشت تھی کہ وہ دیکھ کر روح کانپ جاتی وہ آتے ہی غصے سے دھاڑا۔

اوئے لڑکے۔ تو لاکھ چاہ کر بھی میرے آقا وکرم جادوگر کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا اس لیے یہ ناٹک چھوڑ دے اور گھر واپس چلا جا میں تیری جان بخش دیتا ہوں وہ مجھے دھمکیاں دیئے جا رہا تھا اور میں ورد پڑھنے میں مگن رہا۔ جب اس کی دھمکیوں کا مجھ پر کوئی اثر نہ ہوا تو اس نے قبروں کی طرف مڑ کر کہا۔

اٹھو اس قبرستان کے باسیو۔ اس لڑکے کو گھسیٹ کر میری طرف لاؤ یہ سننا تھا کہ تمام قبریں پھٹنے لگیں اور مردے باہر نکلنے لگے اب میرے چاروں طرف کفن پوش مردے کھڑے تھے اور وہ میری طرف بڑھنے لگے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے

میری سانس بند ہو جائے گی سردی ہونے کے باوجود بھی میرا جسم پسینے سے شرابور ہو گیا تھا وہ مردے بھاگتے ہوئے میری طرف آنے لگے خوف کی وجہ سے میں نے آنکھیں بند کر لیں پھر مجھے چیخوں کی آواز سنائی دی جب آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ سارے مردے آگ کی لپیٹ میں تھے اور چیخ و پکار کر رہے تھے تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر ہر طرف سکوت طاری ہو گیا۔ وشنا دیو جا چکا تھا اور میں اپنی سانسیں ٹھیک کرنے لگا جو کہ وشنا دیو کو دیکھ کر بے ترتیب ہو گئی تھیں۔

میں اپنے چلے کا بہت حصہ مکمل کر چکا تھا میرے پاؤں کا یہ حال تھا جیسے وہ میرے جسم کا حصہ ہی نہ ہوں اب مزید کھڑا ہونا محال لگ رہا تھا لیکن اپنی زندگی اور گاؤں کی فلاح کے لیے مجھے چلہ مکمل کرنا تھا اب چلہ مکمل ہونے کو چند منٹ باقی تھے کہ مجھے دور سے وکرم جادوگر آتا ہوا دکھائی دیا اس کے چہرے سے غصہ واضح دکھائی دے رہا تھا آتے ہی وہ بولا۔

اے لڑکے یاد رکھنا جس طاقت کو تو حاصل کرنے کے لیے اتنی محنت کر رہا ہے انہیں پا کر بھی تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اس لیے میں تین تک گنتا ہوں اگر باہر آگیا تو تیری جان بخش دوں گا اور اگر تو باہر نہ آیا تو پھر تجھے میرے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا لے میں گننا شروع کرتا ہوں ایک ۔۔۔ دو۔۔۔ تین ۔۔۔ تین کہتے ہی وہ غصے سے میری طرف دیکھ کر بولا اب تیار ہو جا موت کے لیے اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر کچھ پھونکا تو درخت موم کی طرح پگھلنے لگا جس کا میں نے سہارا لیا ہوا تھا باباجی کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔

بیٹا تمہارے چلے کو پورا ہونے میں صرف دو منٹ باقی رہ گئے ہیں کسی طرح یہ دو منٹ پورے کر لو اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

درخت پر میری گرفت کمزور پڑ رہی تھی اور پھر درخت میرے ہاتھوں سے چھوٹ سیا اب مجے چلے کی سختی کا اندازہ ہوا تھا وکرم جادوگر میری پریشانی پر خوب قہقہے لگا رہا تھا پھر اس کے اگلے وار نے تو میرے ہوش وحواس ہی چھین لیے تھے اس نے کچھ پڑھ کر زمین پر پھونک ماری اور زور سے لات زمین پر دے ماری تو انتہائی شدید زلزلہ شروع ہو گیا زمین پوری قوت سے ہل رہی تھی میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر لڑکھڑا رہا تھا اب مجھے اپنی موت یقین نظر آنے لگی زندگی میں پہلی مرتبہ مجھ پر اس طرح موت کا خوف حاوی ہوا تھا مجھ پر پہلوانی میں اور عام زندگی میں کئی کئی پریشانیاں اور مصیبتیں آئیں مگر میں اج تک موت سے اتنا خوفزدہ نہیں ہوا تھا جتنا کہ آج تھا ان حالات میں نہ دماغ کام کر رہا تھا نہ ہی پاؤں آخر کہیں دور سے صبح کی آذان کی آواز سنائی دی آذان کی آواز سنتے ہی میرے اندر زندگی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ اذان کے ساتھ ہی میرا چلہ مکمل ہو چکا تھا سارے کھیل جو مجھے ڈرانے کے لیے کھیلے گئے تھے اب ختم ہو گئے تھے پاؤں سن ہونے کی وجہ سے میں دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ اسی دوران مجھے باباجی اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے جنہوں نے مجھے ورد دیا تھا وہ آتے ہی بولے۔

بیٹا مبارک ہو تم نے چل مکمل کر لیا ہے اب تمہیں طاقتیں بھی مل جائیں گی اور ایک غلام بھی تمہارے قبضے میں آجائے گی اور جو تمہاری غلام بنے گی وہ ایک جن زادی ہو گی میں درد سے کراہ رہا تھا اور اپنے پاؤں دبا رہا تھا باباجی مسکرائے اور کچھ پڑھ کر میری طرف پھونک ماری تو میں ہشاش بشاش ہو گیا اور پاؤں کا درد بھی ختم ہو گیا۔

اچھا بابا مجھے کون سی طاقت ملی ہے اور غلام کون ہے۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

بیٹا پہلے تمہیں تمہاری طاقت دکھاتا ہوں وہ سامنے درخت کو دیکھ کر بولو جل جا میں نے اپنے

سامنے والے درخت کو دیکھ کر کہا جل جا اتنا کہنا تھا کہ میری آنکھوں سے شعاعیں نکلیں اور درخت دھڑ ادھڑ جلنے لگا یہ منظر دیکھ کر میں بہت ہی خوش ہوا۔

اب بیٹا اب تمہاری غلام کو تمہارے سامنے حاضر کرتا ہوں یہ دیکھو میں نے باباجی کی طرف دیکھا تو ان کے ساتھ مجھے ایک دوشیزہ دکھائی دی بیٹا اس کا نام نیلم ہے اور یہ مسلمان ہے یہ ہر قدم پر تمہاری رہنمائی کرے گی تھی ہے بیٹا اللہ حافظ میں نے باباجی سے مصافحہ کیا اور پھر وہ جاتے جاتے میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے میں بھی گاؤں کی طرف چل دیا تھا تھوڑی دیر بعد میں گاؤں پہنچ گیا جب گاؤں والوں نے مجھے دیکھا تو سارے لوگ میرے قریب آ گئے انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں نے چلہ کامیابی سے مکمل کرلیا ہے سب گاؤں والے میرے پاس آئے اور مجھے کہا۔

بتاؤ تمہیں کون سی طاقت ملی ہے میں نے سب کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی آنکھوں سے درخت کو آگ لگائی یہ منظر دیکھ کر سب حیران رہ گئے اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ میں وکرم جادوگر کو مات دے سکوں گا۔ حالانکہ یہ میں جانتا تھا کہ آگے مجھے کن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا خیر گاؤں والوں سے اجازت لے کر میں اپنے گھر آ گیا گھر پہنچا تو دیکھا اسامہ سکول جانے کی تیاری کر رہا تھا ہم سب نے اکٹھے ناشتہ کیا اسامہ نے مجھ سے پوچھا بھیا آج لگتا ہے صبح ہونے کے بعد بھی پہرہ دیتے رہے ہیں آپ۔

نہیں بیٹا اصل میں گاؤں کے ساتھ گپ شپ کرتا رہا تو لیٹ ہو گیا۔ اتنے میں محسن بولا۔ جھمو لگتا ہے تم کامیاب رہے ہو۔

ہاں کامیاب رہا ہوں اسامہ بولا۔ بھیا کس میں کامیاب ہوئے ہیں آپ۔ کچھ نہیں بیٹا وہ میں محسن کو کہہ رہا تھا کہ آج پہرہ دینے۔ میں اچھی طرح کامیاب رہا ہوں اور آج رات کوئی بھی بچہ غائب نہیں ہوا ہے گڈ بھیا۔

اچھا بھائی میں سکول جا رہا ہوں اللہ حافظ بھیا

۔اللہ حافظ بیٹا۔

وہ معصوم اپنی زندگی کے مزے میں گم تھا اسے معلوم نہیں تھا کہ وقت اس سے کیسا امتحان لے گا یہ باتیں سوچ کر میری آنکھیں بھر آئیں محسن نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا۔ جھمو یار اللہ سب بہتر کرے گا میں شام تک سوتا رہا۔ شام کو جاگا محسن کو اسامہ کے بارے میں ضروری ہدایات دیں اسامہ کو بھی میں نے گھر سے باہر نکلنے کے لیے سختی سے منع کیا پھر میں نے اسامہ کے ماتھے پر بوسہ دیا اور ان دونوں سے ملنے کے بعد میں وکرم جادوگر کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکل آیا۔ گاؤں والوں سے میل ملاپ کے بعد میں اپنے سفر پر گامزن ہو گیا گاؤں والوں نے مجھے بہت دعائیں دیں اور میری کامیابی کے لیے بھی خدا سے دعا کی میں نے راستے میں نیلم کو آواز دی وہ جلد ہی حاضر ہو گئی جیسے میرے حکم کی ہی وہ منتظر ہو میں نے اس سے پوچھا۔

نیلم مجھے کس سمت جانا ہے۔ اس نے مجھے وکرم جادوگر کے غار تک پہنچنے کے لیے تمام راستے بتا دیے وقت گزرتا گیا۔ مغرب اور پھر عشاء بھی راستے میں ہو گئی میں نے مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھیں اور خدا سے اس امتحان میں کامیابی کی دعا کی رات کافی بیت گئی تھی میں ان ویرانوں اور بیابانوں سے گزرتا رہا کہ اچانک نیلم کی آواز سنائی دی۔

آقا آگے خطرہ دکھائی دے رہا ہے۔ ذرا سنبھل کر جائیے گا۔ میں چند قدم ہی آگے چلا تھا کہ زمین کانپنے لگی کافی دیر زمین کانپتی رہی پھر اس میں دراڑیں پڑ گئیں تھوڑی دیر بعد ایک انتہائی ہیبت ناک مخلوق میرے سامنے کھڑی تھی جس کا قد انتہائی لمبا تھا اور جسم انتہائی مضبوط تھا اس کی آنکھوں کی جگہ دو گڑھے تھے کان بھی کافی بڑے تھے اور ناک نہیں تھی

ناخن دیکھ کر میرا جسم تھر تھر کانپنے لگا کیونکہ وہ تلوار کی طرح تیز دکھائی دے رہے تھے۔

اے لڑکے اس سے آگے میرا علاقہ ہے اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو نیست و نابود کر دوں گا میں نے بنا کچھ وقت ضائع کیے آنکھیں اس کے جذم پر مرکوز کیں اور کہا جل جا۔ وہ فوراً آگ کی لپیٹ میں آ گئی سارے ویرانے میں اس کی چیخیں گونج رہی تھیں تھوڑی دیر میں وہ مخلوق راکھ بن چکی تھی اور ہوا نے اس راکھ کو بھی اڑا دیا تھا وکرم جادوگر آگ کے سامنے بیٹھا کوئی منتر الاپ رہا تھا کہ آگ بجھ گئی آگ بجھتے ہی وہ غصے سے دھاڑا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ کمینہ میرے غلام رگو دیو کو نہیں مار سکتا وہ اتنا طاقتور نہیں ہو سکتا۔ نہیں یہ ممکن نہیں ہے۔۔ دیکھا شیطان دیوتا اس نے میرے غلام رگو دیو کو مار دیا ہے۔۔ اے دیوتا۔ اگر میں تجھے آج ہی دونوں بچوں کی بلی دے دوں تو تو مجھے امر کر دے گا۔

نہیں وکرم آج تو صرف ایک بچے کی بلی دے گا کیونکہ تو نناوے بچوں کی بلی دے چکا ہے آج ایک دے گا تو سو پورے ہو جائیں گے پھر آخری بچہ جو کہ پورن ماشی کی رات پیدا ہوا ہے اور اسکی کمر پر ستارے کا نشان ہے تو اسکی بلی ان بچوں سے الگ دے گا اور وہ تو کل دے گا۔ ویسے بھی تمہاری جان تو اس پہاڑی کے پچھلے جنگل میں پنجرے میں بند ایک طوطے میں ہے یہ بات اس جھمو کو نہیں پتہ شیطان اپنے چیلے کو تمام بات سمجھا کر بالکل ساکت ہو چکا تھا وکرم جادوگر کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور اس نے خوشی سے نعرہ لگایا شیطان دیوتا کی جے ہو۔ ساری گفتگو نیلم جن زادی نے غائبانہ طور پر سن لی تھی۔

آقا میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتی ہوں نیلم نے مجھ سے اجازت طلب کی۔

ہاں نیلم کیا بات ہے بولو۔ پھر نیلم نے مجھے وکرم اور شیطان کی ساری باتیں بتا دیں۔

گڈ نیلم تمہارا ساتھ رہنا میرے لیے بڑے فائدے کی بات ہے یہی باتیں کرتے ہوئے میں اپنے سفر میں گامزن تھا اور نیلم اب پھر سے غائب ہو چکی تھی۔

وشنا میرے غلام اب جھمو کے انت کا سمے آ گیا ہے مجھے آج کی رات دو بجے چاہیں ایک جھمو کا چھوٹا بھائی اور دوسرا گاؤں سے کوئی بھی اٹھا لاؤ جو حکم مہاراج کا میں ابھی لے کر حاضر ہوتا ہوں وشنا دیوا نے تابعداری سے کہا اور غائب ہو گیا وہ ہواؤں میں اڑتا ہوا جا رہا تھا اس کا رخ گاؤں کی طرف تھا تھوڑی دیر میں وہ جھمو کے گھر میں اتر چکا تھا وہ اسامہ کی چارپائی کے پاس پہنچ گیا اور اسے اٹھانے ہی والا تھا کہ اسامہ کی اچانک آنکھ کھل گئی اس نے جونہی اپنے سامنے اس بلا کو دیکھا تو خوف سے چیخ ماری چیخ کی آواز سن کر محسن ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اپنے سامنے اتنی بڑی بلا کو دیکھ کر اس کو اپنے ہوش و حواس سجاتے ہوئے محسوس ہوئے وشنا دیوا اسامہ کو اٹھانے ہی والا تھا کہ محسن بیچ میں آ گیا اور کہا۔

اے شیطان تجھے اس کو لے جانے کے لیے میری لاش پر سے گزرنا پڑے گا میرے جیتے جی تو اسے چھو بھی نہیں سکتا محسن نے وشنا کو چیلنج کر دیا تھا چل اگر تیری یہی مرضی ہے تو یہ لے اس نے محسن کی گردن پکڑی اور گلے کی ہڈی توڑ دی محسن زندگی کی بازی ہار گیا تھا وشنا دیو نے اسامہ کو اٹھایا جو مسلسل چیخے جا رہا تھا وشنا دیو نے اسامہ کو اٹھاتے ہی دیوار سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اور جھمو کے پڑوس والے گھر سے ایک بچہ اٹھا لیا تھا اس بچے نے جونہی وشنا دیو کو دیکھا تو بے ہوش ہو گیا وشنا دیو دونوں بچوں کو اٹھائے دیوار میں سے گزرتا ہوا باہر آ گیا تو اسامہ کی چیخیں سن کر گاؤں کے کئی لوگ جمع ہو چکے تھے آج انہوں نے وشنا دیو کی ہیبت اور ہولناکی کو دیکھ لیا تھا وشنا دیو نے

جب دیکھا کہ گاؤں والے بچوں کو چھڑانے کے لیے آئے ہیں تو اس نے منہ کھولا جس سے آگ کے گولے برسے کچھ لوگ تو بھاگ گئے کچھ آگ کی لپیٹ میں آ گئے وشنا دیو بچوں کو لے کر وکرم کے پس پہنچ گیا۔

شاباش وشنا اب چھمو میرے خلاف کوئی قدم اٹھا کے تو دکھائے اسے منہ کی کھانی پڑے گی وشنا اس چھمو کے بھائی کو تم اپنے قید خانے میں لے جاؤ اور دوسرا بچہ میرے پاس چھوڑ جاؤ وشنا نے حکم کی تعمیل کی اور ایک بچے کو وکرم جادوگر کے پاس چھوڑ گیا اور اسامہ کو ساتھ لے کر چل دیا اس نے اسامہ کو انتہائی تاریک کمرے میں بند کر دیا جہاں نہ ہوا نہ ہی کوئی روشنی کا انتظام تھا وہ اس تاریک کمرے میں بھی چیخ چلا رہا تھا کہ شاید کوئی اس کی مدد کو آ جائے وہ بار بار اپنے بھائی کو پکار رہا تھا مگر لاحاصل۔

آقا اگر اجازت ہو تو آپ کو ایک خبر دوں مگر ہمت سے سنیئے گا نیلم جن زادی نے مجھ سے اجازت طلب کی۔۔

بولو نیلم۔ کیا بات ہے تم پریشان لگ رہی ہو۔

آقا بات بھی پریشانی کی ہے وکرم نے گاؤں سے دو لڑکے اٹھوا لیے ہیں ایک آپ کا چھوٹا بھائی اسامہ اور دوسرا بچہ آپ کے پڑوس میں ہے گاؤں والوں نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر وشنا دیو نے ان پر آگ برسا دی جس سے کئی لوگ جل کر کوئلہ بن گئے۔ نیلم کی بات سن کر میرا کلیجہ کٹ گیا۔

نہیں نیلم۔ میں اس ناپاک کو امر نہیں ہونے دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ نیلم اگر وہ امر ہو گیا تو وہ ساری دنیا میں تباہی مچا دے گا لیکن میرے جیتے جی وہ ایسا نہیں کر سکے گا۔

آقا وہ آج اس بچے کی بلی دے گا اس طرح سو بچے پورے ہو جائیں گے اور اسے امر ہونے کے لیے اس شرط پر عمل کرنا ہو گا کہ آخری بچے کی بھی وہ اکیلے میں بلی دے گا یعنی جب آخری بچے کی بلی دے گا تو اس رات اور کسی بچے کی بلی نہیں دے گا۔ وہ آپ کے بھائی کی بلی کل دے گا آج کی رات آپ کا بھائی محفوظ ہے مگر وہ انتہائی پریشانی میں ہے وہ ایسے کمرے میں بند ہے جہاں سانس لینے میں دقت ہوتی ہے کیونکہ وہاں ہوا کا عمل دخل نہیں ہے لیکن آقا آپ ہمت سے کام لیں انشاء اللہ کامیابی آپ کی ہو گی نیلم مجھے حوصلہ دے رہی تھی۔

اچھا نیلم تم شیطان کی طاقتوں سے مقابلہ نہیں کر سکتی کیا میں نے نیلم سے پوچھا۔

نہیں آقا میری طاقت ان کے مقابلے میں انتہائی کم ہے مقابلہ تو دور کی بات ہے اگر میں ان کے سامنے بھی آ گئی تو وہ میری طاقتوں کو ضبط کر کے مجھے اپنا غلام بنا سکتے ہیں نیلم نے اپنی مجبوری بتاتے ہوئے کہا۔

چلو ٹھیک ہے میں کچھ سوچتا ہوں۔

آقا ہوشیار ہو جائیے آگے خطرہ ہے۔ نیلم نے یکدم کہا اور میں نیلم کی بات سن کر چوکنا ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد تیز ہوائیں چلنا شروع ہو گئیں اب اس قدر تیز ہوائیں چل رہی تھیں کہ خدشہ ہونے لگا کہ یہ ہوا مجھے کہیں دور نہ پھینک دیں میں نے اپنے قدم مضبوطی سے جما لیے۔ تھوڑی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر ہوائیں رکنے لگیں اور آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو گئیں اب سامنے نظر پڑی تو انتہائی مکروہ چہرے کی حامل ایک چڑیل میرے سامنے کھڑی تھی اس کے ماتھے پر صرف ایک آنکھ تھی بالوں کی جگہ سانپ لٹک رہے تھے دانت کافی بڑے بڑے اور تیز تھے۔ دانتوں سے خون ٹپک رہا تھا جیسے ابھی کسی کا خون پی کر آئی ہو اس نے آتے ہی مجھ پر آگ برسا دی میں ایک طرف ہو گیا آگ کا گولا میرے پیچھے گر گیا آگ کا گرنا تھا کہ زمین ایک دم کالی ہو گئی کافی دیر تک وہ مجھ پر آگ

برساتی رہی اور میں بچتا رہا لیکن آخر کار میں ایک گولے کی زد میں آ گیا تھا جس سے میرا بایاں ہاتھ جل گیا تھا۔ میں نے ہمت کی اور اس کی طرف نگاہ مرکوز کر دیں اور کہا جل جا۔ اسے آگ لگ گئی وہ میرے وار کے لیے تیار نہ تھی اس لیے جلد ہی شکست کھا گئی مجھے ہاتھ میں جلن محسوس ہونے لگی لیکن میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اتنے میں نیلم نے مجھے ایک پتا دیا اور کہا۔

آقا اسے ہاتھ پر مل دو۔ میں نے اس سے پتا لے کر ہاتھ پر مل دیا میرے ایسا کرنے سے تمام درد اور جلن ختم ہو گئی۔ اب صرف جلنے کا نشان باقی رہ گیا تھا تھینک یو نیلم۔ میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

نہیں آقا ہر قدم پر آپ کا ساتھ دینا میرا فرض ہے چلیے اب فاصلہ کم ہی رہ گیا ہے جلدی کیجیے۔ کہیں وہ وکرم بچے کی بلی نہ دے دے او کے نیلم میں پھر غار کی طرف رواں دواں ہو گیا۔

وکرم جادوگر اس بچے کو شیطان کے سامنے لٹا چکا تھا اور اپنا مخصوص منتر پڑھنے لگا جو وہ ہر روز بچے کی بلی دیتے ہوئے پڑھتا تھا چند لمحوں بعد منتر ختم ہو چکا تھا وکرم نے خنجر اٹھایا اور بچے کے پاس جا پہنچا جو ابھی تک بے ہوش تھا وکرم نے جاتے ہی خنجر ہوا میں بلند کیا اور بچے کی گردن تن سے جدا کر دی خون کا تیز فوارہ اٹھا جس نے سامنے رکھے شیطان کے بت کو سرخ کر دیا تھا اب اس بت میں عجیب سی روشنی چمک رہی تھی۔ وکرم جادوگر بت کے سامنے کھڑا ہو گا اور کہا۔

اے شیطان دیوتا میری اس بلی کو قبول کیجیے اور مجھے جلد از جلد شکتی شالی بنا دیجیے اور امر کر دیجیے پھر دنیا میں کوئی حق کا پیروکار نہ ہو گا سب تیرے سامنے جھکیں گے بس تو مجھے امر کر دے اسی دوران اس بت کی آنکھیں روشن ہوئیں او اس کے لب ہلے۔ اے میرے پیروکار ہم نے تیری یہ قربانی قبول کی ہے تو ہمیں سو بچوں کی بلی دے چکا ہے اب صرف دینا اور اس کے خون سے مجھے غسل دینا پھر ہم تمہیں امر کر دیں گے اور تمہیں کئی طاقتیں اور شکتیاں دان کر دیں گے اور تیرے دشمن نے تیری ایک اور طاقت سورش دیوی کو بھی ختم کر دیا ہے اے میرے دیوتا میرا دشمن اب میرے سامنے حرکت بھی نہیں کر سکے گا کیونکہ اب چال میرے ہاتھ میں ہے وکرم نے شیطان دیوتا کو یقین دلایا۔

ٹھیک ہے میرے چیلے۔ ہوشیار رہنا۔ شیطان نے وکرم کو چوکنا رہنے کا حکم دیا

ٹھیک ہے دیوتا شیطان دیوتا کی جے ہو۔ وکرم نے شیطان کا نعرہ لگایا۔ اب وہ بت خاموش ہو چکا تھا اور اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

نیلم نے مجھے خبر دی تھی کہ وکرم نے اس بچے کی بلی دے دی ہے مجھے بہت دکھ ہوا لیکن میں کچھ نہ کر سکا اب نیلم نے غار کی نشاندہی کی اور کہا یہ وہ غار ہے جس میں وکرم ناپاک عمل میں مصروف ہے میرے چند قدم کے فاصلے پر تھا وہ غار میں نے غار کے اندر قدم رکھ دیا اور نیلم غائب ہو چکی تھی میں جونہی غار کے اندر داخل ہوا تو ایک عجیب سی بدبو ہر سو پھیلی ہوئی ہے جس سے میرا دم گھٹ رہا تھا لیکن مجھے اپنے مشن کی کامیابی کے لیے اسے برداشت کرنا تھا غار میں اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ تک سجھائی نہیں دے رہا تھا میں غار کی دیوار سے ہاتھ لگائے آگے بڑھ رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ راستے میں کسی چیز کا ڈھیر لگا ہوا ہے جب میں نے ہاتھ سے ٹٹولا تو کوئی گول چیز میرے ہاتھ میں آ گئی اس پر ہاتھ پھیرنے لگا پتہ چلا کہ وہ کوئی انسانی کھوپڑی ہے یہ حقیقت مجھ پر آشکار ہوتے ہی مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا مجھ پر اس

درندے کی درندگی عیاں ہو چکی تھی۔اب میرا وجود غصے کی شدت کی وجہ سے کانپنے لگا کھوپڑی کے ڈھیر کے ایک طرف سے آگے نکل گیا تھوڑا سا آگے گیا تو مجھے اپنے دائیں طرف کچھ روشنی نظر آئی میں اس روشنی کی طرف دیکھنے لگا جب میں اس روشنی کے قریب پہنچا تو ایک نہایت ہی خوبصورت اور کشادہ کمرہ دکھائی دیا میں اس کمرہ نما غار میں داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بت کے آگے ایک تخت پر ایک لمبا چوڑا آدمی براجمان تھا اس کے قدموں میں وشنا دیو بیٹھا تھا میں سمجھ گیا کہ تخت پر بیٹھا ہوا آدمی وکرم جادوگر ہے اتنے میں اس کی آواز سنائی دی۔

آجا چھوآجا۔ مجھے تیرا ہی انتظار تھا تو کیا سمجھتا ہے کہ تو اس چھوٹی سی طاقت کے ساتھ میرا مقابلہ کرلے گا ہرگز نہیں میری ساری عمران طاقتوں کو حاصل کرنے میں گزر گئی ہے تو میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔تو خود چل کر موت کے منہ میں آیا ہے وکرم جادوگر مجھے اپنی فوقیت ظاہر کررہا تھا میں نے جواب میں کہا۔

اے خبیث تاریخ گواہ ہے ہمیشہ حق نے باطل کو شکست دی ہے تو بھلے بڑی بڑی طاقتوں کا مالک ہے مگر میری نورانی طاقت کے سامنے تیری طاقتیں کچھ بھی نہیں ہیں۔

ہاہاہاہا۔۔ہاہاہاہا۔۔وکرم جادوگر نے زور دار قہقہہ لگایا اور کہا چل دیکھ لیتے ہیں اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری جس سے میرے ہاتھ پیٹھ پر بندھ گئے اور میری آنکھوں پر پٹی بندھ گئی اب میں وکرم کو وشنا اور اردگرد کا ماحول نہیں دیکھ سکتا تھا وکرم جادوگر چلایا اے نادان لڑکے اب تمہاری آنکھوں والی طاقت تو ناکارہ ہوگئی ہے اب کر کے دکھاؤ مجھ سے مقابلہ اور یہ لے میرا دوسرا وار وہ اونچی آواز میں کچھ بڑبڑانے لگا تھوڑی دیر بعد مجھے ایسا لگا کہ میرے پاؤں میں پانی کھڑا ہے کچھ وقت گزرنے کے بعد پتہ چلا کہ یہ انتہائی گرم ہے اور اس سے میرے پاؤں جلنے لگے اب رفتہ رفتہ وہ پانی اوپر آنے لگا اور میرے ٹخنوں سے اوپر ہوتا ہوا میری پنڈلی تک پہنچ چکا تھا پانی اتنا گرم تھا کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ میرا گوشت گر جائے گا اور گل سڑ جائے گا میں پریشانی کی کیفیت میں ادھر ادھر بھاگنے لگا لیکن وہ پانی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا میں درد کی شدت سے بلبلانے لگا اتنے میں وکرم جادوگر اور وشنا دیو کے قہقہے گونجنے لگے اب پانی میرے گھٹنوں تک پہنچ چکا تھا میں اتنی پریشانی میں مبتلا تھا کہ ذہن نے بالکل بھی کام کرنا چھوڑ دیا تھا لیکن بنا کچھ سوچے سمجھے میرے منہ سے چلے والا ورد جاری ہوگیا ورد پڑھتے ہی میرے ہاتھ آزاد ہوگئے۔اور گرم پانی بھی ختم ہوگیا میں نے فوراً آنکھوں سے پٹی ہٹا دی اب میں اردگرد کا ماحول دیکھ سکتا تھا میری نظر جب پاؤں پر پڑی تو وہ خون سے سرخ تھے میں فوراً سمجھ گیا تھا کہ میرے پاؤں گرم پانی میں نہیں بلکہ گرم خون میں ڈوبے ہوئے تھے میری ٹانگیں بری طرح جل چکی تھیں اور ان میں بالکل ہلنے کی سکت نہ رہی تھی ایسے میں نیلم نے مجھے غائبانہ طور پر کہا۔

آقا میں نے آپ کی جیب میں وہی پتھر رکھ دیا ہے جو جلن کو ختم کرتا ہے اگر میں آپ کے ہاتھ میں دیتی تو وکرم جادوگر مجھے دیکھ لیتا اور شاید میری زندگی کو ختم کردیتا اسی لیے میں نے آپ کی جیب میں رکھ دیا ہے آپ اسے اپنی ٹانگوں پر مل دیں جلن ختم ہوجائے گی۔

نیلم کی بات سن کر میں نے ایسا ہی کیا تو ساری جلن پلک جھپکتے ہی ختم ہوگئی لیکن جلنے کا نشان باقی تھا میں نے جب وکرم جادوگر اور وشنا دیو کی طرف دیکھا تو وہ حیران بت بنے میری طرف دیکھ رہے تھے وہ اس بات پر حیران تھے کہ ابلتے ہوئے خون کا وار ہاتھوں کی رسیاں اور آنکھوں کی پٹی اگر اتنی آسانی سے

کھل گئی ہے تو ضرور یہ کوئی طاقت رکھتا ہے ابھی وہ سوچوں میں ہی گم تھے کہ میں نے اپنی نظریں وشنا دیو پر جما دیں۔اور کہا جل جا۔تو اس کے گھنے بالوں کو فوراً آگ لگ گئی وہ خود کو بچانے کے لیے لاکھ جتن کرنے لگا جس سے خود کی آگ بجھا سکے لیکن وہ ایسا نہ کرسکا اور جلتے جلتے کوئلہ بن گیا وشنا دیو کی موت کو دیکھ کر وکرم جادوگر غصے سے چلایا۔

اے کمینے یہ تو نے کیا کر دیا میری سب سے بڑی طاقت کو مار دیا اب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا یہ کہتے ہی وہ میری طرف بڑھنے لگا اس نے میرے پاس پہنچ کر میرے بالوں کو زور سے کھینچا اور میرے پیٹ پر لات دے ماری میں درد کی شدت سے چیخ اٹھا میں اس بات پر حیران تھا کہ وکرم جادوگر حلیے کے لحاظ سے بوڑھا دکھائی دے رہا تھا مگر اس میں طاقت اور پھرتی جوانوں کی طرح تھی اس نے مجھے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا اور دور پھینک دیا اب میں زمین پر لیٹا کراہ رہا تھا بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا میرے بالکل پیچھے اس شیطان دیوتا کا بت تھا جس کا وکرم پیروکار تھا وکرم نے ہاتھ ہوا میں بلند کیے تو اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر آگیا وکرم نے بلا تاخیر وہ پتھر میری طرف اچھال دیا میں نے فوراً سے پہلے دوسری طرف جست لگائی اور وہ پتھر بت پر جا لگا جس سے بت ریزہ ریزہ ہوگیا وکرم جادوگر نے جب یہ دیکھا تو سر پر ہاتھ رکھ دیئے اور کہا۔

اے خبیث لڑکے تو نے تو مرنا ہی تھا ساتھ میں میرا بھی ستیاناس کردیا۔

ابھی وہ مجھ پر غصہ ہی اتار رہا تھا کہ غار زور زور سے ہلنے لگا میں نے بنا کچھ سوچے سمجھے باہر کی جانب دوڑ لگا دی گرتے سنبھلتے میں غار کے دہانے پر پہنچ گیا اور باہر چھلانگ لگا دی اس کے ساتھ ہی غار ایک زور دار دھماکے سے اڑ گیا اگر میں چند سیکنڈ اور باہر نہ آتا تو میری ہڈیاں بھی نہ ملتیں باہر آتے ہی مجھے اپنے بھائی اسامہ کی فکر ہونے لگی میں نے فوراً نیلم کو حاضر کیا اور اس سے کہا۔

نیلم پتہ کرو اسامہ کیسا ہے۔

جی اچھا۔وہ اتنا کہہ کر غائب ہوگئی اور کچھ دیر بعد وہ واپس آئی۔اور کہا۔آپ کا بھائی بالکل محفوظ ہے اور اس کو محفوظ اور حفاظت سے رکھنا وکرم جادوگر کی مجبوری تھی کیونکہ اسامہ کی بلی کے بغیر وہ امر نہیں ہوسکتا تھا۔

تھینک گاڈ میرا بھائی زندہ ہے۔میرے منہ سے بے اختیار شکریہ کے الفاظ نکلے۔

آقا اب اس پہاڑی کی طرف گامزن ہوجائیے جو اس غار کے پچھلی طرف تھی وہاں وہی طوطا ملے گا جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے جلدی کیجئے گا آقا۔کہیں دیر نہ ہوجائے۔نیلم نے مجھے حالات کی نوعیت سے آگاہ کیا۔میں نے اپنا رخ پہاڑی کی طرف کرلیا رات کا بھی آدھے سے زیادہ حصہ بیت چکا تھا میں نے چلتے ہوئے نیلم سے کہا۔

نیلم بہت اندھیرا ہے کچھ نظر نہیں آرہا ہے۔

آقا وہی چلے والا ورد پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک کر ہاتھ آنکھوں پر لگا دیجئے آپ کو ہر چیز یوں واضح دکھائی دے گی۔جیسے رات نہ ہو بلکہ دن ہو میں نے ویسا ہی کیا جیسا نیلم نے کہا تھا پھر ویسا ہی ہوا مجھے ہر چیز واضح دکھائی دینے لگی میں نے اب اپنی رفتار تیز کردی تھی میں جلد از جلد وہ طوطا حاصل کرنا چاہتا تھا جس میں وکرم کی جان تھی تھوڑی دیر تک میں اس پہاڑی پر قدم رکھ چکا تھا اس پہاڑی پر درختوں اور جھاڑیوں کی بہتات تھی میں خود کو بچاتا ہوا وہ پنجرہ ڈھونڈنے لگا جس میں وہ طوطا بند تھا میں درختوں پر بڑے غور سے تلاش کررہا تھا آخرکار کافی دیر بعد مجھے ایک درخت پر ایک پنجرہ لٹکا ہوا دکھائی دیا میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں بھاگ کر اس طوطے کے پاس پہنچا تو اچانک میری نظر ساتھ والے درخت پر پڑی تو اس

درخت پر بھی پنجرہ لٹک رہا تھا اور اس میں بھی طوطا بند تھا اور یہ صورت حال دیکھتے ہی میرا دماغ چکرانے لگا میں انتہائی سنگین پریشانی میں مبتلا ہو چکا تھا میں اب خود کو یوں محسوس کرنے لگا جیسے کہ میں بند گلی میں بھاگ رہا ہوں اتنے میں وکرم جادوگر بھی آ گیا وہ زور زور سے قہقہے لگانے لگا کہ میری بے بسی پر ہنس رہا تھا میں وکرم جادوگر کی مت کے لیے الگ پریشان تھا دوسرا اسامہ کا بھی کچھ پتہ نہیں تھا میں نے نیلم کو آواز دی نیلم۔اسامہ کا کچھ پتہ چلا کہاں ہے۔

، نہیں آقا لاکھ کوشش کے باوجود بھی میں اسامہ کا پتہ نہیں لگا پائی کہ وہ کہاں ہے۔نیلم نے نفی میں سر ہلا دیا۔ایسے میں وکرم جادوگر للکارا۔

اے چھمو تو نے میرے ساتھ مقابلہ کرنے کی غلطی کی ہے تمو دیکھ پل پل تجھے موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ارے کبھی چیونٹی اور ہاتھی کا مقابلہ سنا ہے تم نے۔ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔وہ قہقہے لگانے لگا۔

ارے ناپاک ذات۔یاد رکھ جب چیونٹی اپنے آپے سے باہر ہو جائے تو بڑے سے بڑے ہاتھی کو دوڑیں لگا دیتی ہے میں نے بڑے حوصلے سے وکرم جادوگر کو جواب دیا۔اب مجھے اس بات کی پریشانی تھی کہ کون سا طوطا ہے وہ جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے اتنے میں وکرم نے پنجروں کی طرف اشارہ کیا تو سارے طوطے پنجروں سے باہر آ کر درختوں کی شاخون پر بیٹھ گئے سب طوطے بالکل ایک طرح کے دکھائی دے رہے تھے ایسے میں وکرم جادوگر کی جان والے طوطے کی پہنچان انتہائی مشکل تھی وکرم جادوگر نے طوطوں کو حکم دیا۔

، اے میرے غلاموں اس کمینے کی بوٹی بوٹی نوچ ڈالو یہ سنتا تھا کہ سرے طوطے مجھ پر جھپٹ پڑے سوائے ایک طوطے کے وہ طوطے اپنے پنجوں اور چونچوں سے مجھ پر انتہائی کاری وار کر رہے تھے مجھے کچھ یقین ہو چلا تھا کہ جو طوطا مجھ پر حملہ کرنے کے بجائے وہاں درخت پر الگ بیٹھا ہے وہ وہی طوطا ہے جس میں وکرم جادوگر کی جان ہے میں اس تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن دوسرے تمام طوطے مجھے آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے تھے میں زخموں سے چور ہو کر چکا تھا اب میری ہمت جواب دے گئی اور میں زمین پر گر گیا تھا طوطے اب بھی میرا جسم نوچنے میں مصروف تھے ایسے میں نیلم ظاہر ہوئی اور اس نے دوڑ کر وہ طوطا اٹھا لیا اور بھاگ کر میرے پاس آئی اور طوطا میرے ہاتھوں میں تھما دیا طوطا جونہی میرے ہاتھوں میں آیا باقی طوطے غائب ہو گئے وکرم جادوگر اس اچانک پیش آنے والے واقعے کا قطعی گمان بھی نہیں کر سکتا تھا وہ غصے سے چلایا۔

اے کمینی جن زادی۔تو نے میرے سامنے آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے اب تمہیں اس کی سزا ملے گی اتنا کہتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر نیلم پر پھونک ماری جس سے نیلم کو آگ لگ گئی جلتے جلتے اس نے میری طرف دیکھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے وہ مسکراتے چہرے سے کہہ رہی تھی کہ آقا میں نے قربانی دے دی ہے آپ بھی گاؤں والوں کے لیے کسی قربانی سے دریغ مت کیجئے گا جاتے ہوئے اس نے میری طرف الوادعی انداز میں ہاتھ ہلائے میری آنکھوں میں اس کی جدائی کے آنسو آ گئے۔

نیلم گاؤں والے تمہارا یہ احسان کبھی نہیں بھولیں گے کبھی بھی نہیں میں نے روہانسے انداز میں کہا نیلم کا وجود بالکل ختم ہو چکا تھا اب وہاں کوئی نام و نشان باقی نہیں رہا تھا۔پھر میں نے اپنا رخ وکرم جادوگر کی طرف کیا اور کہا۔

اے شیطان کی اولاد اب تمہیں بھی مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا شکست تمہارا مقدر بن چکی ہے اتنا کہتے ہی میں نے طوطے کے پر پکڑ لیے میں انہیں توڑنے ہی والا تھا کہ وکرم جادوگر چلایا رکو یہ دیکھ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو ابھی بچہ ہے میں نے جب اس کی طرف

دیکھا تو اس کے قبضے میں میرا بھائی اسامہ تھا اس نے میرے بھائی کی گردن پر خنجر رکھا ہوا تھا اپنے بھائی کو موت کے اتنے قریب دیکھتے ہوئے میں کانپ گیا تھا دیکھو وکرم میرے بھائی کو چھوڑ دو یہ معصوم ہے میں نے التجائیہ کہا۔وکرم چلایا۔

ٹھیک ہے چھوڑ دوں گا تم یہ طوطا میرے حوالے کر دو اتنے میں اسامہ بولا نہیں بھیا آپ اسے یہ طوطا مت دیا آپ میری فکر نہ کریں مجھے کچھ بھی نہیں ہوگا وکرم جادوگر غصے سے دھاڑا۔اے چھمو یہ نادان ہے لیکن تو تو عقلمند ہے اس کی باتوں میں نہ آ اور طوطا میرے حوالے کر دے میں انتہائی کشمکش کے عالم میں تھا آخر مجبور ہو کر میں وکرم کی طرف بڑھنے لگا نہیں بھیا نہیں پلیز اسے ختم کر دیجئے گا۔میں مسلسل وکرم جادوگر کی طرف بڑھ رہا تھا جب اسامہ کے بار بار کہنے پر بھی میں نہ رکا تو اس نے اپنی گردن پر رکھے ہوئے خنجر کو اپنی گردن پر پھیر دیا خون کا ایک تیز فوارہ اٹھا اور اسامہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہو گیا میں غصے میں زمین پر لاتیں مارنے لگا بھائی کی موت سے میں حواس باختہ ہو گیا تھا۔میں دھاڑیں مارنے لگا ایسے میں وکرم جادوگر بولا دیکھو چھمو یہ طوطا مجھے دے دو اب میں کبھی کسی کا خون نہیں کروں گا اس کے چہرے سے خوف اور پریشانی کی جھلک نمایاں نظر آ رہی تھی میں نے غصے سے طوطے کے پر توڑ دیے تو جادوگر کے بازو کٹ گئے وہ مجھ سے رحم کی بھیک مانگتا رہا میں نے طوطے کی دونوں ٹانگیں توڑ دیں جس سے جادوگر کی ٹانگیں کٹ گئیں اب وہ زمین پر گر چکا تھا اور مجھے لالچ دینے لگا کہ میں تمہیں اتنی دولت دوں گا کہ تمہاری سات نسلیں بھی اگر عیاشی کریں گی تو دولت ختم نہ ہوگی میں نے بغیر پرواہ کیے طوطے کی گردن مڑور دی جادوگر کی گردن کٹ گئی اور اس کے جسم کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔کچھ دیر بعد اس کی راکھ بن گئی اور امر ہونے کا خواب دیکھنے والا وکرم جہنم واصل ہو گیا میں اپنے بھائی کی یاد میں کافی دیر روتا رہا پھر بے ہوش ہو گیا۔جب ہوش آیا تو میں اپنے گاؤں میں تھا میں اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہا میں یہاں کیسے آیا تو صدیق چاچا بولے بیٹا جس رات تم جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے گئے تھے تو اس صبح گاؤں کا کوئی آدمی اس جگہ پہاڑی والے درختوں کی لکڑیاں کاٹنے کے لیے گیا تھا تو ادھر تمہیں بے ہوش پایا اور پھر وہ یہاں لے آیا آج پورے تین دن کے بعد تمہیں ہوش آیا ہے اچھا بیٹا کیا جادوگر مر گیا ہے۔ہاں وہ مر گیا ہے پھر میں نے انہیں تمام روداد سنائی جب نیلم اور اسامہ کا ذکر آیا تو ایک مرتبہ پھر میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے گاؤں والوں نے ہمت دلوائی اور کہا کہ ان کی قربانی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا کچھ دنوں تک میرے زخم ٹھیک ہو گئے اور کچھ عرصے بعد گاؤں کی ایک لڑکی سے میری شادی ہو گئی اور ایک سال بعد خدا نے ہمیں ایک بیٹا دیا جو اسامہ جیسا تھا میں نے اس کا نام اسامہ رکھ دیا۔اب وہ پانچ سال کا ہو چکا تھا۔

ایک صبح میں اپنے لان میں کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا کہ دیکھا کہ اسامہ صحن میں دوڑ رہا ہے میں نے کہا بیٹا آہستہ کہیں گر نہ جاؤ اس نے کہا ااپ میری فکر نہ کریں مجھے کچھ نہیں ہوگا یہ جملہ سنتے ہی مجھے اپنا بھائی اسامہ یاد آ گیا جب وہ وکرم جادوگر نے اس کی گردن پر خنجر رکھا تھا تو اس نے یہی جملہ کہا تھا ماضی کی یاد سے میری آنکھیں بھر آئیں میں جب بھی اپنا جلا ہوا بایاں ہاتھ جلی ہوئی ٹانگیں اور اپنا بیٹا دیکھتا ہوں تو میں ایک بار پھر ماضی میں کھو جاتا ہوں۔

قارئین کرام آپ کو میری یہ کاوش کیسی لگی اپنی قیمتی رائے سے ضرور نوازیے گا۔آپ کی رائے میری اصلاح کا باعث بنے گی اور مجھ میں مزید لکھنے کا حوصلہ پیدا کرے گی۔

انجان مسافر

---تحریر: محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد--

رات آدھے سے زیادہ گزر چکی تھی مجھے اب اور زیادہ محتاط ہونا تھا کہ پتہ نہیں کتنا مشکل وقت باقی ہے ابھی تک وہ لوگ چھپ کر ہی حملہ کر رہے تھے ہو سکتا تھا وہ مجھے ڈرا کر واپس بھیجنا چاہتے ہو یا پھر پیچھے مڑ نہ سکوں میں یہ باتیں سوچتا جا رہا تھا اور ساتھ ہلکی سی آہٹ پر بھی نظر رکھ رہا تھا وہ بدستور آگے بڑھ رہا تھا اس کو روکنا پڑے گا اس کو روکنے کے لیے ہمیں پہلے کچھ سوچنے دو دیندر نے کہا اور سوچ میں ڈوب گیا میرے خیال میں کیوں نہ اس کی طاقت کو چھین لیا جائے تا کہ وہ جو روپ بدن ہے نہ بدل سکے اور اس پر حملہ اور وار کامیاب ہو شیروز نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے اس کو کمزور کرنے کا یہ طریقہ اچھا ہے برمانے کہا میرے خیال میں اس پر ہم مل کر حملہ کرنے میں تینوں وہ ایک ہیں اور ہم تین اس سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کو ڈرا دیں اور اسکا ارادہ بھی کمزور کر سکیں یہاں تمہاری بات کچھ ٹھیک نہیں لگتی۔ وہ کس طرح برمانے جواب دیا یکدم اس کے سامنے آنا صحیح نہیں ہوگا پہلے ہم اس پر اپنی طاقت آزماتے ہیں جو ہم نے اب تک نہیں آزمائیں اس کی طاقت وہ جاننا ہمارے ہمارے لیے ضروری ہے کہ وہ کتنا بڑا جادوگر ہے اگر وہ جادوگر نہیں تو یہ سب اس کو کس نے دیا اور یہ اتنا علم کیسے آیا اس کے پاس پھر ہم اس مصیبت کا سدباب کر سکتے ہیں چلو ٹھیک ہے تمہاری بات مان لیتے ہیں برمان نے شیروز سے کہا اور میرا دل کسی انجانے خوف سے ڈھڑکتا جا رہا تھا پہلے تو ایسا نہ ہوا اب تو صبح کی روشنی بھی ظاہر ہو رہی تھی میں نے ادھر ادھر دیکھ کر ایک درخت تلاش کیا جس پر پھل لگے ہوئے تھے پہلے تو خوب سیر ہو کر کھایا پھر اللہ کا شکر ادا کیا اور دوبارہ چل پڑا اس مشروب کی وجہ سے نہ تو پیاس لگ رہی تھی اور نہ ہی تھکاوٹ ہو رہی تھی تھوڑا سا چلتے ہوئے میں نے تین اطراف سے پتوں کی چرچڑ سنی جیسے کوئی بے نیازی سے چل رہا ہے اور میری طرف آ رہا ہو۔۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

انسان کی زندگی میں بعض اوقات ایسے واقعات جنم لیتے ہیں کہ وہ کیا سے کیا بن جاتا ہے بعض اوقات زمین سے آسمان اور آسمان سے زمین پر آ جاتا ہے کچھ حالات واقعات میرے بھی ایسے تھے پہلے تو دنیا مجھے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی لیکن آج وہی دنیا مجھ سے جھک کر ملتی ہے میری عزت کرتی ہے میں آپ کو زندگی کے حالات بتا رہا ہوں جو میں نے اپنے اوپر برداشت کیے ہیں اور جس طریقے سے کیے یہ میں یا میرا خدا جانتا ہے سنیے میں یعنی اقبال پاشا کی زبانی۔

کیا تم نے کبھی ایسا کوئی کام کیا ہے جس سے ہماری عزت میں اضافہ ہوا ہو ابو کی آواز آئی جس کام پر تم کو لگایا وہ چھوڑ کر آ گئے ہر دفعہ ان لوگوں کی غلطی ہوتی ہے ابو کافی غصے میں تھے اس دفعہ بھی انہوں نے مجھے ایک دکان پر مجھے کام دلوایا تھا میں اپنا کام بہت خوش اسلوبی سے کر رہا تھا جب مالک نے میرے اوپر چوری کا الزام لگایا میں ہر طریقے سے اس کو یقین دلانے کی کوشش کی لیکن وہ نہیں مانا پھر اس نے مجھے گندی گالی دی جو میں بالکل برداشت نہیں کر سکتا تھا بس میں نے اس کو مارا اور سر پھوڑ دیا۔ اور کام چھوڑ دیا شکر کرو تمہاری ماں اس دنیا سے پہلے ہی رخصت ہو گئی ہے ورنہ تمہاری یہ حرکتیں اس کی جان لے سکتی تھیں مجھے کافی دکھ ہوا۔

ابو کی ان باتوں کا وہ پتہ نہیں کیا کیا کہتے رہے

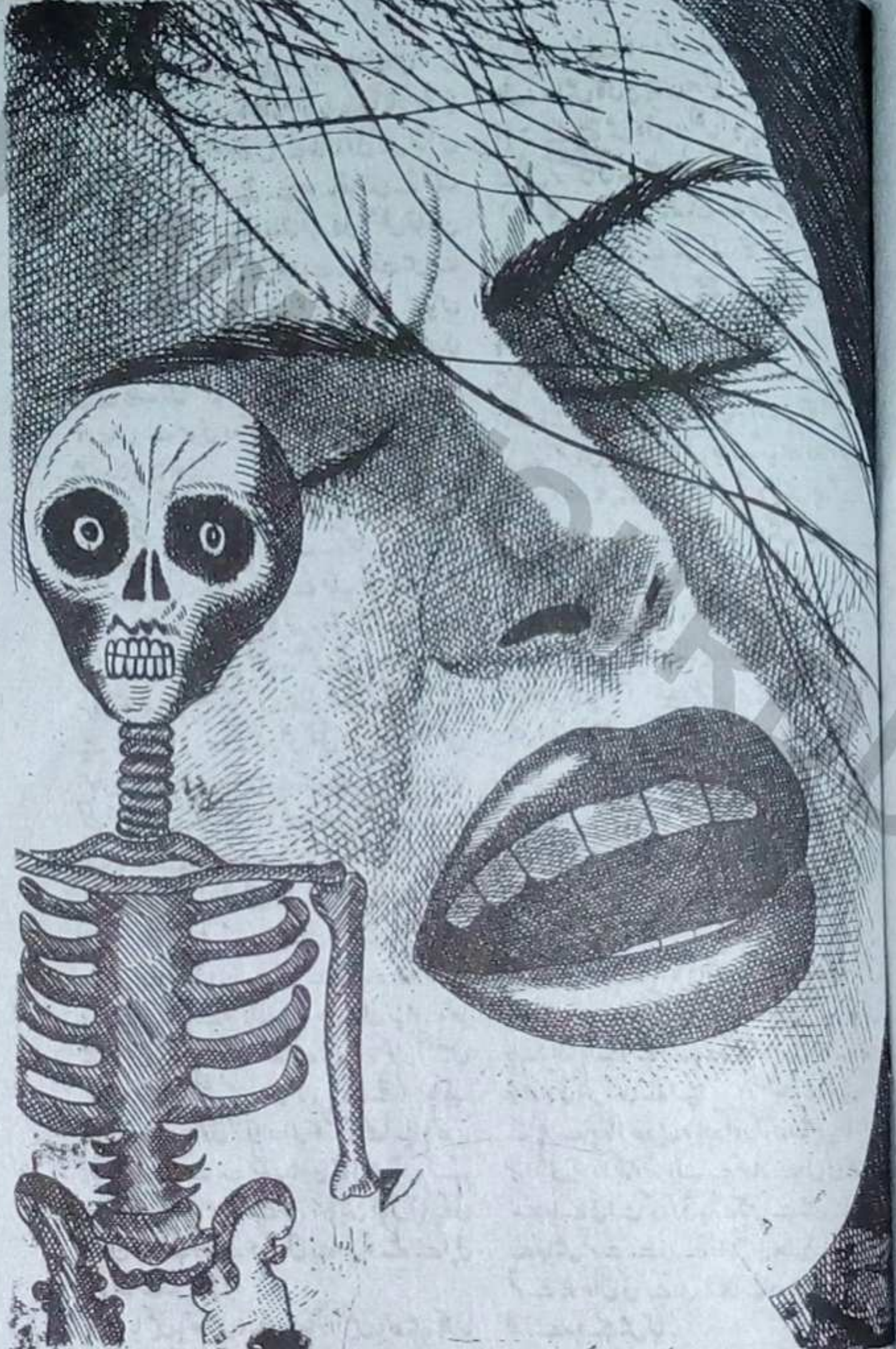

اور میں کیا کیا سوچتا رہا منہ بنایا افسردہ بیٹھا تھا اس طرح شام کا وقت ہو گیا اور دن کا اختتام اور رات کا آغاز ابو فوج سے پنشن آئے تھے ہم دونوں کے علاوہ کوئی نہیں تھا اس وجہ سے گزارا اچھے طریقے سے ہو رہا تھا میں نے ایک خیال پر عمل کرنے کا سوچا اور وہ تھا فرار کافی مشکل تھا لیکن اس کے علاوہ اور چارہ بھی نہیں تھا رات کے وقت میں نے گھر کو خیر آباد کہا اور باہر کی طرف نکل پڑا پیسے میرے پاس تھے اور کپڑوں کے کچھ جوڑے بھی لیے اور بھی کچھ ضروری چیزیں بیگ میں رکھی اور چل پڑا انجان منزل کی طرف اور یہاں سے میری وہ کہانی شروع ہوتی ہے جس کو میں سنانا چاہتا ہوں۔

میں ابھی تھوڑی دیر چلا تھا یہ اکتوبر کے لمحات ہیں اور سردی تھی لیکن اتنی نہیں تھی سڑک کے کنارے گاؤں کی سڑکیں تھی ٹوٹی ہوتی ہیں میں نے ایک جگہ پر تھوڑا سا آرام کیا ٹائم دس سے اوپر کا تھا سردی لگی تو ساتھ سے تھوڑے پتے اور لکڑیاں لیں اور آگ لگ کر بیٹھ گیا جب سردی کا احساس کم ہوا تو آگ بجھا کر پھر آگے چل پڑا چلتے چلتے مجھے احساس ہوا کہ اور بھی کوئی میرے ساتھ اس انجانی منزل پر رواں دواں ہے میں نے رک کر جائزہ لیا لیکن کوئی نہیں تھا پھر چل پڑا مجھے آوازیں آئیں میں نے رک کر آواز دی ہیلو کون ہے سامنے آؤ مجھے کسی چیز سے ڈر نہیں لگتا تھا اور جذباتی بھی کافی ہوں اس کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ بائیس سال کی عمر میں میں نے سات جگہ سے استعفیٰ پایا ہے میں نے جب دیکھا کہ کوئی سامنے نہیں آ رہا ہے تو بیگ سے چاقو نکال لیا اور ہاتھ میں لائٹر بھی پکڑ لیا مشکل وقت سے تاکہ نکل سکوں آنکھیں میری سامنے تھے لیکن کان اس آواز پر لگے تھے پھر اچانک میرے پاس سے کوئی گزرا اور اس کا لمس مجھے اپنے ہاتھ پر ہوا میں نے جھٹ سے بیگ سے ٹارچ نکالی اور آن کر کے دیکھنے لگا میرا دل تیز تیز چلنے لگا ذہن میں خیال آیا یہ کوئی انسان نہیں ہے کوئی اور ہی مخلوق ہے دل کو تھپکی دے کر اپنی اصلی حالت میں لایا۔

بائیں ہاتھ میں ٹارچ اور چاقو دائیں ہاتھ میں پکڑ لیا اور زبان پر آیات کا ورد کرنے لگا کافی دیر تک کوئی ایسا واقعہ نہ ہوا میں کافی پریشان ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے آہستہ آہستہ چلتے چلتے میں کافی دور نکل آیا ایک بار تو سوچا کہ گھر سے نکل کر غلطی کی ہے چلو واپس چلیں لیکن پھر دل کو مضبوط کیا اور چل پڑا اب تو کچھ بن کے ہی گھر آؤں گا ورنہ نہیں جاؤں گا گھر اتنے میں ایک تیز رفتار سایہ میرے قریب سے گزرا جس نے چلتے ہوئے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا اور خنجر گر گیا پھر اس نے مجھے ایسے اٹھایا جیسے کوئی میں معصوم بچہ ہوں اور زور سے ایک درخت کے تنے کے ساتھ مارا میرا سر کا پچھلا حصہ کافی زور سے لگا جس سے پورے جسم میں درد کا احساس جاگ گیا اور دھڑام سے زمین پر گرا اور پھر کچھ دیر میں لاشعور کی دنیا میں چلا گیا۔

میں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں یکدم میرے دماغ میں ٹیسیں اٹھیں میں نے پھر سے آنکھیں بند کر لیں پھر اپنی آنکھوں کو تھوڑا سا ملا اور پھر دوبارہ اوپن کیا میں ایک چار دیواری کے اندر تھا دیوار کا رنگ بالکل سفید تھا بیڈ بھی سفید تھا چادر بھی سفید الغرض ہر چیز سفید تھی لیکن اتنی روشنی کوئی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور روشنی کہاں سے آ رہی ہے میں نے اٹھ کر دیواروں کا جائزہ لیا کوئی سوراخ نہیں تھا بالکل صاف ستھری تھی میں پھر پریشان ہو کر بیٹھ گیا پندرہ منٹ بعد مجھے آواز آئی اٹھ گئے ہو میں نے ہڑبڑا کر دیکھا تو ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی ہاتھ میں ٹرے اٹھائے ہوئے تھی تم کون ہو اور یہاں آئی کیسے یہاں تو کوئی دروازہ بھی نہیں ہے میں ایک ہی سانس میں سوال کہہ دیا۔ وہ مسکرائی اور ٹرے بیڈ پر رکھی جس میں چائے اور پراٹھے تھے ٹرے کو دیکھ کر میری بھوک یکدم بیدار ہو گئی لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور نظریں اس کے چہرے پر گاڑھ دیں زیادہ گھور کر نہ دیکھو پاشا اگر تم میرا اصلی چہرہ دیکھ لو تو خوف سے تمہارے دل کی دھڑکن بند ہو جائے گی ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے میں نے تیزی سے کہا میں موت سے ڈرنے والا نہیں ہوں لڑکی میں نے تم سے جو سوال کی ہے ان کا جواب دو اس بار میں نے قدرے سرد لہجے میں کہا۔

وہ مسکرائی اور اس کے موتی کی طرح دانت مجھے نظر آئے آخر کافی دل والے ہو میرا نام پارو ہے اور میں جنات سے تعلق رکھتی ہوں اور اس وقت تم ہماری دنیا میں ہو اور میں یہاں کیوں ہوں یہ بتانا پسند کرو گی آپ میں تم سے کچھ چھپاؤں گی نہیں اور نہ ہی تم سے پہلے آنے والوں سے چھپایا تھا مجھ سے پہلے کون آئے تھے کس کو لائی تھی تم میں نے تیزی سے پوچھا تمہارے سے پہلے تین نوجوان آئے تھے ان کو بھی اسی طرح لایا گیا تھا لیکن وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے یہ کہہ کر وہ معنی خیز نظروں سے مجھے دیکھنے لگی یعنی تم قاتلہ ہو ان کا خون پی گئی ہو لیکن یہ یاد رکھنا میں اتنی جلدی تمہارے ہاتھ آنے والا نہیں ہوں میں نے غصے میں کہا۔

میری بات پر اس نے زور سے قہقہہ لگایا نہیں ہم نے ان کا خون نہیں کیا اور نہ ہی پیا ہے یہ ہمارا قبیلہ ہے اس کا مالک ایک مہارانی ہیں ہمارے قبیلے کے ساتھ تین اور قبیلے ہیں وہ لوگ سوری جنات لوگ مظلوم انسانوں کا خون پیتے ہیں اور ہم کو بھی پینے کو کہتے ہیں لیکن ہماری مہارانی بہت رحم دل ہیں وہ نہیں چاہتی کسی پر کوئی ظلم ہو اس وجہ سے انہوں نے نہ کر دی اور جس کی وجہ سے وہ تینوں قبیلے کے سردار ہمارے دشمن بن گئے اور وہ ہم سب کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی میرے پاس نہ تو کوئی طاقت ہے اور نہ ہی کوئی ایسا علم ہے کہ ان کو ختم کر سکوں تم سے پہلے جو تین آئے وہ بھی اسی طرح نڈر تھے لیکن ان کی موت ہو گئے موت ہو گئی کس نے مارا انہیں اور کیوں۔ وہ بھی تمہاری طرح بے روزگار تھے ہم نے انہیں یہاں لا کر ایک کام سونپا تھا کہ تم ان تین سرداروں کو ختم کر دو تو ہم تم لوگوں کو مالا مال کر دیں گے اور اتنا کر دیں گے کہ تمہاری آنے والی نسلیں بھی عیش کریں گی میں اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا کہیں تم مجھے بے وقوف تو نہیں بنا رہی مجھے مارنا یا میری بلی تو نہیں دینا چاہتی وہ مسکرائی ایسی کوئی بات نہیں ہے پاشا اگر ایسا ہوتا تو میں تم کو اپنی اصلیت کیوں بتاتی یا تم کو اس طرح آرام دہ کمرے میں کیسے رکھتی اور تم میرے سامنے اس طرح زندہ و جاوید بیٹھے باتیں کیوں کرتے چہرے کے انداز سے تو وہ سچ کہہ رہی تھی اور دل بھی گواہی دے رہا تھا بس دماغ ماننے کو تیار نہیں تھا۔

اچھا اگر میں یہ کام کرنے کے لیے نہ راضی ہوں تو۔ میں تم کو اس جگہ پر چھوڑ دوں گی جہاں سے لائی ہوں اور پھر اپنی زندگی کا ماتم کرنا اور ساری زندگی محنت کرنا پھر بھی تمہیں اتنا کچھ نہیں ملے گا جتنا میں تمہیں دوں گی۔ لیکن یہ کام تم لوگ تو آسانی سے کر سکتے ہو پھر مجھے کیوں کہہ رہے ہو انہوں نے اپنے قبیلے کے گرد ایک حصار قائم کر رکھا ہے اور اس حصار سے جو کوئی بھی آتشی مخلوق ٹکرائے گی تو وہ بھسم ہو جائے گی اس وجہ سے ہم ان کے قبیلے میں داخل نہیں ہو سکتے یہ کام ایک انسان ہی کر سکتا ہے اس وجہ سے تمہیں یہاں لائی ہوں لیکن میرے پاس کوئی طاقت نہیں جس سے میں ان کو مار سکوں یہ کام ہمارا ہے بس تم حامی بھرو میں سوچ میں پڑ گیا اور پھر ایک نظر اپنے حالات پر ڈالی ایک گہری سانس لی اور خود میں بڑبڑایا موت تو آنی ہے بالی پھر ڈر کیسا ہو سکتا ہے کامیاب ہو جاؤں اور پھر زندگی کی ساری خوشیاں میرے پاس ہوں گی میں نے اس کی طرف دیکھا اور پہلی بار مسکرا کر ہاں کر دی وہ تو جیسے خوشی سے جھوم گئی ہو تم کافی عقل مند ہو اب اپنا ناشتہ کرو پھر میں تمہیں بتاتی ہوں تم نے کیا کرنا ہے وہ پیچھے مڑی اور دیوار سے گزر گئی جیسے وہاں کوئی دیوار ہی نہ ہو حیران ہو پھر بولا۔

یہ جناتی دنیا ہے پیارے کچھ بھی ہو سکتا ہے پھر میں ناشتہ کرنے لگا تھوڑی دیر میں وہ میرے لیے اچھی سی پینٹ شرٹ لائی جو مجھے پہننے کو کہا جب میں پہن چکا تو وہ دوبارہ آئی اور ہاتھ کا اشارہ کیا تو وہاں سے ایک دروازہ بن گیا آؤ وہ مسکراہٹ سجا کر بولی میں اس دروازے سے نکل گیا وہ میرے پیچھے آئی وہاں پر ہی سفید نہ نظر آنے والی روشنی تھی اور ایک لمبی سی راہداری ہم لوگ وہاں سے چل پڑے پھر وہ راہداری ختم ہوئی اور ایک گراؤنڈ سا شروع ہو گیا بیس منٹ تک چلنے کے بعد وہ بھی ختم ہو گیا تو باغ آیا جب اس کا اختتام ہوا تو میرے سامنے ایک عالیشان

آسمان کو چھوتا ہوا محل ظہور ہوا کچھ دیر تو میں اسے دیکھتا رہا میری حیرت کو دیکھ کر وہ محضوض ہوئی ابھی تو تم نے اندر سے نہیں دیکھا پھر وہ چل کر سامنے والے دروازے پر گئی دربان نے دروازہ کھولا اور ہم ہم اندر داخل ہوئے سامنے ایک بڑا سا ہال تھا اس کے سامنے ایک چبوترا سا بنا ہوا تھا جو مکمل سونے کا تھا پھر وہاں پر شیشے کی سیڑھیاں تھیں جو اوپر جاتی ہوئی نظر آتی اورالغرض وہاں پر ہر چیز شیشے کی تھی میری تو آنکھیں چندھیا گئیں یہ کیا ماجرہ ہے میں نے دل میں سوچا پھر اس میری میزبان نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے آگے چلنے کو کہا۔

میں جیسے ہی آگے جا رہا تھا تو وہ چبوترا میرے نزدیک آتا جا رہا تھا میں اس کو دیکھ کر حیران ہو گیا اس تخت پر ہیرے لگے ہوئے تھے پھر نزدیک جانے پر معلوم ہوا کہ وہاں کوئی بیٹھا بھی ہوا ہے اور نزدیک جانے پر اس کا چہرہ نظر آیا وہ بلا کی خوبصورت تھی میرے ساتھ آنے والی پارو سے بھی زیادہ میں اس کی آنکھوں میں تقریباً ڈوب گیا تھا جب اس کی آواز آئی او پاشا صاحب اور اس نے ایک طرف بہت ہی آلا کرسی پر بیٹھنے کو کہا میں اس کے چہرے پر ہی نظریں نگائے بیٹھ گیا وہ ہلکی سی مسکرائی کیا دیکھ رہے ہو میں یکدم ہڑبڑایا اور شرمندہ سا ہو گیا وہ دراصل اتنا خوبصورت چہرہ دیکھ کر میں بھول گیا تھا کہ آنکھیں بند بھی کرنی ہیں میں اس حرکت پر معذرت خواہ ہوں اس کی ہنسی کچھ زیادہ ہی تیز ہوئی اور ہلکی سی آواز آئی تمہاری صاف گوئی مجھے اچھی لگی تم بلاشبہ ایک اچھی اور محنتی انسان ہو شکریہ میں نے جواب دیا ہمارے حالات کے بارے میں پارو نے آپ کو بتا دیا ہو گا میں اس علاقے کی مالکہ ہوں اور ان کی حفاظت میرا فرض ہے۔ جی بالکل۔ ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ان کے علاقے کے ساتھ آتشی حصار ہے۔ جس کو ہم چھو بھی نہیں سکتے ہیں اور اس کو پار ایک انسان ہی کر سکتا ہے اور اس کے لیے ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے دیکھیے میں کوئی لڑائی کرنے والا نہیں ہوں بس ذرا جذباتی انسان ہوں اور کسی کی کوئی کڑوی بات ہضم نہیں ہوتی اس وجہ سے ہاں مجھے پتہ ہے وہ درمیان میں بولی ہم کو ایسے ہی آدمی کی تلاش ہے جو اندر سے نڈر ہو جی بتائیں مجھے کیا کرنا ہے تم نے وہاں جا کر ان تین سرداروں کو مارنا ہے وہ مجھے پارو بتا چکی ہے لیکن ان کو ختم کیسے کیا جا سکتا ہے اس کا طریقہ بھی تمہیں بتائیں گے تم فکر مت کرو۔۔۔ پاشا کے لیے شربت لاؤ۔

تھوڑی دیر میں ایک کنیز ٹائپ لڑکی آئی اس کے ہاتھ میں ایک جام تھا شیشے کی وجہ سے اس جام کا رنگ مجھے نظر آ رہا تھا وہ ہلکا سبز تھا اس نے وہ جام مجھے پیش کیا اور چلتی بنی تم اس جام کو پیو اس کا فائدہ ہم بعد میں بتائیں گے میں نے ڈرتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ لگا لیا اس کا ذائقہ تو بہت اچھا تھا اور پی کر مجھے کچھ احساس ہوا اس کے پینے پر تمہاری ساری تھکن ختم ہو جائیگی تم جتنا دوڑو گے تھکاوٹ نہیں ہو گی یہ احساس مجھے ہونا شروع ہو گی جو میں پیدل چل کر آیا تھا اس کی تھکاوٹ بالکل ختم ہو گئی تھی ستائشی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور جام ایک سائیڈ پر رکھ دیا اس کے بعد اس نے اپنے لباس میں ہاتھ ڈالا تو ایک خوبصورت جڑا ہوا فیروزہ مجھے دیا میں آگے بڑھ کر اسے قبول کر لیا اسی طرح پھر ہاتھ لباس میں ڈالا تو ایک خوبصورت نو انچ کا خنجر مجھے دیا میں نے وہ بھی آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے لے لیا اور الٹ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ انگوٹھی کو ہاتھ میں پہن لو اور خنجر کو اپنے پاس رکھو لیکن ان کی افادیت کیا ہے انگوٹھی کی وجہ سے تم جو چاہو بن سکتے ہو یعنی حالات کے مطابق تم اپنا روپ بدل سکتے ہو اور یہ جو خنجر ہے اس کو تم اگر جھٹا دو تو یہ تلوار بن جائیگا پھر جب تم کسی چیز کا مقابلہ کرو گے تو یہ تم کو مدد دیگی اور تماہری حفاظت بھی کرے گی شکریہ کے ساتھ انگوٹھی کو پہن لیا اور خنجر جو کہ میان میں تھا اپنی بیلٹ میں جکڑ دیا۔ اور اس کے ساتھ تم کو ایک لباس دیا جائے گا جس کو ہم کہتے ہیں چست لباس اس کی مدد سے تم تیز دوڑ سکتے ہو اور اس کا رنگ کالا ہو گا جو تم کو رات کو مدد کریگا شلوار قمیض ہو گی، وہ ہلکی سی مسکرائی اور بولی۔

نہیں وہ لیڈر کی پینٹ اور شرٹ ہو گی اور ٹھیک ہے میں یہ ہی چاہتا تھا کیا تم کل سے مشن پر جانا چاہتے ہو

نہیں میں آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہتا بہت خوب اسکے لیے پینٹ شرٹ لاؤ چست والی پھر وہی کنیز آئی اور لباس مجھے دے گئی اور ہاتھ کے اشارے سے کہا تم وہاں جا کر تبدیل کر سکتے ہو میں نے شکریہ کے ساتھ اٹھا اور اس کمرے کی طرف چل پڑا وہاں ڈریسنگ کا ہر مال پڑا ہوا تھا اور ساتھ میں باتھ روم بھی تھا میں سب سے پہلے نہایا پھر اس کے بعد چست لباس پہنا اور تھوڑی سی کریم لگائی پھر کنگھی کی اور تیار ہو کر شیشے کی طرف دیکھنے لگا پہلی بار میں نے اپنا آپ اتنا خوبصورت دیکھا مجھے اچھی خاصی وہ پینٹ جچ رہی تھی پھر سینٹ لگا کر باہر آ گیا وہ میری طرف دیکھ کر مسکرائی تم اچھے خاصے خوبصورت جوان ہو میں نے شکریہ کیساتھ بیٹھ گیا۔

یہ پارو تم کو وہاں تک پہنچا دے گی جہاں سے وہ آتشی حصار شروع ہوتا ہے ویسے جاتے ہوئے ایک بات پوچھ سکتا ہوں میں نے اٹھتے ہوئے کہا ہاں پوچھو۔ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ تم کیوں پوچھن چاہتے ہو میں چاہتا ہوں کہ جس کے لیے میں کام کر رہا ہوں اس کا زیادہ تو نہیں کچھ تو نام تو پتہ ہونا چاہیے مجھے ملکہ شائنہ کہتے ہیں اور کیا ہی خوب کہتے ہیں ملکہ جی ملتے ہیں بعد میں خدا حافظ میں اتنا کہہ کر چل پڑا پارو میرے ساتھ تھی وہ بھی بالکل خاموش تھی جب وہ باہر نکلی تو بولی اس طرف اور بائیں جانب اشارہ کیا میری اور ملکہ کی جب باتیں ہوئی نہ تو تم بولی ہو اور نہ ہی ہنسی ہو وہ ہلکی سی مسکرائی ہم اپنی ملکہ کا بہت احترام کرتے ہیں ان کی وجہ سے ہم زندہ ہیں ورنہ تو کب کے مر چکے ہوتے یا قید کر رہے ہوتے اس وجہ سے ہم ان کے سامنے کچھ نہیں بولتے کہیں ان کو ہماری بات نہ بری لگ جائے تھوڑا دور جا کر اس نے یکدم میرا ہاتھ پکڑ لیا میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا وہ بولی۔

میرا ہاتھ نہ چھوڑنا میں نے مضبوطی سے پکڑ لیا او پھر اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو ہمارے پاؤں کے نیچے سے بگولہ سا اٹھا اور ہمارے پاؤں زمین سے اٹھنے لگے اور ہم نے پرواز شروع کر دی میں نے نیچے ساری بستی دیکھی پھر وہ بستی ختم ہوئی اور ہم نے ایک سائیڈ پر اترنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد میں ہم زمین پر تھے یہ پرواز کوئی بیس منٹ جاری رہی ہو گی پندرہ یا بیس قدم کے بعد وہ حصار شروع ہو جاتا ہے اس سے آگے میں نہیں جا سکتی ہوں میں نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور شکریہ کی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اپنا خیال رکھنا پھر وہ اسی طرح اڑی اور پھر نظروں سے غائب ہو گئی میں نے سامنے کی طرف چلنا شروع کر دیا تھوڑی دیر میں مجھے ایک آگ کی طرح سی لکیر نظر آئی میں سمجھ گیا یہ ہی وہ حصار ہے سنبھل کر چلنا ہو گا میں نے اللہ کا نام لے کر حصار کے اندر پاؤں رکھ دیا مجھے کچھ نہ ہوا اب میں ان کے علاقے میں تھا سورج کے غروب ہونے کا وقت تھا اور میرے محتاط ہونے کا میرے لیے یہ لمحات کافی زیادہ کھچاؤ والے تھے ایک گھنٹہ چلنے کے بعد سورج اپنی منزل طے کر چکا تھا اور میں بھی اب بالکل تیار تھا خنجر پر میرا ہاتھ مضبوط ہو گیا اور ممکنا خطرے سے نمٹنے کے لیے تیار تھوڑی دیر گی تو مجھے کچھ احساس ہوا جیسے کوئی دبے پاؤں چل کر میری طرف آ رہا ہے میں نے اپنے کان ان آوازوں کی طرف کر لیے۔ اور ایک بڑے سے درخت کے تنے کو اپنی پشت کے پیچھے کر لیا اور آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

شکر ہے رات چاندنی تھی ورنہ تو کافی مشکل آتی تھوڑی دیر بعد تین بہت ہی خوفناک چہرے والے آئے ہوئے تھے آنکھیں ان کی سرخ تھیں چہرے بلاؤں کی طرح اور منہ سے ٹپکتی ہوئی رال ان میں نے ایک بولا بجلی کی کڑک کی طرح آواز نکلی تھی اوہ آدم زاد کون ہے تو اور کہاں سے آیا ہے اور ادھر کیا کر رہا ہے اس نے تین سوال ایک ساتھ کر دیئے میں نے اپنے دل کو مضبوط کیا اور بولا تم لوگ کون ہو ہم اس آتشی حصار کے محافظ ہیں اور تم یہاں آئے کیوں ہو اگر زندگی چاہتے تو واپس چلو جہاں سے آئے ہو ورنہ اس سے پہلے بھی آئے تھے انسان لیکن ہم سے بچ نہیں سکے دیکھو زندگی اور موت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے اور میں جہاں سے آیا ہوں تمہارا کوئی لینا دینا نہیں اس بات سے اور مجھے جو کام دیا گیا ہے وہ میں کر کے ہی جاؤں گا اچھا وہ بھیانک طریقے سے مسکرایا

اور اپنے دونوں ساتھیوں کو دیکھا تو اب تمہاری موت کے ذمہ دار ہم نہ ہوں گے ان تینوں نے انگڑائی لی اور بھیانک بھیڑیوں کے روپ میں آگئے ان کی جسامت بہت بڑی ہو گئی تھی اور قد پانچ فٹ کے برابر اور شارپ دانت تھے جو باہر کی طرف نکلے ہوئے تھے تینوں نے مل کر آوووو کی آواز نکالی اور مجھ پر حملہ کے لیے تیار ہو گئے میں نے خنجر کو ہاتھ میں لیا اور خود کو ایک جنگلی اور بڑے بندر جیسے فلم میں ہے بن جاتے ہیں کو کہا تو سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں میرے پاؤں ایک دم بڑے ہوئے ہاتھوں کی لمبائی بھی بڑی اور جسامت موٹی ہونا شروع ہو گئی پھر لمبے کالے بال مجھ پر آئے اور پھر ایک بڑے بن مانس کے روپ میں ان کے سامنے تھا خنجر بدستور میرے ہاتھوں میں تھا اور اس کو میں نے جھٹکا دیا تو وہ ایک لمبی تلوار بن گیا ان تینوں نے مجھے دیکھ کر غرغر کی آواز نکالی جیسے کہہ رہے ہوں کیا۔

تیار ہوں میں نے بھی ایک دھاڑ سی ماری اور کاشن دیا میں تیار ہوں پھر تینوں نے مجھ پر یک باری سے حملہ کر دیا۔ جو میرے سامنے تھا تو جیسی میری رینج میں آیا تو تلوار اس کی گردن میں گھسا دی اور باقی دو نے ایک میری بازو پر اپنے جبڑے ڈالے اور دوسرے نے میری ٹانگ پکڑلی میں نے اسکی گردن سے تلوار نکالی اور تلوار جس نے بازو پکڑا ہوا تھا ماری اس کو ہلکا سے کٹ لگا تو وہ اوں اوں کی آواز نکالتا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور ٹانگ والے جبڑے پر ایک مکا رسید کر دیا کڑک کی آواز اس کا جبڑا ٹوٹا اور پھر ایک ہی وار سے اس کی گردن علیحدہ کر دی اب دو کی بجائے ایک رہ گیا تھا وہ تھوڑا دور کھڑا مجھے گھور رہا تھا میں نے ٹانگ کی طرف دیکھا تو وہاں سے اچھا خاصا خون بہہ رہا تھا اور مجھے تکلیف بھی ہو رہی تھی یہ وقت تکلیف کو برداشت کرنے کا تھا میں نے بھی اس کی طرف دیکھا وہ بالکل میرے پاس پہنچ گیا تھا اس نے جست لگائی اور وہ میری گردن اپنے جبڑوں میں لینے کی کوشش کرنا چاہتا تھا لیکن میں بھلا ایسا کیسے ہونے دیتا چاہتا تھا میرا تلوار ہاتھ تو بلند ہی رہا وہ دھڑم کی آواز سے پیچھے درخت کے تنے کے ساتھ ٹکرایا۔

وہ بھی اٹھا ہی تھا کہ میں نے وہاں پر ہی گھوم کر تلوار دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بلند کی اور اس طرح اس کے جسم میں گھسا دی جیسے کوئی کدال مزدور زمین کے سینے میں پیوست کرتا ہے وہ تھوڑی دیر تڑپا اور پھر زمین پر گر گیا میں نے تلوار نکال لی اور چیک کیا وہ واقعی مر چکا تھا پھر میں اپنی اصلی حالت میں آ گئی تلوار اسی طرح میرے ہاتھ میں تھی اور اس پر خون لگا ہوا تھا میں خواب کے عالم میں یہ سب دیکھ رہا تھا ایسے محسوس ہو رہا تھا ابھی ابھی مجھے جگا دیں گی لیکن ایسا کچھ نہ ہوا میں نے تلوار کو صاف کیا اور آگے کی طرف چل پڑا نہیں یہ نہیں ہو سکتا ایک بہت ہی طاقت ور دیو نے زور سے دھاڑ ماری وہ سامنے دیوار پر سکرین کی رح تمام منظر دیکھ رہا تھا کہ کس طرح میں نے یعنی پاشا نے ان تینوں کا خاتمہ کیا ہے وہ غالبا اس علاقے کا سردار تھا اور اسی وجہ سے وہ حیران و پریشان دیکھ رہا تھا جانی چڑیل اس نے زور سے پکارا تو زمین سے دھواں نکلا اور ایک بدصورت شکل والی چڑیل کھڑی نظر آئی جی بر ما دیو آپ نے مجھے یاد کیا۔

اس آدم زاد نے میرے ان تین محافظوں کو ختم کر دیا ہے جو میں نے آتشی حصار کے گرد اس کی حفاظت کے لیے رکھے تھے کیا۔ کیسے ممکن ہے ہاں ایسا ہی ہوا ہے اور یہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تم جاؤ اور باقی کے دو سرداروں کو بلا لاؤ تاکہ اس چیز سے چھٹکارا حاصل کیا جائے جاؤ جو حکم سردار وہ پھر اسی طرح دھواں بن کر زمین میں سما گئی تم کو تمہاری موت یہاں لائی ہے آدم زاد اب تم میرے اولین دشمن ہو اور جب تک میں تمہارا سر تن سے جدا نہیں کر لیتا میں چین سے بیٹھنے والا نہیں ہوں اور پھر وہ یکدم غصے میں آیا اور ایک بڑا سا پتھر جس کا وزن دو من ہوگا ایک ہاتھ میں اٹھا کر اس سکرین والی جگہ پر دے مارا اور وہاں سے وہ منظر غائب ہو گیا

ادھر میں نے ان تینوں کے خاتمے کے بعد آگے کی طرف راہ لی اور چلنا شروع ہو گیا اب میرا دل پہلے سے زیادہ مضبوط اور نڈر ہو گیا تھا میں نے اس تلوار کو جھٹکا دیا تو

وہ پھر سے خنجر کے روپ میں آ گئی اور اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اپنے کان آنکھ کھلے رکھ کر اپنی منزل کی طرف چل پڑا تھوڑی دور دور چلنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ مجھے بھوک لگ گئی ہے لیکن پیاس نہیں لگ رہی تھی شاید اس مشروب کا اثر تھا کہ پیاس کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی میں نے ادھر ادھر کھانے کے لیے تلاش کرنا شروع کر دیا مجھے پھر ایک درخت نظر آیا جس پر بے پناہ پھل تھے میں نے ان پر چڑھ گیا اور میرے پیٹ کی آگ بجھانے لگا کھانے سے فراغت کے بعد میں جیسے ہی نیچے اترا تو کچھ پھڑ پھڑاہٹ محسوس ہوئی جیسے کوئی چیز اڑ کر آ رہی ہے میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو کوئی دس کے قریب پرندے جو عام پرندوں سے کوئی چار گنا بڑے تھے وہ اڑ رہے تھے میں نے اندازہ لگایا یہ کوئی چڑیلیں ہی ہوں گی ورنہ اتنے بڑے پرندے تو نہیں ہوتے میں ایک گھنے درخت کے سائے میں ہو گیا پھر وہ دس نیچے اتریں اور اپنی اصلی حالت میں آ گئیں یہیں تھا وہ مجھے اس کی بو آ رہی ہے۔

میں نے وہاں پر ہی رہنے کا ارادہ کیا ان میں سے ایک تلاش کرتی ہوئی میری طرف آئی تو میں نے خنجر اس کی گردن پر پھیرا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گئی اس کی لاش دھوئیں کی طرح غائب ہو گئی باقی نو کو میں دیکھ رہا تھا ان میں سے ایک نے میرے والے درخت جس میں میں خود کو چھپا رکھا تھا اشارہ کیا وہ وہاں سے سب نے اس کیطرف دیکھا تو میں چھلانگ لگا کر باہر نکل آیا اور دوڑ لگا دی تو وہ زور سے چلائی اپنا روپ بدلو اور وہ اسی طرح خوفناک پرندوں میں دوبارہ آ گئیں میں آگے کی طرف دوڑ رہا تھا وہ اڑتی ہوئی میرے سر پر آ گئیں دو سے نیچے کی طرف ڈائی لگا کر مجھے پکڑنا چاہا تو میں یک دم نیچے ہوا اور وہ میرے اوپر سے گزر گئیں انکا یہ نشانہ خطا گیا لیکن میں پاؤں پھسلنے کی وجہ سے گر گیا اور تین یا چار قلابازیاں کھا کر رکا وہ بلندی کی طرف گئیں اور پھر میری طرف آنے لگیں میں مسکرایا اک دفعہ اور یکدم اپنے آپ کو پکارا چل پاشا ائیر فائر ڈریگن بن جا۔

میرا اتنا کہنا تھا کہ میرے ہاتھ دونوں بڑے بڑے پنکھ بن گئے میری ٹانگیں پتلی ہوئی پھر ان پر خونی بڑے بڑے پنجے آئے اور میری جسامت تبدیل ہوئی اور منہ کی جگہ چونچ نے لے لی اور اب وہاں پر ایک فلائیڈ ریگن تھا وہ نو کی نو میری طرف محو پرواز تھیں کہ میں نے یکدم پروں کو اوپر کیا اور زور سے جھٹکا دیا اور گولی کی طرح آسمان کی طرف محو پرواز ہو گیا۔ اور پھر اپنا منہ کھولا اور باہر کی طرف سانس لیا تو منہ سے آگ ایسے نکلی جیسے فائر بریگیڈ کے پائپ سے پانی نکلتا ہے اآگے آنے والی تین چڑیلوں کو تو میں جلا دیا ان کی چیخیں آسمان کو ہلا رہی تھیں اور باقی ادھر ادھر ہو گئیں اور میں درمیان سے نکلتا ہوا اوپر کی طرف چلا گیا اور پر جا کر میں نے نیچے کی طرف دیکھا تو وہ چھ چڑیلیں آپ کچھ فاصلے پر ہو گئی تھیں اور گول دائرے کی شکل میں آ گئیں یعنی کہ وہ مجھ کو گھیرنا چاہتی تھیں نہ بچو تمکو معلوم نہیں ہے تمہارا پالا کس چیز سے پڑا ہے وہ مجھ کو گھیرا ڈالنے کی شروعات کرنے لگیں میں نے بھی اپنی پرواز آہستہ کر دی اور ان کو قریب آنے دیا وہ تیزی سے میری طرف بڑھنے لگی جب وہ میرے بالکل قریب آ گئیں تو میں نے یکدم ایک پر تو پیچھے کی جانب آگے سے تھوڑا سا موڑا اور دوسرا پر زور زور سے مارنے لگا جس کی وجہ سے میں لٹو کی طرح گھوما اور ساتھ ہی آگ منہ سے نکالی تین جو میرے بالکل قریب تھیں آگ نے ان کو ایسے پکڑا جیسے وہ پٹرول کو پکڑتی ہے وہ چیختی ہوئی نیچے گرنے لگیں اور ایک کو تو اس کے ایک پر پر لگی میں نے جھپٹ سے اس پر حملہ کیا اپنی چونچ اس کی گردن پر ماری اور دونوں پنجے دبا کر جھٹکا دیا تو وہ تین حصوں میں تقسیم ہو گئیں باقی کی دو تو ڈر سے تیز رفتاری سے اڑنے لگیں آب میں یعنی فل سپیڈ سے ان کے پیچھے تھا۔

تھوڑی دیر میں ان کو میں نے جا لیا اور ایک کو تو فائر سے آگ لگا دی اور دوسری کو تو میں نے اپنے پنجوں میں رکھ کر ٹکرے کر دیا ان سے فراغت کے بعد میں نے زمین پر اترنا شروع کر دیا صحیح سلامت اترنے کے بعد میں دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آ گیا یا ہو۔ کیا بات ہے مزہ

آ گیا واہ جگر کیسے تو نے ان کو ٹکڑے کیے مزا آ گیا میں نے اپنے آپ کو شاباش دی اور خوشی سے انگوٹھی کو چوما اور نیکسٹ منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا۔ برمادیو کافی غصے میں ٹہل رہا تھا آخر یہ ہے کون جو میری طاقتوں کو اڑائے چلا جا رہا ہے یہ کون ہو سکتا ہے اتنے میں وہ بھی چڑیل حاضر ہوئی سردار میں نے ان کو پیغام دے دیا ہے وہ آ رہے ہیں اسنے میری دس چڑیلوں کو بھی مار دیا ہے اور آدم زاد تو اتنا طاقت ور نہیں ہو سکتا ہے وہ میرے محافظ دیوار چڑیلوں کو ہرا سکے یہ کچھ اور بات ہے یہ مجھے شائنہ کی سازش لگتی ہے ضرور اس نے کوئی جادوگر کو بھجوایا ہے چلو دیکھ لیتے ہیں تھوڑی دیر میں جو لمبے قد والے دیو آئے وہ شکل سے کافی پریشان تھے۔

کیا ہوا برما جو اس قدر جلدی میں ہم کو بلایا ہے بات ہی کچھ ایسی ہے پھر اس سے تمام بات ان کے گوش گزار کر دی اچھا تو یہ بات ہے چلو اس کا حل نکالتے ہیں اس طرح غصہ کرنے کا کیا فائدہ ہے تم بیٹھو ٹھیک کہتا ہے دیندر بلاوجہ طیش میں نہ آیا کرو اس کو ذرا اور آگے آنے دو تا کہ اس کے بھاگ جانے کا چانس نہ رہے پھر ہم اپنا وار اس پر کریں گے اچھا تم سناؤ برمادیو اس تیسرے دیو سردار سے پوچھا۔ وہ ہلکا سا ہنسا ابھی شیروز دیو کو بھی کچھ ہوا ہے اور اپنی پریشانی کو بھول جاؤ ہم اس کا مقابلہ تینوں مل کر کریں گے اور اس کی گردن تمہارے قدموں میں ہو گی ویسے بھی ہم لوگ اپنے چلے مکمل کر چکیں ہیں ہر کوئی ہم سے نہیں ٹکرا سکتا بس اس کو ذرا فتح کے نشے میں آگے نکل آنے دو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔

برما تھوڑا سے مسکرایا شکریہ تم دونوں کا چڑیلوں کا حملہ تو کافی اچانک تھا میں بھی پریشان ہو گیا تھا لیکن اب میں نے اور زیادہ چوکنا ہونا تھا کیونکہ رات کا معاملہ تھا میں نے خنجر بھی ہاتھ میں لے لیا اور اللہ کو یاد کرتا ہوا آگے چل پڑا تھکاوٹ تو مجھے تھی نہیں بس ذرا نیند آنے لگی تھی میں نے ایک گھنے درخت کو دیکھا تو اس کی شاخوں کو اپنا بستر بنا لیا اور سو گیا مجھے پتہ نہیں تھا کہ میری آنکھ کب لگی تھی میں نے آنکھ کھولی تو مجھے کچھ کڑکڑ کی آواز سنائی دی یہ محسوس نہیں ہو رہا تھا کہ آواز انسانوں کے پاؤں سے پیدا ہو رہی ہے یا جانوروں کے پاؤں سے البتہ میں نے ایک شاخ کو ہٹا کے دیکھا تو کوئی بھی نہ نظر نہ آیا کیا یہ میرا وہم ہے خود سے سوال کیا نہ یہ ہو تو نہیں سکتا جو ماحول ہے اس کے حساب سے تو نہیں میں نے خنجر کو ساتھ میں لیا ذرا سا جھٹکا دینے پر وہ لمبی تلوار بن گیا اور آہستہ سے نیچے اترا شاید میری بھول تھی جیسے ہی پاؤں زمین کو ٹچ کیے تو اس کی رفتار سے میں ہوا میں تھا حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے جب نظر پڑی تو شدت کا دھچکا لگا کہ مجھ کو پاؤں سے درخت کی اپنے شاخ نے ٹکرایا تھا اور میں کوئی نو یا دس فٹ اونچا تھا اور مجھے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ وہ میرا سر سینکڑوں ٹکروں میں تبدیل کرنا چاہتا تھا تلوار بدستور میرے ہاتھ میں تھی میں نے جھٹ سے شاخ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور پھر دھڑام سے زمین پر جیسے کوئی بھاری چیز گرتی ہے ایسے گرا تکلیف سے میری ہلکی سی چیخ نکل گئی لیکن یہ وقت بیٹھ کر ملنے کا نہیں تھا میں جھٹ سے کھڑا ہوا اور مقابلے کے لیے تیار ہو گیا دو شاخیں دائیں بائیں سے آئیں ایک کو تو میں نے کاٹ دیا لیکن دوسری نے میرا بائیاں بازو پکڑا لیکن جھٹ سے وہی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی پھر تو جیسے وہ درخت پاگل ہو گیا ہو اس نے لگاتار حملے شروع کر دیے میں بھی اس کی شاخوں کو کاٹتا رہا لیکن وہ تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا میں کافی پریشان ہو گیا کہ اس کا کیا کروں میں نے جھٹ سے اپنے آپ کو ایک آدم خور بھیڑیا بننے کو کہا۔

ایک دم میرے ہاتھ لمبے ہو گئے میری ٹانگیں بھیڑیوں کی طرح سی ہو گئی میرا قد بڑھنا شروع ہو گیا ساتھ ہی میرے جسم پر بال آنا شروع ہو گئے میرے منہ میں دانت باہر کی طرف نکلے آپ میں ایک سات فٹ سے تجاوز ایک خونی بھیڑیا تھا میں نے اپنے ہاتھ کو زور کی جنبش دی تو تین انچ کے ناخن نکل آئے میں نے سب سے پہلے اپنی طرف آنے والی شاخوں کو کاٹا نوکیلے دانتوں سے خونی پنجوں نے اور ساتھ ہی اس درخت کی طرف بھی بڑھتا چلا گیا میں پھر چھلانگ لگا کر درخت پر چڑھ گیا وہاں

سے پھر ایک اور جست لگائی اور زیادہ نزدیک اس کے بعد میں نے جیسے ہی بالکل تنے کے پاس چھلانگ لگائی تو ایک لمبی اور موٹی شاخ میرے اردگرد لپٹ گئی میں نے دونوں ہاتھوں سے زور لگایا اور اس کو جڑ سے اکھاڑ دیا جس سے اس درخت سے نہ ختم ہونے والا چیخوں کا طوفان شروع ہو گیا میں سمجھ گیا کہ یہ جناتی کا کام ہے پھر تو میں پاگل ہو گیا ہر تنے کو جڑ سے اکھاڑنے لگا چیخوں کا تسلسل شروع ہو گیا اور ہر دفعہ اس شاخ سے خون نکلا جب تمام لمبی شاخوں کو میں اکھاڑ چکا تو پھر تنے کو دونوں بازوں کے گھیرے میں لیا اور پھر زور لگا کر اس کو زمین سے اکھاڑ دیا اور ایک سائیڈ پر پھینک دیا اس کو پھینکنے پہ مجھے حیرانگی ہوئی۔

اس تنے میں لغزش پیدا ہوئی پھر اس کا جسم کم ہوا اور ساتھ ہی چھوٹا ہونا شروع ہو گیا اور آخر میں اس کی لمبائی ایک چڑیل کے برابر رہ گئی اور وہ تنا اب بالکل اپنی اصلی حالت یعنی چڑیل کے روپ مین آ گیا وہ لمبی سانسیں لے رہی تھی اس کے سر کے بال اکھڑ چکے تھے دونوں بازو بھی علیحدہ ہو چکے تھے وہ تڑپ رہی تھی تم اس میں کامیاب نہیں ہو سکو گے اس نے اتنا کہا اور وہاں سے ہی ٹھنڈی ہو گئی اور پھر اس کے جسم کو آگ لگ گئی پھر میں دوبارہ اپنی پہلی حالت میں آیا اور اس راکھ کو دیکھا۔ خس کم جہاں پاک۔ کہہ کر چل پڑا رات آدھے سے زیادہ گزر چکی تھی مجھے اب اور زیادہ محتاط ہونا تھا کہ پتہ نہیں کتنا مشکل وقت باقی ہے ابھی تک وہ لوگ چھپ کر ہی حملہ کر رہے تھے ہو سکتا تھا وہ مجھے ڈرا کر واپس بھیجنا چاہتے ہو یا پھر پیچھے مڑ نہ سکوں میں یہ باتیں سوچتا جا رہا تھا اور ساتھ ہلکی سی آہٹ پر بھی نظر رکھ رہا تھا وہ بدستور آگے بڑھ رہا تھا اس کو روکنا پڑے گا اس کو روکنے کے لیے ہمیں پہلے کچھ سوچنے دو دیندر نے کہا اور سوچ میں ڈوب گیا میرے خیال میں کیوں نہ اس کی طاقت کو چھین لیا جائے تا کہ وہ جو روپ بدن ہے نہ بدل سکے اور اس پر حملہ اور وار کامیاب ہو شیروز نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے اس کو کمزور کرنے کا یہ طریقہ اچھا ہے برما نے کہا میرے خیال میں اس پر ہم مل کر حملہ کرنے میں تینوں وہ ایک ہیں اور ہم تین اس سے ہو سکتا ہے کہ ہم اس کو ڈرا دیں اور اسکا ارادہ بھی کمزور کر سکیں یہاں تمہاری بات کچھ ٹھیک نہیں لگتی۔

وہ کس طرح برما نے جواب دیا یکدم اس کے سامنے آنا صحیح نہیں ہو گا پہلے ہم اس پر اپنی طاقت آزماتے ہیں جو ہم نے اب تک نہیں آزمائیں اس کی طاقت وہ جاننا ہمارے لیے ضروری ہے کہ وہ کتنا بڑا جادوگر ہے اگر وہ جادوگر نہیں تو یہ سب اس کو کس نے دیا اور یہ اتنا عمل کیسے آیا اس کے پاس پھر ہم اس مصیبت کا سدباب کر سکتے ہیں چلو ٹھیک ہے تمہاری بات مان لیتے ہیں برمان نے شیروز سے کہا اور میرا دل کسی انجانے خوف سے دھڑکتا جا رہا تھا پہلے تو ایسا نہ ہوا اب تو صبح کی روشنی بھی ظاہر ہو رہی تھی میں نے ادھر ادھر دیکھ کر ایک درخت تلاش کیا جس پر پھل لگے ہوئے تھے پہلے تو خوب سیر ہو کر کھایا پھر اللہ کا شکر ادا کیا اور دوبارہ چل پڑا اس مشروب کی وجہ سے نہ تو پیاس لگ رہی تھی اور نہ ہی تھکاوٹ ہو رہی تھی تھوڑا سا چلتے ہوئے میں نے تین اطراف سے پتوں کی چڑ چڑ سنی جیسے کوئی بے نیازی سے چل رہا ہے اور میری طرف آ رہا ہو۔

مجھے اب ہوشیار ہونا پڑا اور خود کو ایک بڑے سے تنے کے ساتھ لگا کر کھڑا ہونا پڑا پھر میرے سامنے دائیں اور بائیں سے تین اشخاص آئے وہ بالکل میرے جیسے تھے یعنی آدم زاد محسوس ہو رہے تھے مجھے حیرانگی ہوئی یہاں پر آدم زاد کیسے۔ میرے سامنے والے نے مسکرا کر کہا تمہاری سوچ غلط ہے پاشا ہم آدم زاد نہیں ہیں اور نہ ہی تمہارے علاوہ کوئی آدم زاد نہیں ملے گا یہ جنوں کی بستیاں ہیں اور یہاں تم کو جن ہی ملیں گے۔ اور تم یہاں کیوں آئے ہو میں نے اس سے پوچھا وہ ہنسا اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو ٹھیک ہے ورنہ یہاں سے تمہاری لاش بھی واپس نہیں جائے گی او اچھا تم ان تین سرداروں کی طاقتیں ہوں کیا تمہارے سردار اتنے نامرد ہیں کہ وہ خود سامنے نہیں آتے اور ایسی طاقتوں ادھوری پالتو کتوں کو بھجوا دیتے ہیں خود سامنے نہیں آ سکتے کیا ایک بکری کو مارنے کے لے شیر کیوں اائے ہم

جیسے وحشی ہی بہت ہوتے ہیں اچھا میں گیدڑ بھبکیوں سے ڈرنے والا نہیں اگر کچھ کرنا چاہتے ہو تو میدان میں اتر کر کرو پھر دیکھتے ہیں بکری کون ہے اور شیر کون ہے ہاہاہا--ہاہاہا-تمہارے حوصلے کی داد دینی ہوگی اب بس بھی کرو باتیں کرتا میرے منہ میں اس آدم زاد کو دیکھ کر پانی آرہا ہے اپنے شکار کے ساتھ ایسا نہیں کرتے دائیں طرف کھڑے جن نے کہا۔

ٹھیک ہے مجھے بھی کوئی خواہش نہیں ہے تم جیسے کے منہ لگنے کی اور ساتھ ہی میں نے تلوار نکالی اور تیار ہوگیا مرنے کی اتنی جلدی ہے تمہیں ساتھ ہی ایک نے ہاتھ بلند کیا تو اس کے ہاتھ میں بڑی تلوار آگئی دوسرے نے اسی طرح کیا تو ایک بڑا ہتھوڑا آیا اور تیسری نے ہاتھوں کو ملا کر جھٹکا دیا اور ایک موٹی زنجیر اائی جب میں نے یہ دیکھا تو میرے لیے ڈھال پیش کرو اور فٹ سے ایک ڈھال میرے ہاتھ میں آگئی اور میں بالکل تیار ہوگیا وہ تینوں تھوڑا سا پھیل گئے میں بھی تھوڑا سا پیچھے ہوا تا کہ ان کے گھرے میں نہ آسکوں تلوار اور ہیمبر والے نے حملہ کیا تو میں نے ایک کو تلوار سے روکا اور دوسرا ہتھوڑا اپنی ڈھال پر ٹن کی آواز آئی لیکن ڈھال کو کچھ نہ ہوا وہ جیسے ہی دوسرا حملہ کرنے کے لیے آیا تو میں نے دائیں ٹانگ اس کے پیٹ میں ماری اور تلوار کا وار کرنا چاہتا تھا کہ زنجیر واے نے میرے پاؤں کے ساتھ زنجیر لپٹی تو اور جھٹکا دیا اور گرادیا مجھے تلوار والے نے حملہ کیا میں زمین پر ہی رول ہوا او رساتھ ہی ہتھوڑے والے نے وار کیا جو کہ ڈھال پر روک اور پھر تلوار کا وار کرنا چاہا جو کہ میں نے تلوار سے ہی نکارہ کیا اور جھٹ سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے ہیمبر والے کے آنکھوں میں مٹی ڈالی اور وہاں پر ہی آنکھیں ملنے لگا ہتھوڑا اس کے ہاتھ سے گر گیا۔

میں نے الٹی قلابازی کھا کر خود کو پیروں میں کھڑا کیا اور تلوار والے سے مقابلے پر آگیا میں تلوار بھی ساتھ میں چلا رہا تھا اور ڈھال کی مدد سے اس کے وار کو نکارا بھی کر رہا تھا ہتھوڑے والا ابھی تک آنکھیں مل رہا تھ میری نظر اس زنجیر والے پر پڑی جو زنجیر کو گھما کر میری طرف پھینکنا چاہتا تھا میں نے ڈھال کو قریبی کی طرف اس کی طرف پھینکا جو اس کی چھاتی میں لگی وہ ڈھرم سے زمین بوس ہوگیا پھر تلوار سے میری گردن اڑانا چاہی میں تھوڑا سا نیچے ہوا اور پھر ایک وار اس کی ٹانگ پر کیا وہ یکدم بیٹھ گیا اور اپنی ٹانگ کی طرف دیکھنے لگا میرے ہے اتنا ہی کافی تھا میں نے کدال کی طرح تلوار اس کی گردن نہیں اتاردی اور پھر پھرتی سے اس ہیمبرے والے کو جو آنکھیں مل کر کچھ سیدھا ہوا تھا اور ہتھورا اٹھا کر میری طرف مڑ ہی تھا کہ ایک ہی وار سے سر تن سے جدا کر دیا اور وہ وہیں پر ڈھیر ہو کر رہا گیا زنجیر والا اٹھ کر یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ میرے دو ساتھی مارے گئے ہیں وہ غصے سے پاگل ہوگیا اور یکدم مجھ پر حملہ آور ہوا اس کے حملے کا انداز بہت ہی جارحانہ تھا میں اس کے دلوں سے بھجنے لگا وہ تو نان سٹاپ بس حملہ کئے جارہا تھا۔

میں اس کے حملے صرف روک رہا تھا اس نے زنجیر کو گھما کر میری طرف پھینکا تا کہ وہ زنجیر میری گردن سے لپٹ سکے لیکن میں نے یہ خواب اس کا پورا نہ ہونے دیا اور جھٹ سے اپنا بازو آگے کیا وہ زنجیر میرے بازو کے ساتھ لپٹ گئی اور میں نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا وہ حیرانگی سے زنجیر پکڑ کر دیکھنے لگا یہ موقعہ میرے لیے اچھا تھا میں نے تلوار کو اچھا دیا اور نیزے کی طرح پکڑا اور زور لگا کر اس کی طرف پھینک دیا اور تلوار عین اس کے دل والے مقام میں پیوست ہوگئی وہ دل پر ہاتھ رکھتا ہوا زمین پر جا گرا تھوڑا سا تڑپا پھر ٹھنڈا ہوگیا میں نے آگے بڑھ کر تلوار نکالی اور اس کو صاف کیا اور ڈھال کو بھی اٹھا لیا ڈھال جھٹ سے غائب ہوگئی اور تلوار کو جھٹکا دیا اور اصلی حالت میں لایا پھر زور سے چیخا کیا اتنا ہی دم ہے تم لوگوں میں خود سامنے کیوں نہیں آتے مجھے بھی پتہ چلے میں کس کے ساتھ مقابلہ کر رہا ہوں یا بس اپنے پالتو کتوں کو بھیجتے رہوں گے تم لوگ یہ تقریر کر کے مجھے کچھ سکون ملا اور منزل کی طرف چل نکلا میری تقریر کے الفاظ اس کی غار میں گونج رہے تھے وہ تینوں حیران کھرے دیکھ رہے تھے برما میں نے کہا تھا یہ آدمی اتنی جلدی ہار ماننے والا نہیں ہے

بلکہ اس کو ہرانے کے لیے ہمیں خود ہی میدان میں اترنا پڑے گا۔

ہوں سب شہرور نے کہا لگتا تو یہی ہے اس کو اب خوفد چنوتی دینی ہوگی چلو باہر کی طرف وہ تینوں باہر نکل گئے اور پھر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے شہرور آجاؤ میرے ساتھیوں مجھ کو تمہاری ضرورت ہے آجاؤ اتنے میں اندھی سی چلانا شروع ہوگئی درخت زمین سے اکھرنے لگے اندھی جیسے جلیے نزدیک ہوئی اس کا رنگ کالا کی بجائے سرخ ہونے لگا پھر اس آندھی سے ایک ہیولا باہر آیا کیا حکم ہے آقا مشرق کی طرف ہمارا ایک دشمن ہے جو ہم کو تنگ کر رہا ہے اور ہمیں مارنے آیا ہے اس کو ختم کرنا ہے اور ہاں اس کا جسم میری طرف سے تمہارے لیے تحفہ ہوگا وہ ہیولہ کافی خطرناک تھا جسم تمام دھویں کی طرح کالا تھا سر پر دو سینگ تھے آنکھیں انگاروں کی طرح سرخ تھیں ہاتھ تو بالکل لوہے کی سلاخیں تھیں وہ مسکرایا اور بولا جو حکم آقا آپ فکر نہ کریں اس کا آپ وہ میرا شکار ہے پھر ساتھ ہی وہ اڑتا ہوا نکل کھڑا ہوا آپ میں دیکھتا ہوں وہ کیسے بچ نکلتا ہے۔

ہاہاہا--ان تینوں کے قہقہے گونج اٹھے مستی سے میں چل رہا تھا تو مجھ کو ہوا محسوس ہوائی میں نے آسمان کی طرف دیکھا سورج نکلا ہوا تھا اور بادل کا تو ایک ٹکرا بھی نہیں تھا پھر یہ ہوا ایک دم تیز کیسی ہوگئی پھر ہوا نے اور زیادہ زور دیا پھر اور زیادہ وہ حیران ہونے لگا اس نے اپنے پاؤں کی زمین پر جمائے آگے چلتا رہا اور ایک جگہ جا کر دیکھا تو سامنے سے یعنی مغرب کی جانب سے کالا سیاہ طوفان اٹھ رہا تھا پھر وہ طوفان میری طرف آنے لگا ہوا نے اب آندھی کا رخ اختیار کر لیا تھا پتہ اڑ اڑ کر میرے منہ پر لگتے وہ طوفان نزدیک سے نزدیک وہنے لگا اب تو چھوٹے درخت اور کیکری وغیرہ ت جڑوں سے اکھڑنا شروع ہوگئے میں نے جھٹ سے درخت کے ایک تنے کو پکڑ لیا وہ بھی جھول رہا تھا بڑے بڑے درخت جڑوں سے اکھڑ کر دور جا گرے میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا کہ کیا کروں ایک تو یکدم دن سے رات کا سماں تھا اور دوسرا یہ طوفان میری تو سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں میرے نزدیک آنے پر وہ کالے سے سرخ رنگ میں تبدیل ہوگیا میرے نزدیک آنے پر وہ کالے سے سرخ رنگ میں تبدیل ہوگیا میری تو جیسے جان پت بنی ہوئی تھی پھر اس طوفان سے ایک سیاہ سایہ نکلا وہ کافی بڑا تھا اس کو آپ جنگلی بھینسا کہہ سکتے ہیں جنگلی بھینسے کی طرح سینگ تھے اس کے زمین پر پاؤں رکھتا تھا تو دھڑام کی آواز آتی تھی طوفان رک گیا تھا پر آسمان اور زمین کا رنگ بالکل سرخ ہوگیا تھا ایسے محسوس ہوتا جیسے لاوہ نکل رہا ہو آسمان اور زمین سے۔ یہ کہاں ہو تم آدم زاد اس کی آواز سنائی دی جیسے ہزاروں شیر مل کر دھاڑ رہے ہوں کہاں ہو تم باہر آؤ وہ درختوں کو ہاتھوں سے اکھاڑ کر پھینک رہا تھا جیسے وہ عام سی چھوٹی شاخیں ہوں میں اسی ہی تنے کے ساتھ لگ کر کھڑا تھا یہ سوچ میرے ذہن میں تھی کہ شائنہ ملکہ کی آواز آئی۔

پاشا اپنی آنگوٹھی کی طاقت استعمال کرو اس کو اپنے اوپر یونی سر پر رگڑو جلدی۔ میں نے بگیر کسی تاخیر کے اس کے اس حکم کو مانا اور انگوٹھی سر پر رگڑنی شروع کر دی پھر اس انگوٹھی سے چار رنگ کا دھواں نکلا سرخ کالا سفید اور نیلا اور وہ تمام کا تمام ناک کے ذریعے میرے اندر جانے لگا مجھ کو تو اپنا سانس سوکھتا ہوا محسوس ہوا کھانسی سی لگ گئی اور اس کے بعد میرا جسم چٹان کی طرح سخت ہوگیا میری آنکھیں آگ اگلنے لگیں میں یکدم اس تنے سے باہر نکل آیا اور اس کی طرف بڑھا جہاں پر کھڑے اس نے تمام درخت اکھاڑ رکھے تھے اور میدان بنا دیا تھا میں اس کے سامنے کھڑا ہوا کیوں چلا رہا ہے تو وہ مڑا اور میری طرف دیکھنے لگا اور ہنسا تم ہو وہ لڑکے جو ہمارے سردار کو تنگ کر رہے ہو اس کا ہاتھ تو مجھ سے بھی بڑا تھا ہاں میں ہی ہوں ہاہاہا--تم ہو اس نے ساتھ ہی پھونک ماری اس کے خیال میں اڑ کر کہیں دور جا گروں گا لیکن میں ایک انچ بھی نہیں ہلا تھا بس یہی کچھ کر سکتے تھے تم وہ غصے سے اور سرخ ہوگیا اس نے ہاتھوں کا مکا بنا کر مجھ پر مارا لیکن میں چھلانگ لگا کر ایک دم سائیڈ پر ہوگیا اور یہ چھلانگ میری کوئی دس یا پندرہ منٹ

تھی اور جہاں اس کا مکہ پڑا تھا وہاں کی جگہ بالکل سیاہ ہوگئی اور وہ تقریباً سات فٹ ہوگئی پھر اس نے تھپڑ کی طرح ہاتھ گھمایا میں نے ایک جمپ لگایا جو بالکل اس کے نزدیک جا پہنچایا مجھ کو میری چھلانگ کافی بڑی تھی یہ سب دیکھ کر تو وہ جیسے بھینسا دھیر جاتا ہے بالکل ایسے ہوگیا اس نے تو پھر حملوں کی بارش کردی پھر میں نے اس کے ہاتھ کو پکڑنا چاہا لیکن میں اس کے ہاتھ سے گزر گیا بالکل دھویں کے بادل کی طرح۔

وہ زور سے ہنسا تم دھویں کو کیسے پکڑ سکتے ہو مجھے پریشانی ہوئی لیکن جھٹ سے میرے ذہن میں ایک فلم آگئی اس میں کس طرح اس کو پکڑتا ہے میں نے سیکنڈ میں اک زنجیر منگوائی اور اس پر پھونک ماری تو اس پر آگ کے شعلے آگئے اور جھٹ سے گھما کر اس کے ہاتھوں پر ماری تو اس کو زور کی لگی وہ ہنسی بھول گیا اور دو قدم پیچھے ہوگیا میں مسکرایا اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے وہ غصے سے ہاتھ کو دیکھتا ہوا بولا بس بہت ہوگیا اب تمہاری موت کا وقت ہے اس نے گھور کر میری طرف دیکھا تو دو آگ کی شعاعیں نکلیں جو میری طرف بڑھی میں نے فٹ سے چھلانگ لگائی اور پانچ فٹ دور جا گرا یہ حملہ اچانک تھا اور میں اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گر گیا مجھ کو چوٹ بھی اچھی آئی تھی میں نے اپنے لیے ایک ڈھال منگوائی اور پھر ساتھ ہی زنجیر کو جھٹکا دیا اس کی طرف زنجیر لمبی ہوگئی اور اس کے پاؤں کے ساتھ لپٹ گئی میں نے زور لگا کر پیچھے کھینچا وہ لڑکھڑایا لیکن گرا نہیں اس نے جھٹ سے ہاتھ پیچھے کر کرے زنجیر کو پکڑنا چاہا یہ موقعہ میرے لیے اچھا تھا میں نے فٹ سے زنجیر کھینچی اور اس گردن میں ڈال دی اس کی گردن میں زنجیر پھندے کی طرح پڑ گئی اور ساتھ ہی زور لگا کر اس کو کھینچ لیا مجھے نہیں پتہ تھا کہ مجھ میں اتنی طاقت کہاں سے آگئی کہ اس سوگز کی بلا کو میں نے گھٹنوں بیٹھا دیا غالباً یہ طاقت ان چار دھوؤں کی وجہ سے ہے جو میرے اندر تھے مجھے کافی خوشی ہوئی وہ گھٹنوں بیٹھ گیا تھا پھر میں نے زور لگا کر زنجیر لی اور اس کو پھونک کر آگ لگائی اس یکھ چہرے کے قریب کھڑا ہو کر زور زور سے زنجیر کو ہلایا جو گول دائرے کی طرف گھومی اور ساتھ ہی اس سے آگ کے شعلے اگلے وہ یکدم پریشان ہوگیا آگ کے شعلے اس پر پڑے اور پھر وہاں سے وہ جلنے لگا آپ جاؤ دوزخ کی طرف جو تمہارا اصلی ٹھکانہ ہے پھر وہ ہوا کی طرح ہوا اس کی حیثیت ختم ہوگئی اور وہ دھواں کی طرح زنجیر میں چلا گیا اس کے ساتھ ہی زنجیر بھی میرے ہاتھ سے غائب ہوگئی اور دوسری بھی پھر دھواں کے ان سرخ بادلوں سے سورج نکلا اور تمام طرف روشنی ہوگئی میں سورج کی طرف لپکا پھر مجھے ایک جھٹکا سا لگا اور ایسے لگا جیسے میرے جسم سے روح نکل گئی ہو میرے منہ سے وہ چار دھویں نکلے اور جو بالکل انگوٹھی میں سما گئے اور میں پہلے کی طرح بالکل نارمل ہوگیا مسکرا کر انگوٹھی کا شکریہ ادا کیا اور پھر آگے کی طرف چلا گیا۔

اب پتہ نہیں کیا ہوتا ہے۔ میں نے کہا تھا کہ اس کو اتنا ایزی نہ لیں لیکن تم لوگوں نے تو میری بات نہیں مانی برمادیو کہنے لگا کمال ہے کس طرح دلیری سے اس کو شکست دی میری تو حیرانگی ختم نہیں ہو رہی تھی اب لگتا ہے ایک کھلی جنگ ہونی چاہیے جس میں وہ نہ بچ سکے تمہارا مطلب ہے ویندر کہ ہم تینوں مل کر اس پر دھاوا بول دیں تاکہ وہ آگے سے سر نہ اٹھا سکے اور پھر ہم اس کو ختم کر سکیں یہی طریقہ ہے اس کو شکست دینے کا ورنہ وہ انگوٹھی ہم لوگوں کو ختم کر دے گی اپنی اپنی طاقتوں کو اکٹھا کر لو پھر اب فیصلہ کن جنگ ہوگی۔

مجھے چلتے ہوئے کافی دیر ہوگئی لیکن کوئی رولا نہیں ہوا دن ڈھل گیا تھا سورج غروب ہوگیا تھا لیکن کوئی واقعہ نہ ہوا تھا اور نہ ہی یہ جنگل ختم ہونے کا نام لے رہا تھا میری کافی پریشانی میں اضافہ ہوگیا تھا کہ ماجرہ کیا ہے میں نے کچھ پھل کھائے اور پھر سو گیا کافی لمبی تان کر سوتا رہا آنکھ میری سورج کی روشنی سے کھلی اٹھ کر میں نے ادھر ادھر پانی تلاش کیا اور ایک چھوٹا سا تالاب نظر آیا اور میں نے اپنا منہ صاف کیا اور ساتھ میں نہایا بھی تین دن سے اسی طرح چل رہا تھا لیکن نہانے کا ٹائم نہیں ملا تھا نہانے کے بعد میرا ذہن کافی فریش ہوگیا تھا پھر سے پھل کھائے اور

مغرب کی طرف چل پڑا یہ ایک کافی لمبا سفر تھا میرے لیے مجھے کافی پریشانی ہو رہی تھی کہ اب کیا ہوتا ہے سمندر کا خاموش رہنا ایک طرح سے بڑے طوفان کا پتہ ہوتا ہے اور یہی سوچ کر میں پریشان تھا میں سوچوں میں سے اس وقت جب میری سماعت سے ملکہ شائنہ کی آواز ٹکرائی پاشا میں نے ادھر ادھر دیکھا اور کون ہے کا لفظ میرے منہ سے نکلا۔

میں شائنہ ہوں پاشا ان تینوں سرداروں کو پتہ چل رہا ہے کہ تم کس وجہ سے آئے ہو اور کس نے تمہیں یہاں بھیجا ہے اور اس دفعہ وہ اکیلے نہیں بلکہ اپنی تمام طاقتوں کے ساتھ مل کر تم پر حملہ کریں گے لیکن تم کو یہ سب کیسے معلوم ہے اور مجھے کہاں سے دیکھ رہی ہو تم مجھے یہ بات میرے علم سے پتہ چلی ہے اور تمہیں میں دیکھ نہیں رہی ہوں لیکن تمہاری آواز سن ضرور سکتی ہوں تم نے اب یہ کرنا ہے کہ یہاں سے بیس کلومیٹر دور ایک چٹان ہے یعنی وہ چٹان بالکل انگریزی لفظ سی کی طرح ہے اور وہ جگہ تم نے چوز کرنی ہے لڑائی کے لیے کیونکہ جہاں سے تم داخل ہوگے پیچھے کی طرف جنگل ہوگا اور تم وہاں پر اپنا دائرہ بنا لینا سامنے اور دائیں بائیں چٹان ہوگی اور جس جگہ تم قابض ہوگے وہ پیچھے سے خالی ہوگئی جس سے تمہیں لڑائی کرنے میں آسانی ہوگی لیکن وہ تو ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے اور میں اکیلا۔۔

اس کی تم فکر نہ کرو تم نے یہ کوشش کرنی ہے کہ ان تین سرداروں میں سے ایک لمبا اور ان سے زیادہ صحت مند ہوگا یعنی دیو ہوگا وہ اپنی اپنی تینوں طاقتیں لائیں گے اور تخت پر بیٹھے ہوں گے تم کو نظر آجائیں وہ سردار دیو تم نے کسی طرح سے مارنا ہے لیکن اس سے کیا فائدہ ہوگا یہی تو بات تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ اس سے اس جنگل کے گرد جو آتشی حصار ہے وہ ختم ہو جائے گا اور ہم پر میں یعنی اور میری فوج آجائے گی تم تک اور پھر ہم مل کر ان کا مقابلہ کریں گے اور یہ تمہارے اوپر ہے کہ تم کسی طرح اس کو ختم کرو گے اور جلدی کرو تم نے وہاں تک پہنچنا ہے اور وہ بھی جلدی کیوں کہ جہاں وہ تمہیں دیکھیں گے وہاں پر حملہ کریں گے تم سو جلدی کرو۔ یہ آخری بات تھی جو اس نے کی پھر سلسلہ ختم ہوگیا لیکن میں اس کو ماروں گا کیسے وہ ختم کیسے ہوں گے میری آواز ٹکرا کر میرے ہی کانوں تک آرہی تھی میں سمجھ گیا کہ وہ اب چلی گئی ہے اس لیے میں نے اس میدان تک جانے کا فیصلہ کرلیا میں نے خود کو ایک جنگلی چیتے کی شکل میں آنے کو کہا اس کیساتھ ہی میری کمر یکدم سیدھی ہوگئی میرے پنجے بالکل گول ہوگئے کچھ سیکنڈ میں اب میں یعنی چیتا پاشا کھڑا تھا اور میں نے پھر دوڑ لگادی میری رفتار بالکل ہوا کی طرح تھی میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ پندرہ یا بیس منٹ میں خود کو وہاں حاضر کرتا ہوں اس وجہ سے میں نے رفتار تیز کردی تھی میں جلد اس جگہ پر پہنچنا چاہتا تھا۔

کیا سب نے اپنی اپنی چاقتیں جمع کرلیں ہیں بالکل برما اور ونیدر نے کہا تو پھر چلو اس کے پہلے ہی بہت زیادہ ٹائم مل چکا ہے اس کا آخری ٹائم آچکا ہے اور وہ ہم میں سے ہی کسی کے ہاتھوں مریگا بالکل پھر تینوں ہوا میں بلند ہوئیا ور اڑنے لگے اور ان تینوں کیساتھ ایک طوفان سیبھی اڑتا تھا جو کہ ان کی طاقتیں تھیں وہ بھی چنگاڑتی ہوئی ان کے پیچھے تھیں میں بیس منٹ میں اس جگہ پہنچ گیا وہاں کا میدان دیکھا تو حیران رہ گیا یہ جنگل کا بالکل درمیان تھا اور ایک چٹان ایسے ہی تانی شکل کی تھی اور بہت زیادہ بڑی اور مضبوط تھی میں نے تمام طرف نظر دوڑائی مجھے شائنہ کی تجویز کی جگہ اچھی لگی میں نے انگوٹھی کی طرف دیکھا اور پھر اس کو مخاطب کیا اس میں تم جو بھی ہو باہر آجاؤ مجھے تمہاری سخت ضرورت ہے انگوٹھی پہلے تو سرخ ہوئی پھر اس سے چار رنگ کے دھویں نکلے جن نے تھوڑی دیر میں چا شکلیں بنا ڈالیں وہ قد میں مجھ سیکافیئرے تھے جسمانی لحاظ سے مجھ سے پچاس فیصد تگڑے تھے چوڑی چھاتی اور مضبوط بازو میں نے پہلے تو ان کی طرف دیکھتا رہا وہ بھی میری طرف دیکھتے رہیان کی آنکھیں انڈے کی طرح سفید تھیں لیکن جسمانی رنگ بالکل مختلف تھے مجھے کافی حیرانگی ہوئی لیکن مجھے اس بات پر نہیں بلکہ کسی اور طرف دھیان دینا تھا آپ لوگوں نے

میری پہلے بھی مدد کی تھی اور بہت ہی خوفناک اور طاقت ور چڑیلوں ڈائنوں اور دیو سے میری جان بچائی ہے آپ حکم کریں ہم اپنی جانیں دے دیں گے کیونکہ جو بھی اس انگوٹھی کو پہنتا ہے اور اچھے مقصد کے لیے اس کو استعمال کرتا ہے تو ہم چاروں اسکی حفاظت بھی کرتے ہیں اور مدد بھی کرتے ہیں درمیان والے نے کہا میں نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور سب کا شکریہ ادا کیا حالات یہ ہیں کہ پہلے وہ علیحدہ علیحدہ اپنی طاقتوں سے مجھے پر حملہ کرتے رہیں گے میں لیکن اب انہوں نے باقاعدہ جنگ کی صورت حال پیدا کردی ہے اور میں اکیلے مر نہیں سکتا ان سے کیوں کہ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے اور میں اکیلا اس وجہ سے مجھے تمہاری ضرورت ہے تا کہ ہم سب مل کر ان کا مقابلہ کریں اور اس لمبے دیو برما کو ختم کریں تا کہ اس علاقے کے گرد پھیلا ہوا طلسمی جال ختم ہو جائے اور وہ ملکہ شائنہ ہماری مدد کو پہنچ سکے اور یہ سب کام کرنے کے لیے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے تمہارے تعاون کے بغیر میں کچھ بھی نہیں کرسکتا چاروں نے صرف سر کو ہلایا ۔سب سے پہلے تو مجھے ایک ڈھال کی ضرورت ہے دائیں طرف نے مجھے ڈھال دی یہ لیں میں بولا شکریہ وہ صرف مسکرایا میں نے دیکھا وہ کافی مضبوط تھی میں نے اس کو بائیں ہاتھ میں پھنسا لیا اور پھر اپنا خنجر نکال لیا سامنے والے دیو جوان سے کچھ بڑا تھا یہ ایک منٹ خنجر مجھے دیں گے میں نے خنجر اس کو دیا تو اس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہ بالکل لاوے کی طرح سرخ ہو گیا اور میری طرف بڑھا دیا یہ خنجر جب بھی کسی کو لگے گا تو وہ وہاں ہی راکھ ہو جائیگا میں نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ساتھ ہی میں نے شکریہ ادا کیا اس نے میرے ساتھ ہاتھ ملایا۔

تم لوگ خود کو کہیں چھپا لو تا کہ وہ تمہیں دیکھ نہ سکیں اور میری طرف بڑھیں اکیلا سمجھ کر اور جب وہ بالکل سامنے آجائیں تو پھر تم لوگوں نے حملہ کرنا ہے ٹھیک ہے وہ یکدم غائب اور میں ڈھال لے کر وہاں کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر میں مجھے تین تخت اڑتے ہوئے نظر آئے اور ان کے ساتھ آندھی بھی تھی مجھے حیرانگی ہوئی کہ یہ بڑی جلدی آگئے پھر وہ تینوں تخت زمین پر اترے اور وہاں پر جی دیو سردار کھڑے تھے میں ان تختوں کو لے کر آنے والوں کو نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

بہت خوب آدم زاد بہت خوب تمہاری بہادری تو یقیناً دیکھنے کے قابل ہے کہ کس طرح تم نے ہمارے بے انتہا طاقت ور بلاؤں کو شکست سے دوچار کیا اور ہمارے سامنے کس طرح اکڑ کر کھڑے ہو میں نے ان کی باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا بس ان کی طرف دیکھتا رہا کیا تم کو ڈر نہیں لگا ہم سے میں ہلکا سا مسکرایا نہیں ڈرتا صرف اپنے خدا سے ہوں باقی کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے اب بھی موقعہ ہے یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی زندگی کی خوشیاں مناؤ جو کچھ باقی رہ گئی ہے تمہاری میں نے آنے سے پہلے سے وعدہ کیا تھا اور وہ وعدہ مجھے ابھی بھی یاد ہے جب تک میں وہ وعدہ تم تینوں پورا نہ کرلوں میں یہاں سے واپس جانے والا نہیں ہوں اور یہ وعدہ تم تینوں کی موت پر ہی ختم ہوسکتا ہے یا پھر میری موت پر میرے الفاظ پر دو تو مسکرائے لیکن تیسرا جو درمیاں میں تھا ان سے تھوڑا بڑا بھی تھا اور طاقت جسمانی لحاظ سے زیادہ تھا اس کو کچھ مرچیں لگیں وہ کافی غصے میں ہو گیا یہ و ابھی پتہ چل جائے گا کہ کون مرتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے اطمینان سے برما غصہ مت کرو اس کو دیکھتے ہیں کہ کیا کرسکتا ہے اس سائیڈ والے نے زور سے تالی بجائی ان کے تخت کو اٹھا لیا گیا اور وہ بالکل پیچھے ہٹ گئے جہاں تک کافی فاصلہ تھا مجھے بالکل وہ بونے سے نظر آرہے تھے پھر یکدم ہی بجلی چمکی کڑک کی آواز اتنی تیز تھی کہ میری تو نسیں ہی پھٹنے لگیں کان کے پردے تو جیسے ڈھول کی طرح بجنے لگے اور دھماکوں کی آواز سے تو دل دہلا گیا میں نے ڈھال آگے کرلی اور پھر وہاں سے تھوڑا پیچھے ہوا جب تھوڑی دیر کے بعد مٹی کا رولا کم ہوا تو ان تینوں کے سامنے ہزاروں کی تعداد میں ایک جماعت کی طرح عجیب عجیب شکلوں کے جن دیو چڑیلیں کھڑی تھیں ایک دفعہ تو میں پریشان ہو گیا پھر اپنا دل مضبوط کیا اللہ پر بھروسہ رکھا اور مجھے اپنی ان

چار انگوٹھی طاقتوں پر یقین تھا وہ میری مدد ضرور کریں گے میں نے بھی ڈھال سنبھال لی اور خنجر کو ہاتھ میں جھٹکا دیا جس سے وہ تلوار بن گیا اس دفعہ اس کا رنگ چاندنی کی طرح نہیں بلکہ سرخ ہو گیا۔۔

ختم کردو اسے۔۔تو اس کے ساتھ ہی دو قطاریں آگے بڑھیں وہ دوڑتی ہوئی آئیں زمین ہلنا شروع ہو گئیں جب وہ بالکل سامنے ہو آئی تو میں نے یعنی اللہ کو یاد کرنے دوڑ لگادی اور ڈھال میرے ہاتھ میں تھی جب بالکل ہم سامنے پہنچے تو آگ کے چار گول اڑتے ہوئے آئے جس نے ایک دہشت ناک ماحول پھیلا دیا اس سے ان عجیب مخلوق کے ٹکڑے میں نے تو بکھرتے ہوئے دیکھے اور ان کو آگ لگنے کے بعد تمام کے تمام مر گئے تین جو میرے سامنے آرہے تھے ان میں سے جو جو آگے تھے میں نے ان پر جمپ لگا دیا ایک کے منہ پر زور سے ڈھال ماری اور دوسرے کے سینے میں تلوار اتاری تو وہ وہیں مٹی کا ڈھیر بن گیا خود کو سنبھالتے ہوئے میں نے لیٹے ہی تلوار ماری جو اس ڈھال کو لگنے سے گرا تھا اس کی پیٹھ پر لگی اور وہ بھی وہیں ختم ہو گیا تیسرا میرے اوپر بالکل سر پر پہنچ گیا وہ مجھ پر حملہ کرنے والا تھا لیکن ایک ہی چیخ سے ڈھیر ہو گیا تو میں نے دیکھا اس کے پیچھے وہ نیلے جسم والا کھڑا تھا اس نے اسے مار دیا تھا پلک جھپکتے ہی سب ختم ہو گیا ہم لوگ ان سے نمٹتے ہیں تم اس برما دیو کو ختم کرو ٹھیک ہے میں نے کہا اتنے میں آواز آئی گھیر لو انہیں اور ختم کردو ہمکیونکہ آگے آگے تھے تو انہوں نے دوڑ لگا کر ہم کو گھیر لیا میں نیکھا ہم کو پیٹھ ملا کر ان کا مقابلہ کرنا چاہیے ہم پانچوں نے پیٹھیں ملائیں تم ان لوگوں کو سنبھالو میں اس کو لے کر برما کی طرف جاتا ہوں ٹھیک ہے ان تینوں نے مل کر کہا پھر وہ دشمن کی طرف دوڑ پڑے۔

میں نے اتنا دیکھا کہ انکے ہاتھوں میں کمال کی خوفناک بڑی بڑی تلواریں آگئی تھیں اور بائیں ہاتھ سے وہ بجلی کی طرح شعاعیں بھی نکالتے جو جس پر پڑتی وہ وہاں ہی ڈھیر ہو جاتا چلو میرے ساتھ اس کالے دیو نے مجھے کہا۔جس نے تلوار پر کچھ پڑھ کر مجھے دیا تھا اس نے اپنی جون بدل لی تھی وہ اب ایک آدم خور بن گیا تھا جس کے منہ سے آگ نکلتی تھی اور وہ ہر طرف کھلبلی مچا رہا تھا میں نے بھی تلوار گھمادی جو کسی نہ کسی کو لگتی تو وہ وہیں ڈھیر ہو جاتا دوسری طرف شائنہ بالکل دائرے کے پاس کھڑی تھی اور حسرت سے اسے دیکھ رہی تھی کب یہ ختم ہوا اور وہ ہماری مدد کو پہنچ سکیں جلدی کرو پاش اس برما کو بس ایک بار ختم کردو پھر دیکھو میں انکا کیا حال کرتی ہوں تمام اس کے ماتحت کھڑے تھے پارو بھی وہاں پر موجود تھی ادھر اس نیلے سرخ اور سفید دیو نے تو قیامت برپا کردی تھی جس طرح ان کی تلوار چلتی تھی اسی طرح وہ اپنی ہاتھ آنکھوں سے بجلی نکالتے جو کسی نہ کسی عجیب مخلوق پر پڑتی تو وہ وہیں گولے کی طرح پھٹ جاتا اور ان کی فوج میں جلدی سے کمی ہو رہی تھی لیکن وہ تینوں سردار پریشان نہ تھے شہرورد یو یہ تو عام سی طاقتیں ہیں اصل طاقت تو میں نے بچا کر رکھی ہوئی ہے جب یہ تھک جائیں گے تو پھر میں یہ سب ان پر حملہ کروں گا لومنٹوں میں ان پانچوں کی لاشیں بچھا دیں گی وہ مزے سے لڑائی کا نظارہ کر رہے تھے۔

کالے دیو یہ تو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے اور بڑھتے جا رہے ہیں طاقتیں ان کی میں نے ایک کے دل میں تلوار اتاری دوسرے کی گردن اڑادی اور تیسری کی ٹانگیں کاٹ ڈالی ہیں اسی طرح پھرتی سے حملہ کرتا لیکن حیران کن بات کہ مجھ میں یہ پھرتی آئی کہاں سے شاید اس مشروب کی وجہ سے تھے کالے دیو نے تین کو بروقت ختم کیا اور ساتھ ہی زور کا سانس لیا اور منہ کو دائیں بائیں کیا تو آگ نکلی جس سے دھڑا دھڑ جلنے لگے تم ٹھیک کہتے ہو اس نے میری طرف پھونک ماری مجھے جھٹکا لگا اب تم غائب ہو اور تم کو کوئی بھی چھو نہیں سکتا ہے میں حیران ہوتے دیکھ رہا تھا واقعی وہ عجیب سی مخلوق حیرانگی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ابھی تو میں یہاں تھا پھر کہاں گیا۔برما تک پہنچنے کی کوشش کرو ہم انہیں سنبھالتے ہیں ٹھیک ہے میں نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر تلوار چلادی چیخوں کی پکار شروع ہو گئی کیونکہ میں کسی کو نظر تو نہیں آرہا تھا بس ہر طرف مٹی کے ڈھیر بنتے جا رہے تھے کالے دیو نے

عجیب سی آواز نکالی باقی تین دیو نے بھی سنی اور وہ غالباً اس کا مطلب سمجھ رہے تھے سب بیک وقت ایک فلائی ڈریگن بن گئے اور تھوڑی سی بلندی پر اڑنے لگے اور ساتھ ہی منہ سے آوازیں نکال رہے تھے اور شعلے پھینک رہے تھے ہر طرف قیامت کا سماں تھا ان عجیب سی مخلوق کی چیخیں گونج رہی تھی ان سب سے تو بعض وہاں سے ڈر کے مارے غائب ہو گئے تھے پچیس منٹ بعد ہر طرف شعلے تھے باقی کچھ نہیں سب اسی طرح غائبانہ حالت میں تھا اور یہ سب دیکھ رہا تھا تھوڑی دیر میں وہ نیچے اترے اور اصلی حالت میں آگئے میں ان کے پاس آیا بہت خوب کیا یہ لڑائی ختم ہو گئی نہیں کالے دیو نے کہا اصل لڑائی تو ابھی شروع ہوئی ہے تھوڑی دیر میں وہ شعلے ختم ہو گئے تھے میں نے دیکھا کہ بھیڑیوں کا ایک جھرمٹ ان تینوں تختوں سے نکل کر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

وہ تعداد میں سو کے قریب تھے پہلے تو تم عام سی مخلوق سے لڑ رہے تھے اب تمہارا مقابلہ میرے خونخوار محافظوں سے ہوگا اگر بچ گئے تو پھر دیکھتے ہیں ویندر نے کہا اور ساتھ ہی ان تینوں کا قہقہہ گونجا۔ یہ سالے ڈرپوک خود تو سامنے نہیں آ رہے ہیں اپنی طاقتوں کو بھیج رہے ہیں۔ تم اسی طرح غائب رہو گے پاشا اور ان کے درمیان سے نکل جا کر جانا ہے اور باقی ہم سنبھال لیں گے میں نے حیرانگی سے کہا وہ تعداد میں سو کے برابر ہیں اور تم چار ہو مجھے تمہاری مدد کرنی ہوگی نہیں تم اپنا ذہن اس برما تک محدود رکھو اور اسے قتل کرنے کی کوشش کرو تاکہ ملکہ ہماری مدد کو پہنچ سکے ٹھیک ہے اب ان کے درمیان سے جاؤ تم میں نے آگے چلنا شروع کر دیا وہ بھیڑئے مجھے نہیں دیکھ رہے تھے ان کی نظر ان چار دیو پر تھی تم نے دیکھا وہ آدم زاد ان کو نظر نہیں آ رہا ہے وہ غائب حالت میں ہے لیکن ہم سے غائب نہیں رہ سکتا۔

برما بولا تم چپ رہو اس سے بھی نمٹ لیں گے پہلے ان چاروں کا کچھ ہو شہرور نے کہا مجھے بس ان کی فکر ہو رہی تھی میں نے اللہ کا نام لیا اور چل پڑا مجھے تو یہ معلوم تھا کہ میں ان کی نظروں سے غائب ہوں لیکن وہ تینوں تو مجھے دیکھ سکتے تھے میں بن مانس بنوں گا تم سرخ دیو جنگلی ریچھ بنو گے اور تم سفید دیو آدم خور بھیڑیا اور تم نیلے دیو سب اسی طرح ان کا مقابلہ کرو گے ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی اور سب نے مل کر حملہ کرنا ہے اور ایک جگہ ٹک کر مقابلہ کرنا ہے اور پہل ان کی طرف سے ہوگی جب وہ سامنے آئیں تو پھر اپنے روپ بدلنے ہیں ٹھیک ہے او کے۔ سب نے کہا۔ چیر ڈالو انہیں یہ آواز تھی اور تمام بھیڑیوں نے طرف دوڑ لگا دی وہ کافی تعداد میں تھے اس وجہ سے کھڑک کر لڑنے کو کہا تھا وہ جب بالکل سامنے ائے تو تمام نے جمپ لگا کر ہوا میں ہی اپنے روپ بدلے جبکہ نیلے دیو نے ہاتھ بلند کیا اور ایک لڑی سی تلوار آئی اور پھر ہمارے درمیان جنگ کا آغاز ہو گیا وہ تعداد میں زیادہ تھے میں نے ایک پر چھلانگ لگائی سیدھا اس کے اوپر جا گرا اس کی ہلکی سی چیخ نکلی بس پھر بروقت چار بھیڑیوں نے میری طرف چھلانگ لگائی میں نے جمپ لے کر ہوا میں بلند ہوا اور پھر دور جا گرا وہ چاروں آپس میں ٹکرائے تو وہ چون کی آواز نکال کر خاموش ہو گئے۔

ایک نے اس کی ٹانگ پر حملہ کیا اور اپنے بڑے جبڑوں میں لے لی اس نے جھٹ سے اپنے ناخن باہر نکالے اور پور ہاتھ اس کی پیٹھ پر مارا جس سے اس کی پیٹھ اڈھیر ڈالی وہ چیخا لیکن یہ چیخ اس کی آخری تھی میں نے دونوں ہاتھوں سے اس کی گردن موڑ دی ایک اور نے میرے دائیں کندھے پر حملہ کیا میں نے فٹ سے اس کو سر سے پکڑا اور سامنے پٹخ دیا اور دونوں ہاتھ اس کے پیٹ میں گھسائے وہ وہیں ڈھیر ہو گیا ایک اور طرف سرخ دیو نے ریچھ کی طرح حملہ کیا وہ دوڑتا ہوا آیا دو کو ڈھسن لگائی ایک کے منہ پر تھپڑ مارا وہ دور جا گرا ایک جو سائیڈ سے ایا اس نے اس کی ران پر حملہ کیا سرخ دیو نے اپنا جبڑا اس کی گردن پر گاڑھا اور اس کی گردن آدھی غائب ہو گئی جو جو ڈھسن سے گرے تھے ابھی وہ سنبھلے ہی نہ تھے کہ نیلے دیو نے تلوار سے ان کا صفایا کر دیا سرخ دیو نے اس کی طرف دیکھا تو اس کی پیٹھ سے ایک بھیڑیا لپکا لیکن ہوا میں ہی اسے کیچ کر لیا اور زمین پر سر کے بل دے مارا وہ ہلکا سا چیخا

اور پھر منکا ٹوٹنے کی آواز آئی نیلا دیو تو بالکل پاگل ہو گیا تھا وہ چھلانگ لگا کر کبھی کہیں اور کبھی کہیں جاتا اس نے چھلانگ لگا کر سفید دیو کی طرف پہنچا جہاں پر چار بھیڑیوں نے اس پر حملہ کر دیا تھا اس نے اک کے پیٹ میں تلوار گھسا دی اور جو سرے کو درمیان سے ایک ہی وار میں دو کر دیا باقی دو کو سفید دیو نے سنبھال لیا کالا دیو جس نے ابھی تک دس کو ختم کر دیا تھا جلدی سے ان سرداروں کے تختے کی جانب بڑھا تین بھیڑیے اس کی جانب لپکے تینوں نے بروقت حملہ کیا اور اس کو لیتے ہوئے زمین پر قلابازیاں کھاتے گرے اور اس پر حملہ کر دیا دو تو اس نے اپنے بازوؤں میں لپیٹ لیا لیکن ایک نے اس کی ران پر زور کا چک ڈالا جس سے اس کی چیخ نکل گئی میرا دھیان اس کی طرف ہوا وہ مجھ سے کوئی دس فٹ دور تھا میں نے اس کی طرف دوڑ لگا دی وہ بھیڑیا اس کو جھنجھوڑے ہوئے تھا میں نے یہ فاصلہ بجلی کی طرح یاد کیا اور ایک ہی جمپ لگا کر تلوار کدال کی طرح اس کے سینے میں لگا دی وہ چیخ مار کر ڈھیر ہو گیا کالا دیو جلدی سے اٹھا اور ان دونوں بھیڑیوں کو ایک طرف اچھال دیا وہ دور جا گرے ان کو اٹھنے سے پہلے ہی نیلے دیو تلوار سے ختم کر دیا۔

چلو اور سنبھل کر کالے دیو کے منہ سے انسانی آواز سن کر تو پہلے میں ڈر سا گیا پھر اس نے مجھے جلدی سے پکڑا اور زور سے گیند کی طرح اچھال دیا میں اڑتا ہوا ایک پرندے کی طرح ان تینوں سرداروں کی طرف جا رہا تھا لیکن میرا نشانہ برما دیو تھا میں نے جلدی سے ڈھال کو سیدھا کیا شہرور نے مجھے آتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس نے دونوں ہاتھوں کو میری طرف جھٹکا دیا اس سے آگ سی نکلی لیکن وہ آگ میری ڈھال کی وجہ سے مجھ تک نہیں پہنچ پائی تھی برما دیو حیرانگی سے پہلے شہرور دیو کی طرف دیکھا پھر میری طرف نظر اٹھائی لیکن میں اس کے سر پر پہنچ گیا تھا اور تلوار کو خنجر کی طرح اس کے سینے میں گھسا دیا اور اس کو لیتا ہوا تخت سے نیچے جا گرا۔

وہ میرے نیچے تھا اور میں بالکل اس کے اوپر تھا تلوار میری اس کے سینے میں گھس گئی تھی وہ آخری سانس لیتے ہوئے مجھے دیکھ رہا تھا اور میں حیرانگی سے اس کی طرف وہ پھر وہاں پر ہی مٹی کا ڈھیر بن گیا اور ہوا میں اڑ گیا میرا سر اسکے سر سے ٹکرایا تھا جس سے میرے سر سے خون آنے لگا لیکن میں نے دھیان نہ دیا بس پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سرخ رنگ کی شعاع سی پھیل گئی اچانک دھماکہ ہوا اور وہ آتشی حصار یکدم غائب ہو گیا شائنہ سمجھ گئی برما دیو مارا گیا ہے اس نے کہا چلو اپنے ساتھیوں کی مدد کریں پھر یکدم وہ سب ہوا میں بلند ہوئے تعداد میں وہ سو سے زیادہ ہوں گے لیکن ہوا میں بلند ہونے کے وہ میدان میں اڑے سب سے آگے ملکہ شائنہ تھی اس نے ہی سب کو راستہ دکھایا تھا۔

میں نے سمجھنے والے انداز میں بولا کیا میں نے برما کو مار دیا ہے ہاں ہاں میں نے برما کو مار دیا ہے یہ آواز ان ویندر اور شہرور دیو نے بھی سنی اور ان دیو جو میرے ساتھ تھے سب نے سنی وہ بھیڑیوں کا خاتمہ کر چکے تھے سب نے خوشی سے چھلانگیں لگانا شروع کر دیں ویندر اور شہرور دیو تو غصے سے آسمان کی طرف اٹھے اور ہاتھوں کو اوپر کی طرف بلند کیا سب آ جاؤ اور مل کر ان کا مقابلہ کرو ایسے میں ہر طرف سے آندھی چلنے لگی اس آندھی سے آگ کے گولے برسنے لگے اور ہر گولے سے ایک مخلوق نکلتی جو آتشی ہوتی بہت ہی خوفناک اور دل کو دہلا دینے والا ان کا چہرہ ہوتا میں جھٹ سے تخت کے نیچے ہو گیا۔

لگتا ہے ان دونوں نے تمام طاقتوں کو بلا لیا ہے ہر طرف آتشی مخلوق تھی میں نے ہمت کر کے باہر سر نکالا چار دیو لڑ رہے تھے پھر اللہ کا نام لے کر باہر نکلا اور انکی طرف دوڑ پڑا میں ابھی بھی غائبانہ حالت میں تھا میں نے ایک آتشی مخلوق کو تلوار ماری وہ وہاں پر ہی ڈھیر ہو گیا سرخ کالا نیلا اور سفید دیو اب اصلی حالت میں آ چکے تھے وہ کافی خوش تھے میں نے دوڑ کر ان کا ساتھ دیا جہاں سے دائیں بائیں سے مخلوق ان پر حملہ کو رہی تھی وہ ایک گول دائرے کی طرح ان سے لڑ رہے تھے۔

شاباش پاشا۔ کالے دیو نے ایک اس بلا کر سر قلم کر دیا میں نے دیکھا اس کے جسم سے خون نکل رہا تھا لیکن

اس کو پرواہ نہ تھی یہ تو میرا فرض تھا جناب میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا ہر طرف دن کی بجائے رات کا سماں تھا اور ان کالے بادلوں سے گرنے والے سرخ رنگ کے گولے ہر طرف وحشت پھیلائے ہوئے تھے اب تک شائنہ کو آ جانا چاہیے تھا پتہ نہیں اس کے اتنی دیر کیوں لگا دی میرے ذہن میں یہ سوال چل رہا تھا کہ ایک طرف سے بجلی چمکتی ہوئی نظر آئی جو سیدھے ان ہوا میں بلند سرداروں پر پڑی وہ چلاتے ہوئے پیچھے جا پڑے میں حیران رہ گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔

جب نظر سامنے کی طرف اٹھی تو وہ ملکہ شائنہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی تھے سب کو جلا ڈالو کسی کو بھی چھوڑنا نہیں ہے ملکہ کی آواز گونجی اس کی آواز سن کر تو سب جوش میں آ گئے آدھے سے زیادہ زمین پر اترے اور کچھ تو آسمان کی طرف اڑ پڑے اور بادلوں میں غائب ہو گئے شائنہ کی فوج نے ہمارے ساتھ دینا شروع کر دیا اب تو ہر طرف جنوں بھوتوں کی لاشیں پڑی تھیں ہر کوئی چیخ رہا تھا قیامت کا سماں نظر آ رہا تھا تھوڑی دیر لگی تو بادلوں میں گرج کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں گڑگڑ کی آوازیں ہمارا دھیان اوپر چلا گیا تو ان پر سرخ اور سفید رنگ کے گولے اڑتے ہوئے نظر آئے جو ایک دوسرے سے ٹکرائے اور پھر ان سے گڑگڑ کی آواز نکلتی تھوڑی دیر تو ایسا ماحول رہا پھر ان بادلوں میں دراڑ پڑی جس طرح زلزلے کے بعد زمین پر پڑتی ہے اور بالکل اسی طرح اور پھر ان سے سفید روشنی نکلتی ہوئی اور ایک آواز کے ساتھ جیسے ایٹم بم پھٹتا ہے اس طرح ہر طرف پھیل گئی اور بادل کالے غائب ہونا شروع ہو گئے۔

پھر آہستہ آہستہ ہر طرف سورج کی روشنی پھیل گئی سورج کی شعاعیں زمین پر پڑیں تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اس سے بم پر وہ آتشی گولے برسنا بند ہو گئے پھر وہاں پر تمام مخلوق نے جو ان گولوں سے نکلتی تھی اڑنا بند کر دیا روشنی سفید والی ختم ہوئی تو مجھے پارو نظر آئی جو اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ زمین پر اتر رہی تھی۔ یہ سب منظر دیندر اور شہرور دیور یکھ رہے تھے اندونوں نے یہاں سے نکلنے کو سمجھا وہ ابھی اڑے ہی تھے کہ ان دیکھی زنجیروں نے انہیں جکڑ لیا۔

تم کہاں جا رہے ہو ملکہ شائنہ نے کہا میری نظر تم پر ہی تھی اس طرح تو نہیں جانے دوں گی اس نے ان کو زنجیروں سے باندھا ہوا تھا ہمکو چھوڑ دو ہم دوبارہ کبھی بھی ایسا نہیں کریں گے یہاں سے دور چلے جائینگے دوبارہ کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے شہرور نے التجا کی ان دونوں کے منہ سے تکلیف کا اندازہ ہو رہا تھا اچھا تم دونوں کو چھوڑ دوں اور ان لوگوں کا کیا ہوگا جن کی تم نے بلیاں دی ہیں جن ہم نسلوں کو تم نے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ کتنی بستیاں تم تینوں نے اجاڑ ڈالی تھیں انکی روحوں کو کیا جواب دوں گی میں ہم کو معاف کر دو ملکہ دوبارہ ایسا نہیں کریں گے ملکہ نے غصہ سے انکی طرف دیکھا اور منہ میں کچھ پڑھ کر ان کی طرف پھونک مار دی تو وہ درد سے تڑپنے لگے نہیں نہیں ہمکو چھوڑ دو ہم کو معاف کر دو ان کی چیخیں ملکہ کے کانوں میں پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ گئیں ملکہ نے جب دوسری پھونک ماری تو ان کے جسم نیلے سرخ ہونا شروع ہو گئے ان کی چیخوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا پھر ان کے جسموں سے شعلے نکلے اور پھر وہاں پر ہی ڈھیر ہو گئے سب نے مل کر نعرے لگانا شروع کر دیئے ملکہ شائنہ زندہ باد ہر کوئی خوش ہو گیا وہ مسکراتی ہوئی میرے پاس آئی اور فرط جذبات سے مجھے گلے سے لگا لیا تمام لوگ یکدم چپ ہو گئے میں بھی حیران رہ گیا جب وہ پیچھے ہٹی تو اس کی آنکھوں میں آنسو تھے وہ رو رہی تھی مجھے حیرانگی ہوئی اس نے روندھی ہوئی آواز میں کہا۔

تمہارا شکریہ اقبال پاشا آج جو تم نے ہمارے اوپر احسان کیا ہے وہ زندگی بھر ہم نہیں اتار سکتے ہم مسلمان جنات ہیں لیکن اس آتشی حصار کی وجہ سے ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے تھے تمہاری مہربانی کہ تم آئے اور ہماری مصیبتوں کو ختم کیا۔ میں ہلکا سا مسکرایا اس میں احسان والی کون سی بات ہے ہم مسلمان ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ ایکدوسرے کی مدد کریں اگر کسی پر کوئی پریشانی آ جائے تو اس کا ساتھ دیں اور اگر آپ اس کی پریشانی یا مصیبت کو ختم کر سکتے ہیں تو اس کی مدد کریں اور یہ ایسا جذبہ ہے جس میں نہ تو ذات کا دخل ہے اور نہ ہی جنات بھوت کا اور نہ ہی مذہب کا۔

اقبال پاشا زندہ باد اقبال پاشا زندہ باد سب خوشی سے نعرے لگانے لگے میں نے ہاتھ کو بلند کیا اور انہیں چپ رہنے کو کہا۔ میں پہلے تو لالچ پر آیا تھا کہ مجھے پیسوں کی ضرورت تھی لیکن اب میرے دل میں لالچ ختم ہو گیا ہے انسان کو بعض اوقات کام بغیر کسی لالچ کے بھی کرنا چاہیے تا کہ اپنے دل اور ضمیر کو زیادہ مضبوط بنا سکیا ور اسے زندہ رکھ سکے پھر وہاں سے ہماری واپسی ہوئی وہ تمام علاقہ ملکہ نے اپنے قبضے میں لے لیا اور اس کے گرد آتشی حصار بنا دیا میں کچھ دن وہاں رہا اور علاقہ گھومنے ... شائنہ بولی۔

اب تم کیا کرنا چاہتے ہو پاشا۔ میں اب اپنے گھر جانا چاہتا ہوں مجھے خوشی ہوگی کہا پلوگ مجھے گھر چھوڑ دیں ملکہ تخت سے نیچے اٹھ آئی جو پاشا تم نے ہمارے لیے کیا ہے وہ تو کوئی اپنا بھی نہیں کرتا ہے ویسے بھی تم ہمارے مہمان ہو اور خالی ہاتھ مہمان کو ہم نہیں جانے دیتے ہیں اس نے تالی بجائی اور ایک چھوٹا سا بکس آیا وہ ملکہ نے مجھے دیا یہ کیا ہے میں نے سوال کیا کھول کے دیکھ لو میں نے اسے دیکھا تو سونے کی ایک اینٹ تھی اس میں میں نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا یہ ہم ہر مہمان کو دیتے ہیں ہمارے علاقے کا دستور ہے کوئی شاہی مہمان ہو تو اس کو یہ تحفہ دیتے ہیں۔ اور پلیز انکار نہیں کرنا ہے میں نے اس کیطرف شکریہ والی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا شکریہ۔ کیا تم ابھی گھر جانا چاہتے ہو جی بالکل ابھی تو ٹھیک ہے پارو اس کو گھر چھوڑ آؤ میں نے ملکہ کا ہاتھ پکڑا اور اس کو چوما اور مسکرا کر اسنے میری طرف دیکھا ٹھیک ہے خدا حافظ پھر میں اور پارو اس قلعہ نما کوٹھی سے باہر نکل آئے باہر نکل کر پارو نے میری طرف دیکھا اور کہا تیار ہو میں نے گھوم کر ہر طرف دیکھا بہت سے جن مجھے نظر آئے سب مجھے ہاتھ ہلا رہے تھے جیسے وہ خدا حافظ کہہ رہے ہوں میں نے زور کی سانس لی اور ریڈی کہا اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور یکدم غائب ہو گئی جب میری آنکھ کھلی تو میں اپنے گھر کی گلی میں موجود تھا اور رات کا وقت تھا میں نے اسی طرح ہاتھ پکڑ کر اسے چوما تو وہ مسکرائی اور بولی اقبال زندگی میں تجھے کبھی ضرورت پڑے تو دل میں تین بار میرا نام پکارنا میں حاضر ہو جاؤں گی میں نے دل پر ہاتھ رکھ کر تھوڑا سا جھکا اور کہا جو حکم جناب کا وہ مسکرائی اور اپنے موتی جیسے دانت دکھا کر غائب ہو گئی میں سرد آہ بھر کر رہ گیا اور گھر کی طرف چل دیا۔

اگر یہ کہانی آپ لوگوں کو اچھی لگی تو بتایئے گا پھر میں اس نامعلوم مسافر کی طرح اور کہانیاں بھی ارسال کروں گا آپکی رائے کا منتظر۔ محمد وقاص احمد حیدری۔

اقوال زریں

- کسی بھی زخم یا دکھ کو بھلانے کے لئے وقت ایک مرہم ہے۔
- انسان کبھی برا نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ اس کی برائی بری ہوتی ہے۔
- اپنوں کا پھول غیروں کے کانٹوں سے تکلیف دہ ہوتا ہے۔
- محنت کی کمائی کھانے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے۔
- اگر کچھ بننا چاہتے ہو تو ایک لمحہ بھی ضائع مت کرو۔
- تم خود نیکی کرو مگر دشمن سے نیکی کی امید نہ رکھو۔
- اگر کسی کو خوشی نہیں دے سکتے تو غم بھی نہ دو۔
- ہر نشے والی چیز حرام ہے۔
- ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔
- ماں ایک ایسی سہیلی ہے جو اولاد کے ہزاروں راز دل میں چھپا لیتی ہے۔
- انسان اپنے کردار سے پہچانا جاتا ہے، پھول اپنی خوشبو سے۔

☆......خرم شہزاد۔لیہ

بے قرار روح

---تحریر: ملک اسد یاسین ماموں کانجن---

تم۔۔تم۔تم۔۔تو مر چکی تھی پھر یہاں کیسے۔

ہاں میں مر چکی ہوں تم لوگوں نے مجھے مار دیا تھا لیکن یہ میں نہیں ہوں میری روح ہے جو تم سے انتقام لینے آئی ہے میں وہی کچھ کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں تم تینوں میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تڑپا تڑپا کر ماروں گی جس طرح تم لوگوں نے مجھے تڑپا تڑپا کر مارا تھا۔ بالکل اسی طرح میں تم لوگوں کو ماروں گی۔ عامر ایک طرف کھڑا تھا اس کو بہت دکھ ہو رہا تھا کہ اس کی محبوبہ کو ان لوگوں نے مار دیا ہے وہ ان تینوں کو دیکھ رہا تھا جو ڈرے ہوئے تھے آسیہ کو دیکھ کر ان کے چہرے زرد پڑ گئے تھے آسیہ ان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی ان کی بے بسی پر ہنس رہی تھی وہ بھی اس وقت ایسے ہی بے بس تھی لیکن انہوں نے اس کی ایک بھی نہ سنی تھی اسے مار دیا تھا پھر وہ ان کو کیسے چھوڑ سکتی تھی اس نے اپنے منہ سے آگ نکالی اور ایک تیز پھونک ماری آگ سیدھی ہارون کی طرف بڑھی اس کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور وہ چلانے لگا چیخنے لگا لیکن کوئی بھی اس کو بچانے والا نہ تھا سب اس کے پاس موجود تھے لیکن اس کو بچانے والا کوئی نہ تھا پھر اس نے ان دونوں کو بھی مار دیا ان کا خون پی گئی۔۔ایک سنسنی خیز اور ڈراوئی کہانی۔

ہارون اور عامر گہرے دوست تھے بچپن سے لے کر اب تک اکھٹے پڑھتے آئے تھے دونوں میٹرک کے سٹوڈنٹ تھے پڑھائی میں بہت اچھے تھے اور وہ دونوں کرکٹ کے بہت ہی شوقین تھے وہ اکثر شام کے وقت کرکٹ کھیلنے چلے جاتے تھے دونوں یک ہی محلے مین رہتے تھے ہارون ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور عامر غریب گھر کا لڑکا تھا ایک بات یہ ہے ہارون کل چار بہن بھائی تھے بھائی دو تھے اور دو ہی بہنیں تھیں ہارون چھوٹا تھا اور اس کا بڑا بھائی باپ کے ساتھ کام کرتا تھا وہ اپنے باپ کا بزنس سنبھالتا تھا اور اپنی زندگی بڑی خوشی سے گزار رہا تھا ہارون صاحب کی والدہ بھی امیر گھرانے کی عورت تھی اور کافی مذہبی گھرانے کی تھی اور ہارون کی دو بہنیں تھیں جو کے پڑھ رہی تھی ایک ساتویں جماعت میں زیر تعلیم تھی اور اس سے چھوٹی پانچویں جماعت میں پڑھتی تھی عامر بھائیوں مین سب سے چھوٹا تھا اس کی سب سے بڑی بہن تھی جو کہ اپنے گھر میں خوش تھی عامر کل سات بہن بھائی تھے عامر کے بھائی پڑھے لکھے ہیں اور مزدوری کرتے ہیں اور عامر کی ایک بہن ہے جو کہ اپنی ماں کے ساتھ کام کاج کرنے میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہے ان دونوں کی دوستی پورے سکول میں مشہور تھی جس کی وجہ سے ہر کوئی ان کو ہر کوئی عزت کی نظر سے دیکھتا تھا ان دونوں کی ذہانت کی وجہ سے ان کے اساتذہ کو اپنے شاگردوں پر بہت فخر تھا آخر وہ دن بھی آ گیا۔ جس کا عامر اور ہارون کو بے چینی سے انتظار تھا آج ان کا پہلا پیپر تھا ادھر عامر اپنے گھر سے ہارون کے پاس پہنچا وہ اسی کا انتظار کر رہا تھا وہ

دونوں سکول جا پہنچے پیپر دے کر چلے گئے۔اب دونوں دوست امتحان سے فارغ تھے ایک دن عامر گھر میں بیٹھا ہوا تھا اس کی امی آئی اور اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی اور پوچھا۔

عامر بیٹا کیا بات ہے تم پریشان بیٹھے ہو۔

امی جان میں سوچ رہا ہوں کہ اب میں فارغ ہوں رزلٹ تو تین مہینے بعد آئے گا اس وقت تک میں کوئی کام کر لیتا ہوں اس کی امی نے کہا۔

ایسی بات دوبارہ مت کرنا جب تک عامر بیٹا تمہاری پڑھائی ہے تم دل لگا کر پڑھائی کرو اور کام کی نہ سوچو۔

امی یہ بات بھی آپ کی ٹھیک ہے۔میں ایسا ہی کروں گا اور اب میں ہارون کے گھر جا رہا ہوں اور شام تک واپس آ جاؤں گا۔

ٹھیک ہے جاؤ بیٹا لیکن جلدی آ جانا پھر عامر چلا گیا اور ہارون کے دروازے پر دستک دی اس کی امی نے دروازہ کھولا۔

آنٹی ہارون گھر پر ہے۔

ہاں بیٹا وہ گھر پر ہی ہے آؤ اندر آ جاؤ۔وہ ایک طرف کو ہوگئی تو وہ اندر چلا گیا ہارون کمپیوٹر پر گیم کھیل رہا تھا ۔ہارون نے جب عامر کو دیکھا تو حیران رہ گیا۔آج ہمارے گھر میں آپ--

ہاں یار گھر میں بیٹھا ہوا بور ہو رہا تھا سوچا تم کو جا کر مل لوں۔

ہاں اچھا کیا میں بھی بور ہو رہا تھا اس لیے گیم لگا کر بیٹھ گیا۔ابھی ہم لوگ باتیں کر رہے تھے کہ کھانا آ گیا۔ جو کہ ہارون کی امی دے کر چلی گئی تھی۔

یار تم نے تو یہ تکلف کیا ہے۔اس کی بلا کیا ضرورت تھی۔

اس میں تکلف کی کیا بات ہے یہ سب تمہاری قسمت ہے جو تمہیں مل گیا ہے وہ مشہور کہاوت ہے دانے دانے پر لکھا ہے کھانے والے کا نام۔ یہ آپ کے نصیب کا تھا سو تم کو مل رہا ہے اس کی بات سن کر میں ہنس دیا اور پھر ہم دونوں نے مل کر کھانا کھایا اور کچھ دیر باتوں کے بعد میں اپنے گھر آ گیا۔

دوسرے دن ہارون میرے گھر آیا اس وقت میں بھینس کو چارہ ڈال رہا تھا وہ میرے پاس آ گیا اس نے کہا۔عامر صاحب آج ہم نے کرکٹ کھیلنے جانا ہے میچ کھیلنا ہے اور یہ میچ ہم نے جیتنا ہے ۔دوپہر کا وقت تھا کھانے کا ٹائم تھا عامر کی امی دونوں کے لیے کھانا لے آئی۔

آنٹی اس کی کیا ضرورت تھی۔

بیٹا یہ آپ کے مقدر میں تھا جو چیز جس کے مقدر میں تھی وہ خود بخود اسے مل جاتی ہے یہ کھانا آپ کے مقدر میں تھا پھر ہم نے کھانا کھا لیا اور کرکٹ کھیلنے کے لیے چلے گئے ہارون نے اپنے پاپا کی گاڑی نکالی اور اس پر سوار ہو گئے ۔تھوڑی دیر بعد گراؤنڈ پہنچ گئے وہاں پر دوسرے لڑکے بھی موجود تھے جو کہ کھیلنے کی پریکٹس کر رہے تھے ہم نے وہاں گاڑی روکی اور گراؤنڈ میں چلے گئے ہم نے ٹاس جیت کر بیٹنگ کرنے کا فیصلہ کیا میچ بیس اوور کا تھا ہارون نے ستر رنز بنائے عامر نے اسی بنائے اس ٹیم اور کل سکور دو سو پچیس تھے اب دوسری ٹیم کی باری تھی عامر اور ہارون نے اچھی بولنگ کروائی اور دو سو پر ساری ٹیم آؤٹ ہوگئی ہم نے میچ جیت لیا۔اب شام ہو چکی تھی عامر نے کہا۔

یار ہارون بھوک بھی بہت لگی ہوئی ہے اور دیر کافی ہو چکی ہے اب کیا کرنا چاہیے ہارون نے کہا عامر اس میں سوچنے والی کون سی بات ہے کھانا کسی اچھے سے ہوٹل سے کھا لیں گے اب یہاں سے جانے کی سوچو میں آپ کی سمجھا نہیں ہوں۔

یار تم تو میری بات پر پریشان ہو گئے ہو میرا مطلب ہے کہ پہلے ہم یہاں سے جاتے ہیں پھر کچھ کھاتے ہیں اس کی بات پر دونوں ہی ہنس دیئے اور پھر دونوں کسی ہوٹل پر جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ گئے اور ابھی گاڑی کچھ ہی آگے گئی تھی کہ ان کی گاڑی خراب ہو گئی۔

ارے یہ کیا ہو گیا۔ یہ اچانک خراب کیسے ہو گئی اب کیا کرنا ہے عامر نے کہا۔

کرنا کیا ہے میں خود ہی دیکھتا ہوں کہ اسے کیا ہوا ہے اتنا کہ کر ہارون گاڑی سے نیچے اترا گاڑی کو اچھی طرح چیک کیا عامر اندر بیٹھا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ گاڑی اسٹارٹ ہو جائے شام کے سات بج رہے تھے وہ مزید پریشان ہو گیا اور پھر ہارون سے کہا ۔یار اللہ کا نام لو اور گاڑی چلاؤ۔

یار گاڑی نے نہیں چلنا ۔چاہے جتنی مرضی کوشش کر لو اتنی جلدی کچھ بھی نہیں ہونے والا ہے اب ایک ہی حل ہے آرام سے گاڑی کے اندر بیٹھ جائیں صبح کو چلے جائیں گے اس کے علاوہ کوئی بھی حل نہیں ہے ۔ہارون نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

یار تم گاڑی چلانے کی کوشش تو کرو۔

ٹھیک ہے آخری کوشش کر کے دیکھتا ہوں آگے ہماری قسمت ہارون نے اتنا کہہ کر گاڑی اسٹارٹ کرنے کی کوشش کی جو اسٹارٹ ہو گئی عامر خوشی سے بولا میں نے کہا تھا ناں کہ اس کو اسٹارٹ کرو دیکھا ہو گئی ناں اسٹارٹ۔ اور جب میں نے گھڑی پر ٹائم دیکھا تو میرے پاؤں سے زمین نکل گئی رات کے نو بج چکے تھے ہر طرف گہرا اندھیرا پھیل چکا تھا ایسے میں سکوت کا عالم تھا اور اندھیرا ہونے کی وجہ سے ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دے رہا تھا کہتے ہیں ناں کہ مصیبت آتی ہے کون سا پوچھ کر آتی ہے ہم نے اللہ کا نام لیا اور اپنی منزل کی طرف چل دیئے میں نے یہ روڈ کئی بار دیکھا تھا اس کے بارے میں سنا تھا کہ ایک قبرستان ہے جو بہت بڑا ہے جس کے بارے میں سنا تھا کہ وہ قبرستان دو سو سال پرانا ہے اور یہ بھی سنا تھا وہاں پر بہت ہی خوفناک روحیں رہتی ہیں۔اور جو کوئی بھی غلطی سے اس قبرستان مین چلا جاتا ہے وہ پھر زندہ واپس نہیں جاتا۔ وہ روحیں اس کو مار ڈالتی ہیں اور میرا خیال ٹھیک ثابت ہوا کچھ ہی دیر میں وہ قبرستان ہمیں دیکھائی دیا اس کو دیکھتے ہی میں کانپ کر رہ گیا۔وہ بھی ڈر گیا۔

اب کیا جائے ۔وہ گھبرائے ہوئے انداز میں بولا۔

کچھ نہیں ہوگا تم گاڑی چلاتے جاؤ۔میں نے اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا حالانکہ میں اندر سے خود بھی ڈر رہا تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے گاڑی کا خراب ہونا ہمارا یوں لیٹ ہو جانا کچھ نہ کچھ گڑبڑ تھی ۔ہم نے دیکھا کہ یکدم تیز ہوا چلنے لگی جسے دیکھ کر ہارون گھبرا گیا پھر ہارون کو عامر کی بات یاد آئی کاش میں عامر کی بات مان لیتا اور جس کی وجہ سے ہم دونوں کو ذلیل نہ ہونا پڑتا اب پچھتانے کیا فائدہ بڑوں کی مثال ہے کہ جب چڑیاں چگ گئیں کھیت عامر نے ہارون سے کہا۔

کیا سوچ رہے ہو ہارون نے کہا۔

کچھ نہیں بس ہماری گاڑی قبرستان سے نکل جائے قبرستان بھی اتنا بڑا ہے کہ جہاں تک دیکھو یہ ہی دکھائی دیتا ہے یہاں پر کافی پرانے درخت تھے جن کو دیکھ کر ڈر لگتا تھا اگر ہماری جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اس دنیا سے ویسے ہی چلا جاتا گاڑی ایک بار پھر خراب ہو گئی گاڑی قبرستان کے عین وسط میں خراب ہوئی تھی اب ہم پریشان ہو گئے ہماری گاڑی کی لائٹیں جل رہی تھی اور چاروں طرف اندھیرے اندھیرے کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا ہم نے گاڑی اسٹارٹ کی لیکن ناکام ہو گئے پھر یکدم

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

عامر کی نظر سامنے پڑی دیکھا تو دو روحیں ان کی طرف ہی آ رہی تھی۔

وہ۔وہ دیکھو۔عامر نے ہارون کو کہا۔

کیا ہے۔وہ ڈرے ہوئے انداز میں بولا۔

وہ۔وہ۔اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

شاید روحیں ہیں۔

ہاں ہاں۔ایسا ہی ہے لیکن یہ کس کی ہیں ہمیں ان کو جا کر دیکھنا ہوگا۔ ہارون نے کہا۔اس نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔دور سے ہمیں نہیں پتہ تھا کہ وہ روحیں کس کی ہیں ہم ان کو دیکھ کر ڈر گئے تھے جب ہم نے غور سے دیکھا تو وہ ایک لڑکی تھی اور ایک لڑکا تھا

تم ایک کوشش کرو شاید گاڑی اسٹارٹ ہو جائے اور ہم ان روحوں سے چھٹکارا مل جائے۔

کچھ بھی فائدہ نہیں ہے میں کئی بار کوشش کر چکا ہوں لیکن یہ اسٹارٹ نہیں ہو رہی ہے لگتا ہے ہمیں ان روحوں کا مقابلہ کرنا ہوگا ان کو آنے دو پھر دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔

یار ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے تم کوشش کرو ہوسکتا ہے کہ گاڑی اس بار اسٹارٹ ہو جائے ۔عامر نے کہا تو وہ ایک بار پھر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا اور گاڑی پھر اسٹارٹ ہوگئی۔

واؤ۔ہارون خوشی سے بولا۔

یار جلدی سے اور تیزی سے چلاؤ۔عامر نے کہا ہم کسی طرح اس بھیانک قبرستان سے نکل جائیں۔

ہارون تیزی سے گاڑی چلانے لگا ۔اور دونوں روحیں ان کے سامنے آ گئیں اور گاڑی کو روکنے کی کوشش کرنے لگیں۔

یار تم نے گاڑی کو نہیں روکنا چاہے کچھ بھی ہو جائے عامر نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔اور ہارون نے ایسا ہی کیا اور گاڑی کو قبرستان سے باہر لانے میں کامیاب ہوگیا۔گاڑی قبرستان سے باہر نکلی تو ان دونوں کو سکون سا مل گیا۔ جب ٹائم دیکھا تو رات کا ایک بج رہا تھا اس وقت جو اتنا ٹائم ہوا تھا وہ ہماری اپنی غلطی سے ہوا تھا اب ہم دونوں کو بھوک لگی ہوئی تھی کھانا ہوٹل مین ہی کھائیں گے ۔ہارونے کہا اور گاڑی کا رخ ایک ہوٹل کی طرف موڑ دیا۔ اور ہوٹل کے سامنے گاڑی جا کر روک دی۔ ہم نے وہاں کھانا کھایا اور پھر گھر کا رخ کیا۔

جب ہارون گھر پہنچا تو اسکی امی نے دروازہ کھولا۔

کہاں تھے تم اتنی رات بیت گئی ہے تمہاری کوئی بھی خبر نہیں ہے ہم سب لوگ تمہاری وجہ سے اتنے پریشان تھے۔

امی جان ہم میچ کھیلنے گئے تھے لیکن اتنے لیٹ ہو گئے ۔ مجھے اب نیند آ رہی ہے میں سونا چاہتا ہوں ہارون اتنا کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ ہارون سو گیا صبح اسے اس کی امی نے جگایا۔

اٹھو بیٹا۔کیا آج سارا دن سونے کا ہی ارادہ ہے ماں نے پیار سے پوچھا۔

نہیں امی جان ایسی تو کوئی بات نہیں ہے بس زوروں کی نیند آئی ہوئی تھی ہارون نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا۔ جلدی اٹھو کھانا تیار ہے یہ بات کہہ کر ہارون کی امی کمرے سے باہر چلی گئی ہارون اٹھا اور ہاتھ منہ دھو کر کھانا کھانے چلا گیا پھر کچھ دنوں کے بعد ہارون اور عامر کا میٹرک کا رزلٹ آ گیا عامر کی پہلی پوزیشن آئی تھی اور ہارون کی دوسری پوزیشن تھی آج وہ دونوں بہت خوش تھے خوش کیوں نہ ہوتے بات ہی خوشی کی تھی وہ دونوں دوست شہر میں تھے اور باتیں کر رہے تھے عامر نے کہا ہارون اب آپ کے کیا ارادے ہیں۔ ہارون بولا میں شہر میں جا کر کالج میں داخلہ لوں گا عامر نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں جس کالج میں تم جاؤ گے میں بھی اس کالج میں داخلہ لوں گا عامر نے کہا کہ میرے گھر والے تو مان

گئے ہیں اب ہم کو چاہئے کہ کالج میں جلد از جلد داخل ہو جائیں۔ ہارون گھر آ گیا اور اپنی امی سے رائے لی امی میں کالج میں داخل ہونا چاہتا ہوں تو بیٹا اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے تو تمہارا دوست عامر تمہارے ساتھ کالج میں ہوگا امی عامر میرے ساتھ کالج میں جائے گا تو ٹھیک ہے تم تیاری کرو ادھر عامر گھر بیٹھا تھا عامر نے کہا امی میں کالج میں داخلہ لینا چاہتا ہوں۔امی نے کہا بیٹا یہ تو بہت اچھی بات ہے بیٹا اپنی پڑھائی پر توجہ دو اور کھانا ٹائم پر کھانا اور اساتذہ کا احترام کرنا اور ہاں کالج جا کر ہمیں بھول نہ جانا امی یہ آپ کیسی بات کر رہی ہیں بھلا میں آپ کو کیسے بھول سکتا ہوں یہ بات آپ کے ذہن میں آئی کیسے عامر بیٹا میں تو آپ کو یہ بات سمجھا رہی تھی امی میں نے اور ہارون نے کل کو یہاں سے چلے جانا ہے اور ہم کالج جا رہے ہیں میں سامان باندھ لوں ٹھیک ہے بیٹا۔ ہم تمہارا سامان باندھ دیتے ہیں۔عامر نے کہا مجھے ہارون کے پاس جانا ہے وہ کیا کر رہا ہے عامر گھر سے نکلا اور ہارون کے گھر کی طرف چل دیا۔ہارون گھر میں ہی تھا عامر نے کہا تیاری مکمل ہے ہمیں کل ہی نکل جانا چاہیے یہ تو بہت اچھی بات ہے تمہارے پاس ہر چیز ہے فی الحال تو سب ہے کسی چیز کی کمی نہیں ہے وہ کافی دیر تک باتیں کرتے رہے اگلے دن ہم دونوں نے سامان اٹھایا اور گھر والوں کی دعائیں لی اور شہر کی طرف چلے گئے ہم شہر چلے گئے کالج تھوڑی دور تھا پھر ہم کالج پہنچ گئے جہاں ہم دونوں با آسانی سے داخلہ مل گیا آج ہمارا پہلا دن تھا عامر اپنے ڈیکس پر اکیلا بیٹھا تھا یہاں پر لڑکے اور لڑکیاں اکھٹے پڑھتے تھے عامر نے دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت لڑکی کالج میں آئی جو دیکھنے میں بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی اس کے لمبے بال تھے ہرنی جیسی چال تھی گلابی ہونٹ تھے ایسے جیسے وہ جنت کی حور لگ رہی تھی۔عامر نے اسے دیکھا تو وہ اسے پہلی ہی نظر میں ملاقات میں دل دے بیٹھا دل کیوں دیتا وہ لڑکی تھی ہی اتنی خوبصورت اتفاق سے وہ لڑکی عامر کے ساتھ ہی بیٹھی تھی عامر بہت خوش ہوا کہ وہ جس لڑکی کو چاہتا ہے وہ اس کے پاس ہی بیٹھی ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ میں اس سے اس کا نام پوچھتا ہوں لیکن پھر اس کو خیال آیا کہ کہیں وہ برا ہی نہ مان جائے لیکن وہ نہ رہ سکا اور اس لڑکی کو سلام کر دیا۔ لڑکی نے جواب اچھے انداز میں دیا۔ اس کا انداز دیکھ کر وہ سوچنے لگا کہ کام بن سکتا ہے تب اس نے اس کا نام پوچھ لیا۔

جی میرا نام آسیہ ہے مگر یہ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں عامر نے کہا۔

ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔

آسیہ نے کہا تمہارا نام کیا ہے۔

میرا نام عامر ہے۔

عامر میٹرک میں کتنے نمبر لیے تھے۔

جی میں نے فرسٹ پوزیشن لی ہے۔

واؤ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے آپ ویسے بھی مجھے بہت ذہین لگتے ہیں۔

جی شکریہ لیکن آپ نے کتنے نمبر لیے تھے۔

میرے نمبر بہت ہی کم آئے تھے۔

پھر بھی کتنے عامر نے پوچھا۔

اس نے نمبر بتائے تو عامر نے کہا۔

میں آپ کو پڑھا دیا کروں گا۔

ویری گڈ۔وہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔

کالج میں چھٹی ہوگئی عامر اور ہارون اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے ہارون نے عامر کو کہا عامر صاحب وہ لڑکی کون تھی جس کے ساتھ تم آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔

کون سی لڑکی ۔عامر نے بات کو چھپاتے ہوئے کہا۔

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

اتنے بجے بھی نہ بنو بتاؤ وہ لڑکی کون تھی جو تمہارے ساتھ بیٹھی تھی۔

وہ وہ دراصل وہ میری کلاس فیلو ہے ہم ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے وہ بہت ہی اچھی لڑکی ہے ہارون نے کہا۔

پہلی ہی ملاقات میں کہہ دیا کہ وہ بہت ہی اچھی لڑکی ہے۔

چلو چھوڑو ان باتوں کو اپنا سبق یاد کرو جو ہم ن کل کو اپنے پروفیسر کو سنانا ہے چلو جلدی کرو ویسے بھی ہم اپنے گھر سے پڑھنے کے لیے آئے ہیں لہذا ہم کو پڑھنا چاہیے پھر ہارون نے کہا چلو کھانا کھانے چلیں ویسے بھی مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے وہ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے اور ایک ہوٹل کی طرف چل دیے وہاں ایک سیٹ پر بیٹھ گئے پھر وہاں پر بیٹھ کر کھانا کھایا اور کمرے میں آ گئے۔ اور پھر سو گئے۔ صبح سات بجے اٹھے کپڑے بدلے کھانا کھایا اور کالج چلے گئے اصل میں وہ دونوں ہوسٹل میں رہتے تھے وہ کالج میں پہنچ گئے عامر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا آسیہ ابھی تک نہیں آئی تھی پھر تھوڑی دیر بعد آسیہ بھی آ گئی اور عامر ے ساتھ ہی بیٹھ گئی عامر کو اس کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔

عامر صاحب کیسے ہیں آپ۔

جی ٹھیک ہوں آپ کی کمی محسوس کر رہا تھا

وہ کس خوشی میں

اس لیے کہ آپ میری کلاس فیلو ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تم خوب پڑھو تا کہ تم ایف اے میں فرسٹ پوزیشن لے سکو۔

عامر تم بہت ہی اچھے انسان ہو ویسے آپ کے پاپا کیا کرتے ہیں۔

وہ مزدوری کرتے ہیں اور پھر اس نے اپنی کہانی سنا دی جس کو سن کر وہ بہت دکھی ہوئی۔ اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

عامر تمہاری کہانی بہت دکھی ہے تمہارے بھائی پڑھے لکھے ہیں اور مزدوری کرتے ہیں۔ میرے پاپا فیکٹری میں کام کرتے ہیں میں آپ کے بھائی کے کام کی بات کرونگی۔

اگر تم میرا یہ کام کر دو تو میں تمہارا یہ احسان پوری زندگی نہیں بھولوں گا پھر چھٹی ہو گئی عامر آسیہ کے ساتھ باتیں کرتا جا رہا تھا باتوں باتوں میں کہنے لگا کہ میرا ایک دوست ہارون ہے وہ تمہارے بارے میں پوچھ رہا تھا کوشش کرنا کہ ہماری بات ہارون تک نہ پہنچے وہ امیر آدمی ہے بہت خودغرض ہے ہمیشہ اپنی بات منواتا ہے اچھا میں اب چلتا ہوں پانچ بجے پھر آؤں گا تم تیار رہنا اپنا پتہ تو دو آسیہ نے کارڈ دیا پھر عامر اپنے کمرے میں آ گیا عامر نے کپڑے بدلے اور فریش ہو کر کھانا کھایا اور اپنا پڑھنے لگا اب میری پڑھائی ختم ہوئی ٹائم دیکھا تو ساڑھے چار بجے تھے عامر فوری اٹھا اور اپنے کمرے سے باہر نکلا اور آسیہ کے ایڈریس پر چلا گیا۔ اور اس نے اس کا گھر تلاش کر لیا اور جا کر بیل دی دروازہ آسیہ نے ہی کھولا۔ تم اس وقت یہاں وہ اسے دیکھتے ہی بولی۔

ہاں آپ سے ملنے و ں جا رہا تھا سو چلا آیا۔

آپ بہت اچھے ہیں۔ وہ مسکرائی۔

کیا مجھے اندر نہیں آنے دو گی۔

کیوں نہیں جناب آیئے۔

وہ ایک طرف ہٹ گئی اور عامر اس کے گھر میں داخل ہو گیا وہ اس کی بیٹھک میں جا کر بیٹھ گیا۔ پھر آسیہ کتابیں لے کر اس کے پاس آ گئی اور عامر سے پڑھنے لگی کافی دیر تک وہ باتیں بھی کرتے رہے اور پڑھتے بھی رہے پھر عامر بولا۔

میں اب چلتا ہوں۔

نہیں ایسے نہیں کھانا کھا کر جانا۔

نہیں پھر کبھی مجھے جلدی ہے وہ بولا۔

ٹھیک ہے اپنا دھیان رکھنا۔

او کے۔ اس نے کہا اور چل دیا اور پھر ان کی ملاقات ایسے ہی ہونے لگی ہارون جو عامر کا دوست تھا وہ ان دونوں کی دوستی سے بہت جلتا تھا اس نے کہا۔ عامر تم میرے بچپن کے دوست ہو میں نہیں چاہتا کہ تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤ۔

کیا مطلب میں تمہاری بات سمجھا نہیں ہوں۔

میرا مطلب ہے تم جس لڑکی کے چکروں میں پڑے ہوئے ہو وہ اچھی لڑکی نہیں ہے۔

پلیز ہارون دوبارہ یہ بات اپنے منہ سے بھی نہ نکالنا ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہوگا۔ دن گزرتے گئے آسیہ اور عامر کی دوستی بڑھتی رہی ہارون نے عامر کو دوست ماننے سے انکار کر دیا تھا اب ان دونوں کی دوستی دشمنی میں بدل گئی تھی امتحان بھی سر پر آ گئے تھے عامر تیاری میں مصروف تھا آج پہلا پیپر تھا دونوں نے بہت اچھی تیاری کی تھی پیپر بہت اچھا ہوا تھا سب سے اچھا ہوا تھا عامر اور آسیہ کا پھر دوسرا پیپر بھی اچھا ہوا آخر سب ہی پیپر اچھے ہوئے۔ اور پھر ایک ایک کر کے سب ہی پیپر اچھے ہو گئے ہارون اسی سوچ میں تھا کہ وہ کسی طرح سے آسیہ کو راستے سے ہٹا دے اب چونکہ امتحان ختم ہو گئے تھے اور عامر گھر جانے کی تیاری کرنے لگا اس نے کمرے میں جا کر اپنا سامان پیک کرنا شروع کر دیا جب اس نے اپنا بیگ دیکھا تو اس میں پیسے نہیں تھے وہ پریشان ہو گیا میرے پیسے کس نے نکالے ہیں ہارون کمرے میں آیا تو حیران ہو گیا اور بولا حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے تمہارے پیسے میں نے نکالے ہیں۔ عامر بولا اگر تم کو پیسوں کی ضرورت تھی تو مجھ سے مانگ لیتے۔ وہ بولا میں تم کو کبھی بھی پیسے نہیں دوں گا اور میں دیکھتا ہوں کہ کون تمہارے کام آتا ہے۔

تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی میری مدد نہیں کرے گا۔ عامر یہ کہہ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ہارون نے اپنا سامان باندھا اور اپنے گھر چلا گیا عامر سیدھا آسیہ کے گھر چلا گیا دروازہ آسیہ نے ہی کھولا اور پھر وہ اس کو اندر لے گئی۔ وہ اس کو پریشانی میں ڈوبا ہوا دیکھ کر بولی۔

خیر تو ہے تمہارا چہرہ اترا ہوا کیوں ہے۔ اور اس قدر بجھے بجھے سے کیوں ہو۔

آسیہ ہارون نے میرے بیگ سے پیسے نکال لیے ہیں اور وہ دینے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اور پھر سب کچھ اس نے آسیہ کو بتا دیا۔

عامر آپ کو فکر کرنے کی کوئی بھی ضرورت نہیں ہے میرے ہوتے ہوئے تم پریشان مت ہو میں ابھی لا کر دیتی ہوں اتنے میں آسیہ کی امی بھی آ گئی اور اس نے کہا کہ عامر بیٹا آسیہ تمہاری بہت تعریفیں کرتی ہے تم ایک سال یہاں آتے رہے ہو۔ آسیہ نے تمہارا کچھ مسئلہ بتایا ہے یہ لو یہ پیسے رکھ لو شکریہ آنٹی جی اتنا کہہ کر عامر نے ان سے پیسے لے لیے اور واپس چلا آیا۔ اور پھر اپنے گھر پہنچ گیا تو سب گھر والے بہت ہی خوش ہوئے بیٹا امتحان کیسے ہوا امی جان بہت ہی اچھا ہوئے ہیں پیپر اور پھر سب سے وہ ملتا رہا اور پندرہ دن ہو گئے اس کی ہارون سے ملاقات نہ ہو سکی تو اس کا دل چاہا کہ وہ ہارون سے جا کر ملے یہ سوچ کر وہ اس کے گھر چلا گیا اور پوچھنے پر پتہ چلا کہ وہ کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا ہے تو وہ گھر واپس آ گیا۔ اور سوچنے لگا کہ وہ کس شہر میں جا سکتا ہے۔

ہارون اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر آسیہ کو اغوا کرنے کی کوشش کر رہا تھا وہ صبح سے کوشش کر رہے تھے آخر کار آسیہ کو کام کے سلسلے میں شہر جانا پڑ گیا تو وہ پیدل ہی جا رہی تھی اب تھوڑے مکان تھے انہوں نے موقع دیکھتے ہی اس کو اٹھوا لیا

اور ایک ویرانے میں لے گئے وہ ان کی منتیں کرتی رہی کہ مجھے چھوڑ دو لیکن انہوں نے کہا تم کو ہم چھوڑنے کے لیے اٹھا کر نہیں لائے ہیں تم سے ایک ایک بات کا حساب لینا ہے پھر انہوں نے اس کو خوب مارا یہاں تک کہ ہارون نے اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی۔ وہ تڑپنے لگی وہ اس کی موت کا تماشہ دیکھتے رہے جب اس کی سانسیں بند ہوگئی تو وہ اس کو ایک کھنڈر میں پھینک کر فرار ہو گئے۔

تین ماہ بیت گئے اس کو مرے ہوئے رزلٹ بھی آچکا تھا آسیہ کی پہلی پوزیشن آئی تھی عامر بہت خوش تھا وہ کالج گیا اور اگلی کلاس میں بیٹھ گیا وہ اکیلا تھا ہارون بھی اکیلا تھا آسیہ بھی کلاس میں نہیں آئی تھی عامر پریشان ہوگیا کہ آسیہ کیوں نہیں آئی ہے وہ اس کو دیکھنے کو ترس رہا تھا لیکن وہ اس کو کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ایک دن بیت گیا پھر دوسرا دن بیت گیا یوں پورا ہفتہ بیت گیا لیکن آسیہ کالج میں نہ آئی تو اس نے اس کے گھر جانے کا پروگرام بنالیا کہ یکدم اس کو آسیہ کی آواز سنائی دی۔

آسیہ تم کہاں میرے سامنے آؤ۔

عامر میں تمہارے سامنے نہیں آسکتی ہوں میں مرچکی ہوں مجھے مار دیا گیا ہے۔ یہ سنتا تھا کہ عامر جیسے پاگل ہوگیا۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔

ہاں میں ٹھیک کہہ رہی ہوں میں مرچکی ہوں اور پھر اس نے ساری کہانی عامر کو سنادی۔ کہ مجھے تمہارے دوست نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر مار دیا ہے اس نے مجھ سے بہت زیادتی کی ہے میری روح اس کی وجہ سے بھٹک رہی ہے میں اس سے انتقام لینے کے لیے بے چین ہو رہی ہوں۔ تم اس کام میں میرا ساتھ دو۔

آسیہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میرا دوست اتنا گھٹیا بھی ہوسکتا ہے دیکھو تمہاری پہلی پوزیشن آئی ہے۔ وہ یہ سن کر مسکرائی اور بولی کہ یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے لیکن مجھے اب کیا فائدہ پوزیشنوں کا۔ ہاں جانتا ہوں کہ اب تمہیں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن میں اس درندے کو زندہ نہیں چھوڑوں گا جس نے میری جان کو مارا ہے اتنا کہہ کر وہ اپنے کمرے میں جانے لگا وہاں پہنچا تو وہ تینوں دوست پرسکون نیند سوئے ہوئے تھے عامر وہاں کھڑا رہا آسیہ کی روح اس کے پیچھے کھڑی تھی آسیہ کی روح نے ان تینوں کو جگایا۔ وہ تینوں اٹھے تو آسیہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے ان کو یقین نہیں آرہا تھا کہ ان کے سامنے آسیہ کھڑی ہے ان کی زبانیں گنگ ہوگئی تھیں۔

تم۔۔تم۔تم۔۔تو مرچکی تھی پھر یہاں کیسے۔

ہاں میں مرچکی ہوں تم لوگوں نے مجھے مار دیا تھا لیکن یہ میں نہیں ہوں میری روح ہے جو تم سے انتقام لینے آئی ہے میں وہی کچھ کروں گی جو تم نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں تم تینوں میں سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تڑپا تڑپا کر ماروں گی جس طرح تم لوگوں نے مجھے تڑپا تڑپا کر مارا تھا۔ بالکل اسی طرح میں تم لوگوں کو ماروں گی۔ عامر ایک طرف کھڑا تھا اس کو بہت دکھ ہو رہا تھا کہ اس کی محبوبہ کو ان لوگوں نے مار دیا ہے وہ ان تینوں کو دیکھ رہا تھا جو ڈرے ہوئے تھے آسیہ کو دیکھ کر ان کے چہرے زرد پڑ گئے تھے آسیہ ان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی ان کی بے بسی پر ہنس رہی تھی وہ بھی اس وقت ایسے ہی بے بس تھی لیکن انہوں نے اس کی ایک بھی نہ سنی تھی اسے مار دیا تھا پھر وہ ان کو کیسے چھوڑ سکتی تھی اس نے اپنے منہ سے آگ نکالی اور ایک تیز پھونک ماری آگ سیدھی ہارون کی طرف بڑھی اس کے کپڑوں کو آگ لگ گئی اور وہ چلانے لگا چیخنے لگا لیکن کوئی بھی اس کو بچانے والا نہ تھا سب اس کے پاس موجود تھے لیکن اس کو بچانے

والا کوئی نہ تھا۔ وہ تڑپ تڑپ کر مر رہا تھا چیخ رہا تھا اور دوسرے ساتھی آسیہ سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔

ظالموں یاد کرو وہ دن میں نے بھی تم سے اسی طرح زندگی کی بھیک مانگی تھی لیکن تم نے مجھے زندگی نہ دی تھی مجھے مار دیا تھا اور اب۔ اب میں تم کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں۔ جس طرح تمہارا یہ دوست جل کر مرا ہے اسی طرح تم بھی جل کر مروگے۔ لیکن نہیں میں تم کو جلاؤں گی میں تمہارا خون پی جاؤں گی مجھے پیاس لگی ہوئی ہے تم نے مجھے پیاسا مارا تھا مجھے پیاس لگی ہوئی ہے اتنا کہہ کر اس نے ایک لڑکے کا گریبان پکڑ کر اوپر اٹھایا اور اس کی گردن میں اپنے دانت کھبو دیئے۔ اس کا خون پینے لگی۔ وہ اس کے ہاتھوں میں تڑپ تڑپ کر مر گیا اس نے اس کو ایک طرف پھینک دیا میری پیاس اب بھی نہیں بجھی ہے اس نے دوسرے لڑکے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اپنی پیاس بجھاؤں گی اتنا کہہ کر اس نے اس کو بھی گردن سے پکڑ لیا اور اس کا بھی خون پینے لگی وہ بھی اس کے ہاتھوں میں تڑپنے لگا اور پھر وہ بھی تڑپتے تڑپتے ٹھنڈا ہوگیا۔ اس نے اس کو بھی ایک طرف پھینک دیا اور ایک گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔

عامر میرا انتقام پورا ہوگیا ہے۔ اب تم نے میرا ایک کام کرنا ہے ایک کھنڈر میں میری لاش پڑی ہوئی ہے اس کو اٹھا کر دفن کرنا ہے۔

آسیہ میں تم سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

ہاں کرو کون سی بات کرنی ہے۔

آسیہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔

نہیں عامر تم ایسا نہ کہو اب ایسا کہنے کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہے میں مرچکی ہوں اور مرے ہوئے انسانوں سے ۔۔۔۔ تم کوئی اچھی سی لڑکی دیکھ کر شادی کر لینا مجھے بہت خوشی ہوگی۔ اتنا کہہ کر وہ غائب ہوگئی اور عامر ان تینوں کو دیکھتا رہا پھر وہاں سے نکل گیا۔ دوسرے دن اس نے کھنڈر میں جا کر اس کی لاش کو تلاش کیا لاش کیا تھا ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ وہاں پڑا ہوا تھا وہ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گیا جب اس کے گھر والوں نے آسیہ کے جسم کو ہڈیوں کے ڈھانچے میں دیکھا تو رونے چیخنے لگے لیکن اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتے تھے ماسوائے دفنانے کے انہوں نے اس کو نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا۔ وہ سب قبرستان سے چلے گئے لیکن عامر اس کی قبر پر کھڑا رہا اس نے دیکھا کہ آسیہ کی روح ایک درخت کے ساتھ کھڑی تھی وہ بہت خوش تھی کہ اس کے جسم کو دفنا دیا گیا ہے۔ وہ دھیرے دھیرے عامر کے پاس آئی۔

عامر میں تمہاری شکر گزار ہوں کہ تم نے میرے مردہ جسم کو تلاش کر کے مجھے میرے مقام تک پہنچا دیا اب میری روح کو قرار مل گیا ہے میں جا رہی ہوں اور آج کے بعد میں تم کو کبھی بھی دکھائی نہیں دوں گی تم گھر جا کر شادی کر لینا اتنا کہہ کر وہ غائب ہوگئی۔ وہ اسے دیکھ کر روتا رہا۔ آسیہ کے گھر والوں نے اس کو کہا کہ تم یہاں رہا کرو کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ آسیہ کی کمی تمہارے وجود سے ہمیشہ ہمارے سامنے رہے۔ وہ ان کے گھر میں رہنے لگا۔ پھر اس نے ایف اے بھی کر لیا۔ اس بار پھر اس کی پہلی پوزیشن آئی تھی اور آسیہ کے پاپا نے اس کو سرکاری نوکری پر لگوا دیا۔ اور ایک سال بعد اس کی شادی کر دی۔ عامر اپنے گھر نہیں گیا تھا اور نہ ہی اس نے اپنی شادی پر کسی گھر والے کو بلایا تھا۔ اس کے چار بچے ہیں اب۔ اور وہ بہت خوشیوں بھری زندگی بسر کر رہا ہے۔

مردہ جادوگر

تحریر:---

ہمیں لاشوں کا ایک ڈھیر دکھائی دیا زیادہ تر لاشوں کے جسم سے گوشت اتر چکا تھا اور وہ ڈھانچوں کی شکل اختیار کر چکی تھیں لیکن کچھ لاشیں ایسی بھی تھیں جن کے جسموں پر ابھی گوشت باقی تھا ان لاشوں سے بہت گندی بدبو آرہی تھی وہاں ایک منٹ رکنا بھی محال تھا ہم آگے بڑھنے لگے اچانک لاشوں کے اس ڈھیر میں مجھے ایک ایسی لاش دکھائی دی جسے دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے وہ لاش میری جان نائلہ کی تھی اس کا سر دھڑ سے الگ تھا میں بھاگ کر اس کی جانب لپکا میں ابھی اس ڈھیر سے تھوڑی دور ہی تھا کہ اس ڈھیر میں موجود لاشوں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور وہ سب کی سب اٹھ کھڑی ہوئیں میں نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں کاشف بھاگ کر ہمارے پاس آؤ کچھ دیر بعد حجاب کی آواز سن کر میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے قریب ہی ان ڈھانچوں کو دیکھ کر میرا سانس رکنے لگا میں نے اللہ کا نام لے کر پیچھے کی جانب دوڑ لگا دی جلد ہی میں ہامون جادوگر اور حجاب کے پاس پہنچ چکا تھا ہامون جادوگر نے دوبارہ منہ میں کچھ پڑھا اور ان ڈھانچوں کی جانب پھونک ماری تو اس کے جسم سے ایک بار پھر روشن شعاعیں نکلیں اور ان ڈھانچوں نما لاشوں کی جانب بڑھنے لگیں جیسے ہی وہ روشن شعاعیں ڈھانچوں سے ٹکرائیں ان کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا ایک خاص بات جو میں نے اس دوران نوٹ کی تھی وہ یہ تھی کہ جوں جوں ہامون جادوگر کے جسم سے روشن شعاعیں نکلتی جارہی تھیں اس کے جسم کی روشنی جو چلہ کرنے سے پیدا ہوئی تھی کم ہوتی جارہی تھی اس کا مطلب تھا کہ روشنی ہی ہامون جادوگر کی طاقت تھی اور وہ روشنی ختم ہونے کے بعد اس کا جسم دوبارہ مردہ ہو جانا تھا اچانک ہماری نظر ایک کالی شکل والے آدمی پر پڑی وہ ہماری طرف آرہا تھا اس کی شکل بہت بھیانک تھی چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا قد آٹھ نوفٹ تھا اس کے چہرے سے وحشت ٹپک رہی تھی اسے دیکھتے ہی حجاب اور ہامون جادوگر کی آنکھوں میں چمک ابھری وہ ہم سے کچھ دور رک گیا وہ ہم پر وار کرتا ہامون جادوگر نے کچھ پڑھ کر اس کی جانب پھونک ماری تو ہامون جادوگر کے جسم سے ایک بار پھر شعاعیں نکلیں اور حشام جادوگر کی جانب بڑھنے لگیں جونہی وہ شعاعیں حشام جادوگر کے جسم سے ٹکرائیں اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی کچھ ہی دیر بعد اس کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری تھے میں نے اپنی نائیلہ کا انتقام لے لیا تھا وہ سیاہ شکل والا آدمی جو حشام جادوگر تھا ختم ہو چکا تھا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

نائیلہ جلدی کرو ہم لیٹ ہو رہے ہیں ساڑھے پانچ بج چکے ہیں سورج غروب ہونے میں صرف دو گھنٹے باقی ہیں جبکہ گاؤں کا سفر تین گھنٹوں کا ہے ہمیں راستے ہی میں رات ہو جائے گی میں نے نائیلہ کے روم کے دروازے کو ناک کر کے کہا تو اندر سے نائیلہ کی آواز سنائی دی پلیز ویٹ یار آئی ایم کمنگ ان جسٹ ٹو منٹس میں جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا اور نائیلہ کا انتظار کرنے لگا آج میں بہت خوش تھا آج میں اپنے بابا کا خواب پورا کرنے کے بعد گاؤں واپس جا رہا تھا میرے بابا کا خواب تھا کہ میں سی ایس ایس کروں میں ان کے اسی خواب کو پورا کرنے گاؤں سے شہر آیا تھا ہمارے گاؤں میں صرف ایک سیکنڈری سکول تھا اس کے علاوہ وہاں

کوئی تعلیمی ادارہ نہیں تھا گاؤں کے سکول سے میں نے میٹرک کی تھی نائیلہ نے بھی گاؤں کے سکول ہی سے میٹرک کی تھی میں اور نائیلہ بچپن سے ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے نائیلہ میری کزن تھی نائیلہ کو پڑھنے کا بہت شوق تھا۔

جب میں شہر آیا تھا تو اس نے بھی ضد کی تھی کہ وہ بھی میرے ساتھ آئے گی اور آگے پڑھے گی پہلے تو سب گھر والوں نے انکار کر دیا تھا لیکن پھر سب کو اس کی ضد کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے اور وہ میرے ساتھ شہر آگئی اور ہم دونوں پڑھائی میں مصروف ہو گئے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم دونوں کے درمیان پیار بڑھتا چلا گیا اور ہم جنون کی حد تک ایک دوسرے کو چاہنے لگے آج ہم دونون اپنی تعلیم مکمل کر کے اپنے گاؤں واپس جا رہے تھے اور میں نے سی ایس ایس کا امتحان پاس کیا تھا جبکہ نائیلہ نے ماسٹر کیا تھا گاڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر میں ہوش کی دنیا میں واپس آگیا دروازے کھولنے والی نائیلہ تھی میں نے اس کی جانب جب دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔اس نے سرخ کلر کا ڈریس پہنا ہوا تھا جو اس کے جسم پر بہت سوٹ کر رہا تھا وہ بہت سندر دکھائی دے رہی تھی میری نظریں اس کے حسین چہرے پر جم سی گئی تھیں ۔کیا بات ہے کاشف کہاں کھوئے ہوئے ہو نائیلہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

میں مسکرا دیا اور کہا میں سوچ رہا ہوں کہ آج چاند بہت زیادہ حسین دکھائی دے رہا ہے چاند کون سا چاند تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے چاند تو رات کو دکھائی دیتا ہے اور وہ بھی آسمان پر بھلا زمین پر اس کا کیا کام میں نے کہا میں اس چاند کی بات تھوڑی کر رہا ہوں میں تو اس چاند کی بات کر رہا ہوں جو زمین پر رہتا ہے ۔اور دن کے وقت بھی دکھائی دیتا ہے وہ میرا چاند ہے میرے دل کا ٹکڑا ہے میرا پیار ہے میں نے نائیلہ کے چہرے پر پیار سے ہاتھ لگایا اور دوبارہ بولا میرا یہ چاند آسمان کے چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہے میرے چاند کے آگے آسمان والے چاند کا حسن ماند پڑ جاتا ہے ۔اب بس بھی کرو کاشف چھوڑو اس خوشامد کو اور گاڑی چلاؤ ہمیں دیر ہو رہی ہے میں نے نائیلہ کی بات سن کر گاڑی سٹارٹ کی اور گاؤں جانے والی سڑک پر ڈورا دی جلد ہی ہم شہر کی آبادی سے باہر نکل چکے تھے ۔آسمان پر آہستہ آہستہ بادل چھا رہے تھے کچھ ہی دیر میں بادلوں سے پورے آسمان کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا موسم بہت ہی سہانا ہو گیا تھا یہ موسم میرا اور نائیلہ کا آئیڈیل تھا ہم دونوں اس حسین موسم کو انجوائے کر رہے تھے اچانک بہت تیز بارش شروع ہو گئی ساتھ تیز ہوائیں بھی چلنے لگیں میں نے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی تاکہ جلدی سفر ختم ہو جائے اور ہم گاؤں پہنچ جائیں موسم مزید خراب ہوتا جا رہا تھا بارش سپیڈ پکڑتی جا رہی تھی ہوائیں بھی مزید تیز ہو رہی تھیں انہوں نے ایک بہت بڑے طوفان کا روپ اختیار کر لیا تھا میرے لیے گاڑی سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا طوفان اتنا تیز تھا کہ درخت گرتے جا رہے تھے ۔میں نے گاڑی روک دی اور اس طوفان کے رکنے کا انتظار کرنے لگا نائیلہ بہت گھبرائی ہوئی تھی وہ بہت ڈرپوک تھی وہ رات کو کمرے سے باہر نکلنے سے ڈرتی تھی وہ اس طوفان سے بھی ڈر گئی تھی وہ بھی بہت سہی ہوئی تھی میں نے اسے حوصلہ دیا کہ یہ طوفان جلد ہی ختم ہو جائے گا اور ہم دوبارہ سے اپنا سفر سٹارٹ کریں گے میری باتوں سے اسے کچھ تسلی ہوئی۔

ہم کافی دیر اس طوفان کے رکنے کا انتظار کرنے لگے لیکن وہ مزید شدت اختیار کرتا جا رہا تھا میں سخت پریشان تھا آس پاس کوئی آبادی نہ تھی کہ ہم کسی گھر میں ٹھہر جاتے رات کی تاریکی بھی چھانے لگی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں جوں جوں اندھیرا بڑھتا جا رہا تھا میری پریشانی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا مجھے اپنے آپ سے زیادہ نائیلہ کی فکر تھی اس کی حالت بہت خراب تھی خوف کی وجہ سے اسے بخار ہو گیا تھا اس کے پورے جسم میں کپکپی طاری تھی اس کی یہ حالت میری برداشت سے باہر تھی طوفان تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا

میں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہا تھا کہ جلد از جلد موسم ٹھیک ہو جائے اور ہم دوبارہ سے اپنا سفر جاری کریں اور جلد از جلد گاؤن پہنچ جائیں گاؤں والے بھی ہمارا انتظار کر رہے ہوں گے اور پریشان بھی ہوں گے ہمارے موبائلز کے سگنلز بھی نہیں آ رہے تھے کہ انہیں فون کر کے صورت حال سے آگاہ کر دیتے میں نے کار سٹارٹ کی اور آہستہ آہستہ منزل کی طرف بڑھنے لگا اس طوفان میں ڈرائیونگ میں دشواری ضرور پیش آ رہی تھی لیکن میرے پاس اس کے سوا کوئی بھی چارہ نہیں تھا۔

وقت گزرتا جا رہا تھا لیکن راستہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا گاؤں کے آثار دور دور تک دکھائی نہیں دے رہے تھے اچانک میرے دماغ کے کسی گوشے میں ایک بہت بھیانک خیال ابھرا کہ کہیں میں اپنے گاؤں کے راستے کو چھوڑ کر کسی اور طرف آ نکلا تھا طوفان کی شدت میں کمی آ چکی تھی نائیلہ نیند کی دنیا میں جا چکی تھی اب اس معاملے کو مجھے اکیلے ہی ہینڈل کرنا تھا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں میں نے گاڑی کی سپیڈ تیز کر دی میرا دماغ سوچوں کے بھنور میں بری طرح الجھا ہوا تھا اچانک گاڑی کے سامنے روڈ پر ایک بہت بڑا درخت گرا میں نے بریک لگائی لیکن یہ دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے کہ بریک فیل ہو چکی تھی گاڑی درخت کے ساتھ ٹکرائی اور الٹ گئی میرا سر بہت زور سے اسٹیرنگ سے ٹکرایا اور میں ہوش وحواس کی دنیا سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔

اس وقت آفتاب طلوع ہو چکا تھا جب میں ہوش کی دنیا میں واپس آیا میں نے گردن گھمائی تاکہ نائیلہ کی حالت دیکھ سکوں کہ وہ کیسی ہے لیکن جونہی میری نظر نائیلہ والی سیٹ پر پڑی میرے ہوش اڑ گئے نائلہ وہاں موجود نہیں تھی گاڑی کا دروازہ بھی بند تھا اس کے باہر نکلنے کے چانسز بہت کم تھے مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کہاں چلی گئی ہے میں بہت بری طرح پھنسا ہوا تھا میں کافی دیر کوشش کرنے کے بعد گاڑی سے نکل آیا تھا میرا پورا جسم زخمی تھا خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے میری حالت بہت خراب تھی میرا سر چکر رہا تھا اور کھڑے ہونے میں بھی دشواری پیش آ رہی تھی بار بار کھڑا ہوتا اور پھر گر پڑتا مجھے اس وقت اپنی پرواہ نہیں تھی مجھے صرف نائیلہ کی فکر تھی نجانے وہ کہاں چلی گئی تھی میں اسے وہیں گاڑی کے ارد گرد تلاش کرنے لگا لیکن اس کا کہیں نام ونشان نہیں تھا جب وہ کہیں نظر نہ آئی تو میں اسے آوازیں دینے لگا نائلہ نائلہ ۔۔نائلہ ۔۔ میری جان کہاں ہو تم پلیز میری بات کا جواب دو میرے پاس آؤ نائیلہ ۔۔نائیلہ میں کافی دیر تک چلاتا رہا ساتھ ہی ساتھ میری آنکھوں سے اشک بھی بہہ رہے تھے میرے دماغ میں طرح طرح کے خیالات جنم لینے لگے تھے مجھے یوں لگ رہا تھا کہ میری نائیلہ مجھے اس ظالم دینا میں اکیلا چھوڑ کر عالم ارواح میں جا چکی ہے لیکن ساتھ ہی ایک اور خیال اس خیال کو جھوٹا ثابت کر دیتا کہ ایسا نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہوتا تو اس کی لاش تو گاڑی ہی میں موجود ہوتی یوں غائب نہ ہوتی انہی خیالوں میں ڈوبا ہوا میں ایک جانب بڑھنے لگا مجھے ہیں معلوم تھا کہ میں کدھر جا رہا ہوں میں قدم خود بخود اٹھتے جا رہے تھے ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی ان دیکھی قوت مجھے اپنی جانب کھینچ رہی ہے میں کسی روبوٹ کی طرح چلتا جا رہا تھا یونہی چلتے چلتے میں ایک جنگل میں داخل ہو گیا میرا دماغ نائیلہ کی سوچوں میں کھویا ہوا تھا میری آنکھوں سے اشکوں کا نہ تھمنے والا سلسلہ جاری تھا اچانک اپنے سامنے ایک محل نما گھر کو دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔

اس ویران جنگل میں اتنے خوبصورت گھر کو دیکھ کر مین حیران رہ گیا میرے دماغ میں چلنے والی سابقہ تمام سوچیں رک گئیں اور میں مبہوت ہو کر اس گھر کو دیکھنے لگا اچانک اس گھر کا دروازہ کھلا اور ایک بار پھر ان دیکھی قوت مجھے اندر کی جانب کھینچنے لگی میرے قدم بے اختیار آگے کی جانب بڑھنے لگے صحن سے گزرنے کے بعد میں ایک ہال کمرے میں داخل ہوا آؤ کاشف مجھے تمہارا ہی انتظار تھا اپنے دائیں جانب سے مجھے کسی عورت کی آواز سنائی دی میں نے گردن اس کی جانب

گھمائی تو اسے دیکھ کر میری حیرت میں مزید اضافہ ہوگیا وہ ایک پچیس چھبیس سالہ حسینہ تھی ادھر مرے قریب آؤ کاشف اس کی آواز سن کر میرے قدم بے اختیار اس کی جانب بڑھنے لگے میں اس کے قریب جاکر رک گیا اور سر سے پاؤں تک اسے غور سے دیکھنے لگا میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہورہا ہے میں تو پہلے ہی نائیلہ کی وجہ سے پریشان تھا اس کے بعد کسی ان دیکھی قوت کا مجھے اپنی طرف کھینچنا اور پھر اس ویران جنگل میں اس حسین گھر کا موجود ہونا اور پھر اس گھر میں اس تنہا حسینہ کا ہونا مجھے پریشان کرنے کے ساتھ ساتھ حیران بھی کئے جارہا تھا۔

میں جتنا بھی زیادہ سوچتا تھا میرا دماغ اتنا ہی زیادہ الجھتا تھا میں ابھی تک اس لڑکی کے سامنے خاموش کھڑا تھا اس نے بھی کوئی بات نہیں کی وہ مسلسل میرے چہرے کو تکے جارہی تھی شاید وہ میری اندرونی کیفیت کو جاننے کی کوشش کررہی تھی کافی دیر ہم دونوں کے درمیان خاموشی رہی میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے اور اس ویران جنگل میں کیا کررہی ہے لیکن میری زبان میرا ساتھ نہیں دے رہی تھی میرے ہونٹ ساکت ہوگئے تھے میں بس بت بنا اسے دیکھتا جارہا تھا وہ حسینہ بھی بہت غمگین دکھائی دے رہی تھی شاید وہ بھی غموں کے پرخار دریا میں غوطہ زن تھی اس کی جھیل جیسی آنکھوں میں ویرانی اور مایوسی کے سوا کچھ بھی دکھائی نہ دے رہا تھا اچانک اس نے اپنے ہونٹوں کو جنبش دی کاشف تم نے آنے میں بہت دیر کردی میں کئی برسوں سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں مجھے یقین تھا کہ ایک دن تم ضرور آؤ گے اور آج تم آگئے میری انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئی ہیں میں بہت خوش ہوں اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی اور وہ خاموش ہوگئی میں ابھی تک حیرانگی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا مجھے اس کی باتوں کی بالکل بھی سمجھ نہیں آئی تھی میں نے بڑی مشکل سے اپنے لب ہلائے تم کون ہو اور میرا انتظار کیوں کررہی تھیں میں چپ ہوگیا تو وہ بولی یہ سب باتیں میں تمہیں بعد میں بتاؤں گی ابھی تم بہت زخمی ہو آؤ میں تمہاری مرہم پٹی کردوں پھر تم کچھ دیر ریسٹ کرلینا شام کو میں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں گی نہیں مجھے آرام نہیں کرنا ہے اور نہ ہی مرہم پٹی کرنی ہے میری نائیلہ پتہ نہیں کہاں ہوگی اور میں کس حال میں ہوگی جب تک وہ مجھے نہیں مل جاتی میں آرام سے نہیں بیٹھوں گا میں نے اتنا کہا اور مڑ کر چل دیا۔

ٹھہرو کاشف پیچھے سے مجھے اس کی آواز سنائی دی کہاں جارہے ہو تم میں نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا اور کہا اپنی نائیلہ کو ڈھونڈنے جارہا ہوں۔ وہ بولی تم نائلہ کو کبھی نہیں ڈھونڈ سکتے وہ تمہیں کبھی نہیں ملے گی اس کی بات سے مجھے یوں لگا کہ جیسے وہ جانتی ہے کہ میری نائلہ کہاں ہے میں نے کہا صاف صاف کہو کیا کہنا چاہتی ہو پلیز مجھے بتادو کہ نائیلہ کہاں ہے مجھے لگ رہا ہے کہ تم جانتی ہو کہ اس وقت نائیلہ کہاں ہے میں چپ ہوگیا اور وہ گہری سوچوں میں کھوگئی کچھ دیر سوچنے کے بعد وہ بولی کاشف یہ دنیا انسان کے لیے ایک عارضی ٹھکانہ ہے یہاں انسان اپنی زندگی کے چند دن گزارنے آتا ہے جب وہ دن پورے ہوجاتے ہیں تو موت اسے دبوچ لیتی ہے موت تو برحق ہے اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اس کی موت لازمی ہے آدم سے لے کر آج تک جتنے بھی انسان آئے ہیں انہوں نے موت کا ذائقہ چکھا ہے اور جو زندہ ہیں انہوں نے بھی چکھنا ہے اتنا کہہ کر وہ خاموش ہوگئی میری نظریں مسلسل اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھیں وہ چل کر میرے قریب آئی اور میں اس کے بولنے کا انتظار کرنے لگا چند ثانئے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔

کاشف جو بات میں تمہیں بتانے جارہی ہوں اسے تم بڑی ہمت اور حوصلے سے سننا میں جانتی ہوں کہ یہ بات سننے کے بعد تم پر قیامت ٹوٹ پڑے گی میں نے کہا جو کچھ کہنا ہے صاف صاف کہہ دو پہیلیاں نہ بجھواؤ میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں مجھے مزید پریشان مت کرو وہ بولی کاشف تمہاری نائلہ اب اس دنیا میں نہیں

ہے وہ عالم ارواح میں پہنچ چکی ہے ک۔۔ک۔کیا۔۔کیا یہ تم کیا کہہ رہی ہو تم جھوٹ بول رہی ہو میری نائلہ مجھے اکیلا چھوڑ کر نہیں جاسکتی ہے میں نے چلاتے ہوئے کہا تو وہ بولی کاشف میری بات کا یقین کرو میں سچ کہہ رہی ہوں تمہاری نائلہ واقعی تم سے بہت دور جاچکی ہے اب تم اس سے کبھی نہیں مل پاؤ گے میں چلایا تم مجھے فریب دے رہی ہو جھوٹ بول رہی ہو بکواس کررہی ہو میری نائیلہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ زندگی بھر میرا ساتھ دے گی وہ مجھے یوں تنہا چھوڑ کر نہیں جاسکتی ہے تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لیے میں چپ ہوگیا وہ بولی ہاں میں ثابت کرسکتی ہوں کہ نائلہ مرگئی ہے تم سامنے والی دیوار پر دیکھو اس نے کچھ پڑھ کر دیوار کی طرف پھونک ماری تو وہ دیوار ایک سکرین بن گئی اور اس پر ایک منظر ابھرنے لگا اس منظر کو دیکھ کر میری چیخ نکل گئی اور میں وہیں گر کر بے ہوش ہوگیا۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں ایک کمرے میں بیڈ پر لیٹا ہوا تھا میرے پورے جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں میرے قریب وہی حسینہ بیٹھی ہوئی تھی اور میرے بالوں میں اپنے ہاتھوں سے کنگھی کررہی تھی اسے دیکھتے ہی مجھے بے ہوشی سے پہلے والا منظر یاد آگیا اور میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے وہ منظر بار بار میری آنکھوں کے سامنے گھومنے لگا بار بار نائیلہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی اس منظر میں اس کی لاش کی حالت بھی بہت خراب تھی اس کا سر کٹا ہوا تھا اور جسم سے خون نچوڑ لیا گیا تھا اس کی لاش ایک بت کے قدموں میں پڑی ہوئی تھی ایک شیطان کا پجاری نائلہ کے خون سے غسل دے رہا تھا کاشف جو ہونا تھا وہ تو ہوچکا اب تمہارے رونے سے نائیلہ نے واپس تو نہیں آنا ہے اس لیے رونا بند کرو اور اپنے آپ سے عہد کرلو کہ تم نے نائلہ کے قاتل سے انتقام لینا ہے اسے اسی طرح قتل کروگے جس طرح اس نے تمہاری نائلہ کو مارا ہے اتنا کہہ کر وہ حسینہ چپ ہوگئی میں نے کہا میرا اپنے آپ سے اور اپنی نائلہ کی روح سے وعدہ ہے کہ میں اس کے قاتل سے بدلہ ضرور لوں گا چاہے اس کے لئے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑے تم مجھے اس کے قاتل کا پتہ بتادو میں اس کو جہنم میں پہنچادوں گا۔

وہ حسینہ بولی ریلیکس کاشف ریلیکس۔ وہ صرف تمہارے ہی پیار کا قاتل نہیں ہے وہ میرے پیار کا قاتل بھی ہے اس نے جس طرح سے تمہاری نائلہ کو قتل کیا ہے اسی طرح سے اس نے میرے فیصل کو بھی قتل کیا ہے میں کئی برسوں سے اس سے اپنے فیصل کا انتقام لینے کے لیے بے چین ہوں لیکن اب وہ وقت قریب ہے جب اس کی گردن میرے ہاتھوں میں ہوگی وہ چپ ہوگئی تو میں نے کہا تم نے اپنے بارے میں نہیں بتایا کہ تم کون ہو اور اس ویران جنگل میں اکیلی کیوں رہتی ہو اس نے ایک لمبی سانس خارج کی اور اپنی زندگی کی کہانی سنانے لگی۔

❁❁❁

میرے دادا بہت سی نورانی طاقتوں کے مالک تھے بہت سے جن بھوت چڑیلیں اور بدروحیں ان کے قبضے میں تھیں اس بات کا مجھے بچپن سے علم تھا کہ میرے اور گرینڈ پاپا میں کافی انڈرسٹینڈنگ تھی میں زیادہ تر وقت انہی کے روم میں گزارتی تھی وہ مجھے جن بھوتوں کے قصے سنایا کرتے تھے جنہیں میں بہت شوق سے سنتی تھی مجھے جن بھوت دیکھنے کا بہت شوق تھا میں اکثر دادا سے کہتی کہ مجھے جن بھوت دکھائیں لیکن وہ میری بات کو ہنس کر ٹال دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ابھی تم چھوٹی ہو جن بھوت بہت ڈراؤنے ہوتے ہیں تم ان کو دیکھ کر ڈر جاؤ گی جب تم بڑی ہوجاؤ گی تو پھر میں تمہاری ملاقات جنوں بھوتوں سے اور چڑیلوں اور بدروحوں سے بھی کراؤں گا ان کی بات سن کر میں دادا سے پوچھتی کہ میں کب بڑی ہوں گی تو وہ کہتے تھے تم بہت جلد بڑی ہوجاؤ گی مجھے بڑے ہونے کا بڑی شدت سے انتظار تھا میں جلد از جلد غیر انسانی مخلوقات سے ملاقات کرنا چاہتی تھی اس وقت میری عمر پندرہ برس تھی جب پہلی بار دادا

نے مجھے ایک بھوت دکھایا تھا وہ بھوت بہت ڈراؤنا تھا اسے دیکھ کر میں بے ہوش ہوگئی تھی پورے دو دنوں بعد مجھے ہوش آیا تھا اس کے بعد میں جن بھوتوں سے بہت زیادہ ڈرنے لگی تھی میں جن بھوتوں کا نام سن کر بھی خوفزدہ ہوجاتی تھی میں نے دادا سے جن بھوتوں کے قصے سننا بھی چھوڑ دیئے تھے دادا کو یہ سب اچھا نہ لگا۔

وہ مجھے بہادر بنانے کی کوشش کرنے لگے ان کی کوشش رنگ لائیں میں کچھ ہی عرصے میں بہت بہادر ہوگئی اب مجھے جن بھوتوں سے ڈر نہ لگتا تھا میں اکثر جن بھوتوں چڑیلوں بدروحوں سے ملتی تھی اور ان کے ساتھ سیر بھی کرتی تھی دادا کے غلام بھوتوں میں سے ایک بہت ہی حسین تھا وہ بالکل انسانوں جیسا تھا اس کا نام فیصل تھا میں اس کو پسند کرنے لگی تھی نجانے کیسے وہ میرے دل میں اتر گیا تھا میں اپنا اکثر وقت اسی کے ساتھ گزارنے لگی تھی وہ بھی مجھے بہت پسند کرتا تھا وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر ہواؤں کی سیر کراتا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہمارا پیار مزید بڑھتا چلا گیا۔

میں نے دادا کو بھی بتا دیا تھا کہ میں فیصل سے محبت کرنے لگی ہوں دادا تو فیصل کو پہلے ہی پسند کرتے تھے اب وہ انہیں اور اچھا لگنے لگا تھا میں بہت خوش تھی کہ میری زندگی بہت حسین ہوچکی تھی لیکن رفتہ رفتہ ایک بات پریشانی کا باعث بنتی چلی گئی دادا کی طبیعت دن بدن خراب ہوتی چلی گئی وہ روز بروز لاغر اور کمزور ہوتے جارہے تھے کچھ ہی دنوں بعد ان کی حالت اس قدر بگڑ چکی تھی کہ وہ چلنے پھرنے سے بھی قاصر ہوگئے ہم نے ان کا بہت علاج کرایا پورے شہر کے ڈاکٹرز کو دکھایا لیکن کسی ایک کو بھی سمجھ نہ آئی کہ ان کی بیماری کیا ہے۔ایک دن دادا نے مجھے اپنے پاس بلایا وہ بہت پریشان دکھائی دے رہے تھے انہوں نے مجھے اپنے پاس بیٹھنے کے لیے کہا میں ان کے پاس بیٹھ گئی دادا بولے۔حجاب میں آج ایک ذمہ داری تمہارے کندھے پر ڈالنے جارہا ہوں میں اپنا مشن تمہارے سپرد کررہا ہوں تم جانتی ہو کہ میری حالت روز بروز خراب ہوتی جارہی ہے اب تو میں اس قابل بھی نہیں رہا کہ اٹھ کر بیٹھ سکوں مجھے لگتا ہے کہ میری موت بہت قریب ہے میں اپنی تمام طاقتیں تمہارے حوالے کرنا چاہتا ہوں حجاب میرے ساتھ وعدہ کرو کہ تم ان طاقتوں کو ناجائز کاموں میں استعمال نہیں کروگی بلکہ صرف اور سرف حق اور انسانیت کی فلاح کے لیے استعمال کروگی تمہاری جنگ صرف اور صرف حق کے دشمنوں سے ہوگی بیٹی اس دنیا میں قدم رکھنے کے لیے انسان کو بہت بہادر بننا پڑتا ہے میں کافی عرصے سے اسی کوشش میں تھا کہ تمہیں بہت دلیر اور بہادر بنا سکوں اور میں اپنے مقصد میں کامیاب بھی رہا ہوں تمہارے اندر کا خوف ختم ہوچکا ہے اور تم بہادر بن چکی ہو۔

حجاب بیٹی میں ایک بار پھر تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی طاقتوں کو ہمیشہ حق کے لیے استعمال کرنا اور کسی بھی قسم کے حالات پیدا ہوجائیں تم نے گھبرانا نہیں ہے ہر پریشانی میں سرف اور صرف اپنے رب سے مدد مانگنا اور اسی پر بھروسہ کرنا وہ بہت غفور الرحیم ہے وہ تمہاری مدد ضرور کرے گا بیٹی یہ لو اس پتھر میں ساری طاقتیں ہیں میرے تمام غلام جن بھوت چڑیلیں اور بدروحیں آج سے تمہاری غلام ہیں تم جب بھی اس پتھر کو رگڑوگی تو اس میں سے جن بھوت نکلیں گے اور پھر تم ان سے جو کام بھی چاہو کروا سکتی ہو اس پتھر میں فیصل بھی قید ہے اگر تم اسے اپنا جیون ساتھی بنانا چاہتی ہو تو اس کے لیے پہلے تمہیں فیصل کو آزاد کرنا ہوگا اس کے بعد ہی تم فیصل سے شادی کرسکتی ہو دادا نے وہ پتھر جوان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا مجھے پکڑا دیا وہ سرخ رنگ کا ایک عجیب و غریب پتھر تھا اس سے پہلے میں نے وہ پتھر کبھی نہیں دیکھا تھا دادا نے پتھر مجھے دینے کے بعد کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری تو میرے اندر ایک عجیب سی ہلچل پیدا ہوگئی مجھے اپنے آپ میں بہت تبدیلیاں محسوس ہونے لگیں میں اپنے آپ کو بہت بہادر محسوس کرنے لگی اچانک دادا کی گردن ایک طرف لڑھک گئی اور ان کی روح اس جہان فانی سے رخصت ہوگئی میں چیخنے لگی اور دادا کی طرف دوڑی۔

دادا۔دادا۔آنکھیں کھولیں پلیز دادا آنکھیں کھولیں آپ ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتے میری چیخوں کی آواز سن کر ممی پاپا بھی دونوں آگئے دادا کی لاش کو دیکھ کر وہ بھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے وقت گزرتا گیا شام کے وقت دادا کی لاش کو دفن کردیا گیا دادا کے جانے کے بعد میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرنے لگی تھی فیصل کو میں نے آزاد کردیا تھا اس کے باوجود وہ ہر وقت میرے پاس رہتا تھا وہ میری ہمت بڑھاتا ہے اس کی کوشش تھی کہ میں اس غم کے دریا سے باہر نکل آؤں جس میں میں دادا کے مرنے کے بعد گرگئی تھی فیصل کی کوشش رنگ لائیں اور میں کچھ عرصہ گزرنے کے بعد نارمل ہوگئی اور دادا کے مشن کو ایک بار پھر آگے بڑھانے لگی میں نے اپنے تین بھوت گاؤں کے لوگوں کی دیکھ بھال کرنے پر لگادیئے وہ ہر وقت گاؤں میں انسانوں کے روپ میں گھومتے اور جس کسی انسان کو مشکل درپیش ہوتی وہ اس کی مدد کرتے تھے اگر گاؤں کے لوگ آپس میں جھگڑتے تھے تو بھوت ان کے درمیان صلح کروادیتے تھے گاؤں کے لوگ ان تینوں کو فرشتے سمجھتے تھے۔

ایک رات ہمارے گاؤں سے ایک لڑکی غائب ہوگئی وہ لڑکی رات کو اپنے کمرے میں سوئی تھی لیکن صبح وہ وہاں موجود نہیں تھی ایک اور حیران کن بات یہ تھی کہ اس کے کمرے کا دروازہ بھی اندر سے بند تھا صبح جب اس کی ماں نے اسے جگانے کے لیے دستک دی تو اندر سے کوئی جواب نہ آیا ماں نے دوبارہ دستک دی لیکن پھر بھی کوئی جواب نہ آیا اس کے باپ اور بھائیوں نے کمرے کا دروازہ توڑ دیا لیکن یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ لڑکی اندر موجود نہ تھی رفتہ رفتہ یہ بات پورے گاؤں میں پھیل گئی ہر کوئی اس بارے میں اپنی اپنی رائے دے رہا تھا کوئی کہہ رہا تھا کہ اسے کوئی جن بھوت اٹھا کر لے گیا ہے میں نے اپنے ایک بھوت کو اس کام پر لگایا کہ وہ معلوم کرے کہ وہ لڑکی کہاں چلی گئی ہے لیکن جب وہ لوٹا تو وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ مجھے کچھ بتاتا وہ بہت زخمی تھا اس کے جسم سے دھواں اٹھ رہا تھا پھر اس کا پورا جسم دھواں بننے لگا اور وہ ہوا میں تحلیل ہوگیا میں اس کی اس حالت سے بہت پریشان ہوئی نجانے اسے کیا ہوا تھا میں نے فیصل کو جب اس بات سے آگاہ کیا تو وہ بھی بہت پریشان ہوا وقت گزرتا گیا۔

اگلی رات ایک اور لڑکی گاؤں سے غائب ہوگئی اور پھر ایسے ہی ہونے لگا ہر رات ایک لڑکی گاؤں سے غائب ہونے لگی میں نے اپنے تمام غلام جن بھوت چڑیلیں اور بدروحیں گاؤں کی نگرانی پر لگادیں لیکن پھر بھی کچھ بھی پتہ نہ چل سکا کہ آخر ہر روز لڑکیاں کہاں غائب ہوجاتی ہیں۔

ایک رات میں اپنے کمرے میں سوئی ہوئی تھی کہ مجھے محسوس ہوا جیسے کوئی میرے قریب موجود ہے میں ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی میرے قریب ہی ایک انسان کھڑا تھا اس کی شکل کافی بھیانک تھی چہرہ جھریوں سے بھرا تھا کالا سیاہ رنگ تھا قد آٹھ نوفٹ لمبا تھا اس ان ایک کالے رنگ کا لباس پہن رکھا ہوا تھا جس پر سفید رنگ کی کی کھوپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں گردن میں مالا تھی اس شخص کو دیکھ کر میرا جسم خوف سے تھر تھر کانپنے لگا مجھے خالف دیکھ کر وہ بھیانک شخص مسکرا دیا اور بولا حجاب تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا میں تو تمہیں ایک آفر کرنے آیا ہوا اگر تم میری آفر قبول کرلو تو تم پوری دینا پر راج کروگی لیکن اگر تم نے میری آفر کو ٹھکرا دیا تو پھر میں تمہارا دشمن بن جاؤں گا اور تمہیں کبھی چین سے نہیں بیٹھنے دوں گا اتنا کہہ کر وہ کاموش ہوگیا تو میں نے کہا۔آفر کیس آفر میں تمہاری بات سمجھی نہیں ہو تم کہو جو کچھ بھی تمہیں کہنا ہے میں اپنے خوف پر کافی حد تک قابو پاچکی تھی وہ بولا میں شیطان کا پجاری ہوں میرے شیطان آقا نے مجھے بہت سی شکتیاں دے رکھی ہیں میں پوری دنیا پر حکومت کرنا چاہتا ہوں لیکن یہ کام میرے بس میں نہیں ہے۔اس کے لیے مجھے تمہارے ساتھ کی ضرورت ہے اگر تم میرا ساتھ دو اپنی طاقتوں کو میری طاقتوں میں شامل کردو تو ہم پوری دنیا پر شیطان آقا کی حکومت قائم کرسکتے ہیں وہ چپ ہوگیا تو

میں چنگھاڑتے ہوئے بولی میں لعنت بھیجتی ہوں تم پر بھی اور تمہارے شیطان آقا پر بھی میری طاقتیں صرف اور حق کیساتھ ہیں میں نے اپنے دادا سے یہ طاقتیں صرف اور صرف تم جیسے شیطانوں کو ختم کرنے کے لیے لی ہیں میں آج سے تمہاری دشمن ہوں میں بہت جلد تم کو ختم کر دوں گی۔

میری بات سن کر وہ مسکرا دیا اور طنزیہ لہجے مین بولا تم مجھے ختم کرو گی شاید تمہیں میری طاقتوں کا اندازہ نہیں ہے اگر میں چاہوں تو یہیں کھڑے کھڑے تمہاری جان لے سکتا ہون لیکن نہیں میں ایسا نہیں کروں گا میں تمہیں تڑپا تڑپا کر ماروں گا میں تمہاری دشمنی کو قبول کرتا ہوں آج سے ہم دونون دشمن ہیں اور ہاں ایک بات اور تمہیں بتا تا چلوں تمہارے گاؤں سے جو لڑکیاں غائب ہو رہی ہیں انہیں غائب کرنے والا میں ہی ہوں میں بہت جلد تمہارے پورے گاؤں کو ختم کر دوں گا ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔ اتنا کہتے ہی وہ غائب ہو گیا اور میں سوچوں کی دنیا میں گم ہو گئی اس شیطان کے پجاری نے مجھے پریشان کر دیا تھا وہ واقعی بہت طاقتور تھا میری طاقتیں اس کی طاقتوں کے سامنے بے بس تھیں۔

وہ ہر روز گاؤں سے ایک لڑکی غائب کر کے لے جاتا تھا اور میری غلام چڑیلوں بدروحوں اور جنوں بھوتوں کو ہوا بھی نہ لگنے دیتا تھا اس سے یہی بات سامنے آتی تھی کہ وہ میری طاقتیں سے زیادہ طاقتور ہے میں نے اس سرخ پتھر کو ہاتھ پر رگڑا جس میں میری طاقتیں تھی اس میں سے جن بھوت نکل کر میرے سامنے ظاہر ہونے لگے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس شیطان کے پجاری کے بارے میں معلوم کریں کہ وہ کون ہے کہاں رہتا ہے اور کتنا طاقتور ہے میری بات سننے کے بعد وہ سب غائب ہو گئے میں اسی شیطان کے پجاری کے بارے میں سوچتے سوچتے سو گئی۔ اگلی صبح جب میری آنکھ کھلی تو میرا ایک غلام بھوت میرے پاس کھڑا تھا میں نے اس سے اس شیطان کے پجاری کے ٹھکانے کے بارے میں پوچھا تو اس بھوت نے مجھے بتایا کہ اس شیطان کے پجاری کا نام حشام جادوگر ہے وہ بہت زیادہ طاقتور ہے اور بہت دور مشرق کی جانب ایک جنگل مین رہتا ہے اس جنگل میں حشام جادوگر نے اپنا طلسمی جال پھیلایا ہوا ہے اس کی اجازت کے بغیر نہ تو کوئی اس جنگل میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی باہر نکل سکتا ہے اتنا کہہ کر وہ بھوت چپ ہو گیا میں نے اسے جانے کا کہا وہ وہیں کھڑے کھڑے غائب ہو گیا۔ اچانک ایک اور بھوت میرے سامنے حاضر ہوا وہ بہت گھبرایا ہوا تھا میں نے اس سے وجہ پوچھی۔

وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولا فیصل کو حشام جادوگر نے قتل کر دیا ہے اس بھوت کی بات سنتے ہی میں ہوش وحواس کی دنیا سے بیگانی ہوتی چلی گئی۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں اپنے ہی روم میں تھی میں نے سرخ پتھر اپنے ہاتھ پر رگڑا تو جن بھوت نکل کر میرے سامنے ظاہر ہونے لگے چند لمحوں بعد میرے تمام غلام جن بھوت چڑیلیں اور بدروحیں شامل تھیں سب میرے سامنے جمع ہو چکے تھے ان کی تعداد تقریبا بیس تھی میں نے ایک ایک سے اس کی طاقت کے بارے میں دریافت کیا وہ سب بہت ہی طاقتور تھے ہر ایک اپنے اندر کوئی نہ کوئی انوکھی صلاحیت رکھتا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ ان میں سے حشام جادوگر کو کون قتل کرے گا تو کسی نے بھی جواب نہ دیا میں یہ دیکھ کر رو دی میرا دل پہلے ہی خون کے آنسو رو رہا تھا میرا فیصل مجھ سے بچھڑ گیا تھا میرے تمام سپنے ٹوٹ چکے تھے میرے دل میں جینے کی تمام امنگیں دم توڑ چکی تھیں میں نے اپنے آپ سے عہد کر لیا کہ میں حشام جادوگر سے ہر صورت میں اپنے فیصل کی موت کا بدلہ لوں گی میں نے تمام غلام جن بھوتوں بدروحوں اور چڑیلوں کو اپنے ساتھ لیا اور اس جنگل کی طرف چل دی جہاں حشام جادوگر رہتا تھا ہم سب ہوا میں اڑ رہے تھے کئی گھنٹے ہم لگاتار سفر کرتے رہے تب جا کر ہمیں منزل دکھائی دی ابھی ہم جنگل میں داخل ہوئے ہی تھے کہ ایک خوفناک آواز سنائی دی آگے مت بڑھنا ورنہ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھو گے ہم اس طرف دیکھنے

لگے جہاں سے وہ آواز سنائی دی تھی لیکن ہمیں کوئی بھی نہ دکھائی دیا ہم نے اس آواز کو نظر انداز کر دیا اور ایک بار پھر آگے بڑھنے لگے۔

ہم سب زمین پر اتر چکے تھے اور پیدل چل رہے تھے میں درمیان میں تھی باقی سب میرے ارد گرد تھے اور آگے پیچھے تھے اچانک میرے آگے جو دو چڑیلیں تھیں انہیں آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ وہ پیچھے کی جانب دوڑیں وہ بہت زور زور سے چیخ رہی تھیں آگ مسلسل ان کو جلائے جا رہی تھیں ان کو دیکھ کر باقی سب پریشان ہو گئے کچھ ہی دیر بعد آگ نے ان کے جسموں کو جلا کر راکھ بنا دیا تھا پتہ نہیں انہیں کیا ہوا تھا کس ن انہیں آگ لگائی تھی میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا میں وہیں کھڑی اس کے بارے میں سوچ رہی تھی کہ ایک اور بھوت آگے بڑھا وہ جب اس جگہ پہنچا جہاں چڑیلوں کو آگ لگی تھی تو وہ بھی چلانے لگا اور پیچھے کی جانب دوڑا جب میری نگاہ اس پر پڑی تو اسے بھی آگ لگی ہوئی تھی چند ہی لمحوں بعد اس بھی آگ نے جلا کر راکھ بنا دیا تھا میں اس صورتحال سے پریشان ہو گئی تھی پہلے دو چڑیلیں جل کر خاک ہو گئیں اور پھر بھوت کا بھی وہی حال ہوا مجھے لگ رہا تھا کہ اس جگہ ضرور کوئی جادوئی چیز ہے جو وہاں جانے والے کو جلا دیتی ہے لیکن وہ چیز دھائی نہیں دے رہی تھی ۔ایک بار پھر آواز سنائی دی۔

آگے مت بڑھنا ورنہ تم سب کا بھی وہی حال ہو گا جو تمہارے ساتھیوں کا ہوا ہے میں نے اپنے اندر ہمت پیدا کی اور کہا کون ہو تم سامنے کیوں نہیں آتے ہو اگر ہمت ہے تو سامنے آؤ چھپ کر بزدلوں کی طرح وار کیوں کرتے ہو میں خاموش ہو گئی اچانک اسی جگہ دھواں دکھائی دینے لگا جہاں سے آواز سنائی دی تھی پھر اس دھویں نے ایک انسانی روپ دھارنا شروع کر دیا جلد ہی اس نے ایک انسانی شکل اختیار کر لی اور اس انسان کو دیکھ کر میں غصے میں آپے سے باہر ہو گئی وہ حشام جادوگر تھا اس کے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی میں نے اپنے غلام جن بھوتوں کو حکم دیا کہ وہ حشام جادوگر کو ختم کر دیں وہ سب اس کی جانب بڑھے اچانک حشام جادوگر نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو بہت سے آگ کے گولے حشام جادوگر کے منہ سے نکلے وہ آگ کے گولے ہماری طرف بڑھنے لگے جونہی وہ گولے جن بھوتوں چڑیلوں اور بدروحوں سے ٹکرائے وہ جل کر راکھ ہو گئے ایک گولا میرے جسم سے بھی ٹکرایا تھا لیکن پتہ نہیں کیوں آگ نے مجھے نہ جلایا تھا میرے تمام ساتھی ختم ہو چکے تھے اور میں بالکل تنہا رہ گئی تھی میں تو وہاں حشام جادوگر کو ختم کرنے گئی تھی لیکن میں خود ہی بے بس ہو گئی تھی مجھے لگ رہا تھا کہ حشام جادوگر مجھے بھی ختم کر دے گا۔

دیکھ لی میری طاقت مجھ سے دشمنی لے کر تمہیں کیا حاصل ہوا حشام جادوگر نے کہا اور جواب طلب نگاہوں سے میری جانب دیکھنے لگا میں نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا مجھے خاموش دیکھ کر وہ دوبارہ بولا حجاب تمہارے پاس اب بھی وقت ہے تم اگر میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جاؤ تو میں جو طاقتیں تم نے کھو دی ہیں اس سے کئی گنا زیادہ تمہیں دوں گا میری اس رات والی آفر مان لو میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جاؤ پھر تم اس دنیا پر راج کرو گی وہ چپ ہو گیا میں نے کہا میں آج بھی اپنی بات پر قائم ہو میرا فیصلہ آج بھی وہی ہے جو پہلے تھا میں تمہارا ساتھ ہرگز نہیں دے سکتی میں نے ہر حال میں حق کی راہ پر چلنے کی قسم کھا رکھی ہے میں چپ ہو گئی تو وہ قہقہے لگاتا ہوا بولا رسی جل گئی پر بل نہیں گیا خیر کوئی بات نہیں میرا نام بھی حشام جادوگر ہے میں بہت جلد ہی تمہیں اپنا ساتھ دینے پر آمادہ کر لوں گا وہ چپ ہو گیا اور کچھ سوچنے لگا تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ اس کی زبان حرکت میں آئی اور وہ کہنے لگا۔ اب تمہارے پاس یہاں سے واپس جانے کا بھی کوئی راستہ نہیں ہے کیونکہ تمہارے وہ ساتھی جو تمہیں یہاں لے کر آئے تھے وہ اب اس دنیا میں نہیں رہے ہیں تمہارا شہر یہاں سے ہزاروں میل دور ہے اور ویسے بھی تم واپسی کا راستہ بھی نہیں جانتی ہو اس لیے تم بھی واپس نہیں جا سکتی تمہارے

لیے بہتر یہی ہے کہ تم میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاؤ اور میرے ساتھ جنگل مین چلو میں نے کہا میں نہ تو تمہارا ساتھ دوں گی اور نہ ہی تمہارے جنگل میں جاؤں گی مجھے میرے اللہ پر پورا بھروسہ ہے وہ ضرور کوئی میری مدد کرے گا۔

میری بات سن کر حشام جادوگر قہقہے لگانے لگا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ غائب ہو گیا میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا کی اور واپس چل پڑی اچانک مجھے اپنے دادا کی آواز سنائی دی وہ مجھے ہی بلا رہے تھے آواز میری بیک سائیڈ سے سنائی دے رہی تھی میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو حیران رہ گئی وہاں واقعی میرے دادا کھڑے تھے دادا آپ میں نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو وہ بولے ہاں میں تمہارا دادا ہی ہوں میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں میری بات غور سے سنو میں ان کے قریب چلی گئی وہ چپ ہو گئے جی دادا جی کہیے میں آپ کی ہر بات سن رہی ہوں میں نے کہا تو وہ بولے۔ حجاب میں جانتا ہوں کہ فیصل کی موت نے تمہیں بہت دکھی کر دیا ہے اور تم ہر صورت میں حشام جادوگر سے بدلہ لینا چاہتی ہو حشام جادوگر صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کا دشمن ہے وہ اب تک ہزاروں انسانوں کی اپنے شیطان آقا کے سامنے بلی دے چکا ہے بیٹی اس کا مرنا بہت ضروری ہے لیکن تم اکیلی اسے نہیں مار سکتی ہو اس کے لیے تمہیں ایک ساتھی کی ضرورت ہوگی تمہیں اس کا انتظار کرنا ہوگا۔

اس لڑکے کا نام کاشف ہوگا اور وہ خود تمہارے پاس آئے گا کاشف کے پیار کو بھی حشام جادوگر ہی مارے گا وہ بھی تمہاری طرح اپنے پیار کا انتقام لینے کے لیے بے چین ہوگا حشام جادوگر کو مارنے کے لیے کاشف کو چلہ کرنا ہوگا ایک لاش پر وہ لاش جس پر کاشف کو چلہ کرنا ہوگا ہامون جادوگر کی ہے ہامون جادوگر حشام جادوگر کا دشمن تھا وہ اپنی ایک غلطی کی وجہ سے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا کاشف جب ہامون جادوگر کی لاش پر چلہ کرے گا تو ہامون جادوگر کچھ عرصے کے لیے زندہ ہو جائے گا وہ اس وقت کاشف کے کنٹرول میں ہوگا ہامون جادوگر کو اپنی طاقتیں بھی واپس مل جائیں گی اس طرح وہ آسانی سے حشام جادوگر کو مار سکتا ہے اور ہاں بیٹا تمہاری تمام طاقتیں بھی ابھی ضائع نہیں ہوئی ہیں وہ سرخ پتھر جو تمہارے پاس موجود ہے اس کی ابھی آدھے سے زیادہ طاقتیں باقی ہیں تم اس پتھر کو ہاتھ پر رگڑ کر جو کام بھی کہو گی وہ ہو جائے گا دادا خاموش ہو گئے کچھ دیر چپ رہنے کے بعد وہ دوبارہ بولے حجاب میرا وقت پورا ہونے والا ہے اب مجھے واپس جانا ہے میں نے یہی باتیں تمہیں بتانی تھیں جو بتا دیں۔ دادا آپ نے کہاں جانا ہے میں نے کہا تو وہ بولے بیٹا تمہارے سامنے میرا جسم نہیں بلکہ روح کھڑی ہے تم جانتی ہو کہ میں مر چکا ہوں میں بس تمہاری مدد کرنے آیا ہوں اب مجھے واپس جانا ہے۔

دادا آپ نے یہ نہیں بتایا کہ کاشف مجھے کہاں ملے گا اور ہاں ہامون جادوگر کی لاش کہاں ہے اور کاشف لاش پر چلہ کیسے کرے گا۔ دادا بولے آنکھیں بند کر لو میں تمہیں اس جگہ لے چلتا ہوں جہاں کاشف تمہارے پاس آئے گا میں نے آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر بعد دادا کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول دو میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو میں ایک جنگل مین کھڑی تھی دادا بولنے لگے حجاب سرخ پتھر کو اپنے ہاتھ پر رگڑ کر کہنا کہ وہ تمہیں ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے تو کچھ ہی دیر بعد تم اور کاشف ہامون جادوگر کی قبر کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ پھر تم اس قبر کو کھودنا اس میں ہامون جادوگر کی لاش ہوگی اور لاش کے نیچے ایک صفحے پر ایک تحریر ہوگی جس میں چلے کا طریقہ کار لکھا ہوا ہوگا اور کاشف تمہیں اسی جگہ پر ملے گا جہاں ہم کھڑے ہیں تم یہاں سرخ پتھر کو حکم دے کر ایک جادو کا گھر بنا لو اور کاشف کا انتظار کرو اسے آنے میں شاید کچھ وقت لگے تب تک تم یہیں رہو اور اپنی طاقتوں کو بڑھانے کی کوشش کرو تاکہ تم بھی حشام جادوگر کو ختم کرنے میں کاشف کی مدد کر سکو تمہیں جس چیز کی بھی ضرورت ہو

سرخ پتھر کو حکم دینا وہ تمہیں لا دے گا۔

اچھا اب میں چلتا ہوں دادا نے کہا اور ان کی روح آسمانوں کی طرف اڑنے لگی میں سرخ پتھر کو ہاتھ پر رگڑ کر حکم دیا کہ اسی جگہ میرے لیے ایک جادوئی گھر بناؤ کچھ ہی دیر بعد وہاں ایک گھر ظاہر ہوا اور میں اسی گھر میں رہنے لگی۔

کاشف میں پچھلے پانچ برسوں سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں آج تم آ گئے ہو تو میرا انتظار ختم ہو گیا ہے انشاء اللہ بہت جلد حشام جادوگر ہمارے قبضے میں ہوگا۔ اور ہم اسے تڑپا تڑپا کر ماریں گے وہ ایک بہت لمبی داستان سنانے کے بعد چپ ہو گئی اس کی کہانی سن کر مجھے علم ہوا کہ وہ میرے سے بھی زیادہ دکھی ہے۔ میں نے کہا میری نائلہ کو بھی حشام جادوگر نے ہی مارا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی لاش کہاں ہے وہ بولی ہاں نائلہ کو حشام جادوگر نے اپنے شیطان آقا کے قدموں میں قربان کر دیا ہے اس کی لاش اسی جنگل مین پڑی ہے جہاں حشام جادوگر رہتا ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے بار بار نائلہ کا معصوم چہرہ گھوم رہا تھا میرا جی چاہت تھا کہ اپنے آپ کو بھی ختم کر لوں لیکن مجھے حشام جادوگر کو ختم کر کے نائلہ کی روح کو سکون دوں میری بات سن کر حجاب بولی کاشف تم ابھی بہت زخمی ہو ابھی تم چلہ کرنے کی اجازت نہیں دوں گی تم آرام کرو میں آتی ہوں اتنا کہہ کر وہ اٹھ کر چلی گئی اور میں اس کے واپس آنے کا انتظار کرنے لگا کافی دیر بعد وہ واپس آئی اس کے ہاتھ میں کھانا تھا میرا کچھ بھی کھانے کو جی نہین چاہ رہا تھا بس نائلہ کی یاد ستائے جا رہی تھی حجاب نے اصرار کیا تو مجبورا مجھے کھانا کھانا پڑا اس کے بعد حجاب چلی گئی اور میں سو گیا۔

ایک ہفتے بعد میری صحت کچھ ٹھیک ہوئی زخم کافی حد تک بھر گئے تھے حجاب ہر روز میرے زخموں پر دوائی لگاتی اور پٹی کرتی تھی جس کی وجہ سے میری حالت بہتر ہوتی چلی گئی میں نے حجاب سے کہا کہ وہ مجھے ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے اس نے سرخ پتھر اپنے ہاتھ پر رگڑا اور اسے حکم دیا کہ ہمیں ہامون جادوگر کی قبر کے پاس لے چلے۔ ہمیں ایک جھٹکا لگا اور ہمارے دماغ تاریکیوں میں ڈوبتے چلے گئے جب ہم ہوش کی دنیا میں واپس آئے تو ہم ایک ویرانے صحرا میں کھڑے تھے ہمارے قریب ہی ایک قبر تھی حجاب نے سرخ پتھر کو ہاتھ پر رگڑا اور حکم دیا کہ ہمیں قبر کھودنے کے اوزار مہیا کرے تو ہمارے قریب ہی قبر کھودنے کے اوزار نمودار ہوئے اور مین قبر کھودنے لگا حجاب بھی اس کام میں میری مدد کر رہی تھی میں نے اپنا بچپن گاؤں میں گزارا تھا اور اکثر کاموں میں لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔

ہمارے گاؤں میں گورکن نہیں ہوتا تھا لوگ خود ہی اپنے رشتہ داروں کی قبریں کھودتے تھے پورا گاؤں ان کی مدد کرتا تھا میں نے بھی کئی بار گاؤں والوں کے ساتھ قبر کھدوائی تھی اس لیے مجھے قبر کھودنے کا تجربہ تھا میں نے بہت تیزی سے قبر کھودی قبر میں سے ایک تابوت نکلا میں نے اس تابوت کو کھولا اس میں ایک لاش دفن تھی میں نے لاش کو تابوت سے باہر نکالا وہ لاش ایسی دکھائی دے رہی تھی کہ جیسے اسے ابھی ابھی دفن کیا گیا ہے ایک لمحے کے لیے میں نے سوچا کہ شاید وہ زندہ ہے میں نے اس کی نبض چیک کی وہ زندہ نہیں تھا میں نے تابوت کے اندر نگاہ ڈالی تو مجھے اس مین ایک کاغذ نظر آیا میں نے جھک کر وہ کاغذ اٹھا لیا اس مین چلے کا طریقہ لکھا ہوا تھا چلہ گیارہ دنوں کا تھا چلہ اسی قبر میں کرنا تھا جس سے وہ مردہ جادوگر نکلا تھا چلے کے دوران مجھے مردے کو اپنے سامنے بٹھانا تھا ساتھ ساتھ منتر پڑھنا تھا اور اس پر پھونکیں بھی مارنی تھیں چلہ سورج غروب ہونے کے بعد شروع کرنا تھا اور سورج طلوع ہونے سے قبل اختتام پذیر ہونا تھا اس کاغذ میں یہی باتیں لکھیں ہوئی تھیں اور آخرکار میں اس چلے کا منتر بھی یاد کرنے لگا جلدی ہی وہ مجھے یاد ہو گیا ہم نے مردے کو قبر میں لٹایا اور گھر واپس آ گئے میں نے اسی رات سے چلہ شروع کر دیا کیونکہ میں جلد از جلد اس منحوس حشام جادوگر کا نام و نشان اس دنیا سے مٹا دینا چاہتا تھا وقت گزرتا چلا گیا شام کے

ئے لہرانے لگے میں نے کھانا کھایا اور حجاب سے کہا کہ مجھے چلے والی جگہ پہنچادے اس نے سرخ پتھر کو حکم دیا تو ہم کچھ ہی دیر بعد چلے والی جگہ پر تھے میں نے جادوگر کی لاش کو قبر کے اندر بٹھادیا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا حجاب میرے قریب ہی کھڑی تھی اس کے چہرے پر ایک پیاری سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی وہ بہت خوش تھی میں نے چلے والے منتر کو اپنے ذہن میں دہرایا کہ کہیں بھول ہی نہ گیا ہوں لیکن نہیں وہ مجھے اچھی طرح یاد تھا تھوڑی دیر بعد سورج غروب ہوگیا اور میں نے اپنا چلہ شروع کردیا۔

میں چلے کا منتر پڑھتا چلا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اس مردے پر پھونکیں مارنے لگا نجانے کیوں مجھے اس مردے سے خوف آنے لگا جوں جوں اندھیرا بڑھتا جارہا تھا میرے اندر کا خوف بھی بڑھتا جارہا تھا مجھے یوں لگ رہا تھا کہ ابھی وہ مردہ اٹھے گا اور میری گردن دبوچ لے گا۔ایک اور بات مجھے پریشان کیے جارہی تھی کہ میں جوں جوں منتر پڑھ کر اس مردے پر پھونکیں مارتا جارہا تھا اس کی آنکھوں مین ایک چمک پیدا ہوتی جارہی تھی پھر اس نے ایک روشنی کا روپ دھار لیا جو آہستہ آہستہ تیز ہوتی گئی میرے اندر کا خوف روشنی بڑھنے سے مزید گہرا ہوتا جارہا تھا وقت گزرتا چلا گیا صبح ہوگئی میرا پہلے دن کا چلہ مکمل ہوگیا میں مردے جادوگر کو قبر میں لٹا کر خود باہر نکل آیا باہر حجاب میری منتظر کھڑی تھی وہ مجھے دیکھ کر مسکرادی اور اس نے۔مجھے۔پہلے روز کا چلہ مکمل ہونے پر مبارک بادی اور ہم سرخ پتھر کے ذریعے دوبارہ اس کے طلسمی گھر آگئے میں نے وضو کر کے فجر کی نماز ادا کی اتنے میں حجاب ناشتہ تیار کر چکی تھی ہم دونوں نے مل کر ناشتہ کیا مجھے نیند آئی ہوئی تھی سو میں سوگیا۔

اس وقت سورج سر پر تھا جب میری آنکھ کھلی حجاب میرے قریب ہی بیٹھی ہوئی تھی اور پیار بھری نظروں سے میری جانب دیکھ رہی تھی کیا بات ہے حجاب مجھے اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو میں نے اس کی آنکھوں کی تاب نہ لاتے ہوئے کہا تو وہ مسکرادی اور بولی مجھے تم میں فیصل کی جھلک دکھائی دے رہی ہے مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے تم کاشف نہیں ہو بلکہ میرے فیصل ہو وہ چپ ہوگئی میں بھی خاموش ہوگیا اس طرح دن گزر گیا اور رات کی تاریکی نے ایک بار پھر اپنی سلطنت قائم کرلی میں نے چلہ شروع کیا اس مردے کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی کل کی طرح آج بھی بڑھتی جارہی تھی آہستہ آہستہ وہ روشنی اتنی تیز ہوگئی کہ مجھے اسکی آنکھوں میں دیکھنے میں مشکل پیش آنے لگی جی چاہتا تھا کہ میں اپنی نگاہیں اس کی آنکھوں سے ہٹالوں لیکن ایسا کرنے سے میرا چلہ ناکام ہوجاتا تھا اور اس طرح میں اپنی نائیلہ کا انتقام حشام جادوگر سے کبھی بھی نہیں لے پاتا۔

آج کا چلہ پچھلی رات سے زیادہ مشکل تھا اس مردے کی آنکھوں کی روشنی آہستہ آہستہ اتنی تیز ہوگئی کہ اس سے پوری قبر روشن ہوگئی تھی قبر کے باہر سے یوں دکھائی دیتا تھا کہ جیسے قبر میں کوئی بلب جل رہا ہو اس روشنی کی وجہ سے میری آنکھوں سے پانی نکل رہا تھا اس کی آنکھوں سے نکلنے والی لائٹ ڈائریکٹ میری آنکھوں میں پڑ رہی تھی مجھے یوں لگ رہا تھا کہ میں چلہ مکمل نہ کر پاؤں گا میں ہمت ہارتا جارہا تھا۔وقت گزرتا جارہا تھا دوسری رات کا چلہ بھی مکمل ہوگیا آج بھی کل کی طرح حجاب میری منتظر تھی اس نے چلے کی کامیابی پر مجھے مبارکباد دی اور ہم واپس اس کے طلسمی گھر میں آگئے میں نے نماز پڑھی اور ہم دونوں نے ناشتہ کیا اور میں سوگیا آج میں سارا دن سویا رہا جب آنکھ کھلی تو سورج غروب ہونے کے قریب تھا نائیلہ نے مجھے کھانا لاد کردیا میں نے کھانا کھایا نائیلہ نے سرخ پتھر کو حکم دیا کہ مجھے چلے والی جگہ پر پہنچادے اس نے مجھے چلے والی جگہ پر پہنچادیا میں قبر میں اترا جادوگر کی لاش کو اپنے سامنے قبر کے کنارے سے ٹیک لگا کر بٹھایا اور چلہ شروع کردیا۔

آج میں جوں جوں چلے کا منتر پڑھ کر جادوگر کی لاش پر پھونکیں مارتا جارہا تھا اسکا چہرہ روشن ہوتا جارہا تھا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی روشنی بڑھتی جارہی تھی چلہ ختم ہونے تک وہ روشنی لحہ بہ لحہ بڑھتی چلی گئی اس طرح تیسری رات بھی گزر گئی باہر نکلا تو حجاب کو حسب معمول اپنا منتظر پایا اور پھر میں واپس اس کے ساتھ اس کے طلسمی گھر آگیا اسی طرح دن گزرتے چلے گئے اور میرا چلہ کامیابی سے اپنی منزل کی جانب بڑھتا چلا گیا ہر روز جادوگر کے جسم کا ایک ایک حصہ روشن ہوتا چلا گیا اب میرا خوف بھی کافی حد تک کم ہو چکا تھا دسویں دن چلے کے اختتام پر جادوگر کا پورا جسم روشن ہو چکا تھا آج چلے کا گیارہواں دن تھا میں بہت خوش تھا کیونکہ اب وہ وقت زیادہ دور نہ تھا کہ مجھے ایک بہت طاقتور انسان بن جانا تھا اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی تھی کہ مجھے اس قابل ہوجانا تھا کہ حشام جادوگر کو ختم کرسکوں ۔میں قبر میں اترا اور حسب معمول جادوگر کی لاش کو اپنے سامنے بٹھایا اور چلہ شروع کردیا پہلا ایک گھنٹہ تو سکون سے گزرا کوئی غیر معمولی واقعہ رونما نہ ہوا پھر اچانک مردے کی آنکھوں میں حرکت پیدا ہوگئی وہ مجھے سرتاپاؤں کھاجانے والی نظروں سے گھور رہا تھا آہستہ آہستہ اس کے باقی جسم میں بھی حرکت پیدا ہونے لگی اور پھر وہ کچھ ہی دیر بعد سانس بھی لینے لگا میں چلے کا منتر پڑھ کر مسلسل اس پر پھونکیں مارتا جارہا تھا میں چاہتا تھا کہ جلد از جلد چلہ ختم ہوجائے کیونکہ میں اس جادوگر سے خائف تھا اس کے ارادے بہت خطرناک دکھائی دے رہے تھے مجھے یوں لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ابھی اٹھ کر مجھ پر حملہ کردے گا اور مجھے مار کر میرا خون پی جائے گا سورج نکلنے کے آثار دکھائی دینے لگے تھے۔

میرا چلہ بس تقریبا مکمل ہو چکا تھا میں بہت خوش تھا ایک بہت بڑی شکتی میرے ہاتھ میں آنے والی تھی اچانک وہ اٹھ کھڑا ہوا اور میری جانب بڑھنے لگا میرے دل کی دھڑکن تیز ہوگئی خوف سے میرا پورا جسم کانپنے لگا وہ دو قدم آگے بڑھا اور میرے بالکل قریب آگیا میں نے چلے کا منتر پڑھنا بند کردیا تھا سورج کی کرنیں زمین پر پڑنے لگیں تھیں میرا چلہ مکمل ہو چکا تھا میں اٹھ کھڑا ہوا وہ مردہ جادوگر میرے سامنے گردن جھکائے کھڑا تھا میں نے اسے قبر سے باہر نکلنے کا کہا وہ باہر نکلا تو میں بھی باہر نکل آیا۔آج بھی حجاب میرے انتظار میں کھڑی تھی وہ بہت خوش تھی اس نے ایک حسین مسکراہٹ کے ساتھ مجھے مبارکباد دی میں نے ہامون جادوگر سے کہا کہ ہمیں گھر پہنچادو اس نے ہمیں آنکھیں بند کرنے کو کہا میں نے اور حجاب نے آنکھیں بند کرلیں۔

تھوڑی دیر بعد ہامون جادوگر کی آواز سنائی دی آنکھیں کھول لو ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم حجاب کے طلسمی گھر میں موجود تھے حجاب نے ناشتہ تیار کیا میں نے فجر کی نماز ادا کی اور ساتھ ہی شکرانے کے نوافل بھی ادا کئے پھر میں نے اور حجاب نے مل کر ناشتہ کیا ہامون جادوگر ہمارے قریب ہی کھڑا رہا ناشتہ کرنے کے بعد میں نے ہامون جادوگر کو حکم دیا کہ ہمیں حشام جادوگر کے جنگل میں لے چلو اس نے ہمیں ایک بار پھر آنکھیں بند کرنے کو کہا ہم نے آنکھیں بند کیں جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم ایک جنگل میں کھڑے تھے ہمارے اردگرد بھیانک شکلوں والی بلائیں کھڑی تھیں وہ سب ہماری جانب بڑھ رہی تھیں میں پہلے تو خوفزدہ ہوا پھر جیسے ہی مجھے ہامون جادوگر کا خیال آیا میں کچھ سنبھل گیا میں نے ہامون جادوگر سے کہا کہ ان سب کو ختم کردو میرا حکم سنتے ہی اس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو اس کے جسم سے روشنی کی شعاعیں نکلنے لگیں جو ان بلاؤں کی طرف بڑھنے لگیں جب وہ شعاعیں بلاؤں سے ٹکرائیں تو ان کے جسم پانی بن کر زمین میں جذب ہوگئے۔

حشام جادوگر کہاں ہے میں نے ہامون جادوگر سے پوچھا تو وہ بولا وہ یہیں کہیں ہوگا وہ اتنی جلدی ہمارے سامنے نہیں آئے گا پہلے وہ چھپ کر اپنی طاقتوں کے ذریعے ختم کرنے کی کوشش کرے گا اگر وہ کامیاب نہ ہوسکا تو پھر ہمارے سامنے آئے گا چلو اسے تلاش کرتے ہیں وہ چپ ہوگیا اور ایک جانب چلنے لگا ہم بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے اچانک ہمیں لاشوں کا ایک ڈھیر دکھائی دیا زیادہ تر لاشوں کے جسم سے گوشت اتر چکا تھا اور وہ ڈھانچوں کی

شکل اختیار کر چکی تھیں لیکن کچھ لاشیں ایسی بھی تھیں جن کے جسموں پر ابھی گوشت باقی تھا ان لاشوں سے بہت گندی بدبو آ رہی تھی وہاں ایک منٹ رکنا بھی محال تھا ہم آگے بڑھنے لگے اچانک لاشوں کے اس ڈھیر میں مجھے ایک ایسی لاش دکھائی دی جسے دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے وہ لاش میری جان نائلہ کی تھی اس کا سر دھڑ سے الگ تھا میں بھاگ کر اس کی جانب لپکا میں ابھی اس ڈھیر سے تھوڑی دور ہی تھا کہ اس ڈھیر میں موجود لاشوں میں حرکت پیدا ہونے لگی اور وہ سب کی سب اٹھ کھڑی ہوئیں میں نے یہ خوفناک منظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں کاشف بھاگ کر ہمارے پاس آؤ۔

کچھ دیر بعد حجاب کی آواز سن کر میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے قریب ہی ان ڈھانچوں کو دیکھ کر میرا سانس رکنے لگا میں نے اللہ کا نام لے کر پیچھے کی جانب دوڑ لگا دی جلد ہی میں ہامون جادوگر اور حجاب کے پاس پہنچ چکا تھا ہامون جادوگر نے دوبارہ منہ میں کچھ پڑھا اور ان ڈھانچوں کی جانب پھونک ماری تو اس کے جسم سے ایک بار پھر روشن شعاعیں نکلیں اور ان ڈھانچوں نما لاشوں کی جانب بڑھنے لگیں جیسے ہی وہ روشن شعاعیں ڈھانچوں سے ٹکرائیں ان کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا ایک خاص بات جو میں نے اس دوران نوٹ کی تھی وہ یہ تھی کہ جوں جوں ہامون جادوگر کے جسم سے روشن شعاعیں نکلتی جا رہی تھیں اس کے جسم کی روشنی جو چلہ کرنے سے پیدا ہوئی تھی کم ہوتی جا رہی تھی اس کا مطلب تھا کہ روشنی ہی ہامون جادوگر کی طاقت تھی اور وہ روشنی ختم ہونے کے بعد اس کا جسم دوبارہ مردہ ہو جانا تھا اچانک ہماری نظر ایک کالی شکل والے آدمی پر پڑی وہ ہماری طرف آ رہا تھا اس کی شکل بہت بھیانک تھی چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا قد آٹھ فٹ تھا اس کے چہرے سے دہشت ٹپک رہی تھی اسے دیکھتے ہی حجاب اور ہامون جادوگر کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

وہ ہم سے کچھ دور رک گیا اور بولا حجاب آج تمہاری موت تمہیں میرے پاس کھینچ لائی ہے اس دن تو تم میرے علاقے سے زندہ واپس چلی گئی تھی لیکن آج نہیں جا سکتی آج میں تمہیں زندہ نہ چھوڑوں گا تم کیا سمجھتی ہو کہ تم نے ہامون جادوگر کو اپنے ساتھ ملا لیا ہے تو تم دونوں مجھے مار دو گے نہیں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا تم دونوں کی طاقتیں میرے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں اب تم تینوں مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ وہ ہم پر وار کرتا ہامون جادوگر نے کچھ پڑھ کر اس کی جانب پھونک ماری تو ہامون جادوگر کے جسم سے ایک بار پھر شعاعیں نکلیں اور حشام جادوگر کی جانب بڑھنے لگیں جونہی وہ شعاعیں حشام جادوگر کے جسم سے ٹکرائیں اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی کچھ ہی دیر بعد اس کا جسم بھی پانی بن کر زمین میں جذب ہو گیا میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری تھے میں نے اپنی نائلہ کا انتقام لے لیا تھا وہ سیاہ شکل والا آدمی جو حشام جادوگر تھا ختم ہو چکا تھا حجاب بھی بہت خوش تھی اس نے بھی اپنے فیصل کی موت کا انتقام لے لیا تھا۔ ہامون جادوگر بولا۔

میرا وقت پورا ہو چکا ہے میں جس کام کے لیے زندہ کیا گیا تھا اب وہ مکمل ہو چکا ہے ابھی میرا جسم دوبارہ مردہ ہو جائے گا آپ مجھے اسی تابوت میں بند کر کے اسی قبر میں دفنا دیجئے گا جہاں میں پہلے دفن تھا اس کے جسم کی روشنی کم ہونے لگی کچھ دیر بعد اس کے جسم کی تمام روشنی ختم ہو چکی تھی روشنی ختم ہوتے ہی وہ زمین پر گر گیا حجاب نے سرخ پتھر کو حکم دیا کہ ہمیں اس جگہ پہنچا دو جہاں ہمون جادوگر کی قبر ہے ہمارے دماغ تاریکیوں میں ڈوبتے چلے گئے جب ہوش آیا تو ہم ہامون جادوگر کی قبر کے قریب کھڑے تھے میں نے اور حجاب نے ہامون جادوگر کی لاش کو تابوت میں ڈالا اور قبر میں دفن کر دیا میں نے حجاب سے کہا کہ مجھے میرے گاؤں پہنچا دو گاؤں اس نے سرخ پتھر کو حکم دیا تو اس نے مجھے میرے گاؤں پہنچا دیا گاؤں والے میرے اور نائلہ کے لیے بہت پریشان تھے جب میں نے بتایا کہ نائلہ اب اس دنیا میں نہیں ہے تو ہر طرف ایک شور برپا ہو گیا

نائلہ کی امی اپنی یادداشت کھو بیٹھیں اسی شام نائلہ کا غائبانہ نماز جنازہ ادا کیا گیا میں جنازہ پڑھ کر گھر واپس لوٹ رہا تھا میری آنکھوں سے اشک بہہ رہے تھے نائلہ بہت یاد آ رہی تھی میں اپنے آپ کو بالکل تنہا محسوس کر رہا تھا اچانک کسی نے پیچھے سے مجھے پکارا میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حجاب تھی۔

حجاب تم یہاں کیسے میں نے کہا تو وہ بولی کاشف پتہ نہیں کیوں میں تمہارے بغیر رہ نہ سکی تمہارے آنے کے بعد میں اپنے آپ کو بہت تنہا محسوس کرنے لگی تھی مجھے لگتا ہے میں تم سے پیار کرنے لگی ہوں اسی لیے میں اب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہارے پاس آ گئی ہوں پلیز کاشف مجھے اپنا لو میں وعدہ کرتی ہوں کہ میں تمہیں ہمیشہ خوش رکھوں گی کبھی تمہیں نائلہ کی کمی محسوس نہیں ہونے دوں گی اس نے اپنا ہاتھ میری جانب بڑھایا میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور ہم دونوں گھر کی جانب چل پڑے

❁❁❁

قارئین کرام یہ تھی کاشف کی زندگی کی داستان امید ہے کہ آپ کو پسند آئی ہو گی اس سے پہلے آپ میری بہت سی تحریریں پڑھ چکے ہیں میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے میری تحریروں کو پسند کیا اس دوران دو بار مجھ پر تنقید بھی کی گئی میں ان دونوں حضرات کو جواب دینا چاہتا ہوں مجھ پر پہلی بار تنقید وارث آصف خان نے کی تھی انہوں نے تنقید میری پہلی سٹوری پر کی تھی شعیب شیرازی نے طنزیہ انداز میں کہا تھا کہ میری سٹوری ظالم جادوگر بچوں کے لیے اچھی تھی تو جناب میں آپ کو بتاتا چلوں کہ میں ابھی ہوں ہی بچہ میری عمر سترہ سال ہے اور میں سترہ سال کے انسان کا شمار بچوں ہی میں ہوتا ہے لہٰذا آئندہ میری سٹوری کے بارے میں رائے دیتے وقت اس بات کو ضرور مائنڈ میں رکھنا باقی سب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے میری سٹوری کو پسند کر کے مجھے حوصلہ دیا کہ میں مزید لکھ سکوں اسپیشلی عمران رشید بھائی اور ریاض بھائی کے جون ۲۰۱۱ میں شائع ہونے والے لیٹرز نے میری ہمت بڑھائی میں انشاءاللہ تعالیٰ آپ سب کے لیے اور خوفناک کے لیے کچھ نہ کچھ لکھتا رہوں گا اور آخر میں وارث آصف خان اور شعیب شیرازی آپ کا بھی شکریہ کہ آپ نے تنقید کر کے مجھے مزید محنت کرنے پر مجبور کر دیا ہے اب اجازت چاہوں گا۔ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔

❁❁❁

ذکرِ الٰہی کی فضیلت

C اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے لئے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے بارے میں گمان رکھتا ہے۔

C جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اس وقت میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

C اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں۔

C اگر وہ مجھے کسی جماعت میں بیٹھ کر یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔

C میرا بندہ اگر میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں۔

C اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی جانب دوڑ کر آتا ہوں۔

☆......حف ناز

میت کے ساتھی

ارشاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم:

میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں جن میں سے دو واپس آ جاتی ہیں اور ایک اس کا ساتھ دیتی ہے۔

میت کے اہل وعیال، اس کا مال، اس کے اعمال۔ چنانچہ اہل وعیال اور مال تو واپس لوٹ آتے ہیں اور عمل باقی رہ جاتا ہے۔

☆......حف ناز

❁❁❁

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

کالی چٹان

۔۔۔تحریر: قیصر جمیل پروانہ۔ ماموں کانجن۔ 0333.8927285

ثاقب کوئی آ رہا ہے سنا تم نے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے چلو بھاگو یہاں سے عرفان نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ تب میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ بولنے سے منع کر دیا اور کہا۔ عرفان خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ بولنا نہیں ہے اپنی یہاں موجودگی کا اسے احساس نہ ہونے دو میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا اتنے میں سفید کفن میں ملبوس کوئی شخص آگ کے قریب آتا دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی دل کو ایک جھٹکا لگا۔ لیکن ہمت نہ ہاری چپ چاپ بیٹھا رہا اور اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا لیکن ناکام رہا۔ اس کا پورا جسم سر منہ سفید کفن سے ڈھکا ہوا تھا چلتے ہوئے وہ آگ کے قریب آیا اور ہاتھوں میں آگ لے کر اس سے کھیلنے لگا۔ ثاقب بھو۔۔ بھوت۔۔۔ بھوت۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر عرفان جیسے ہی چیخ پڑا اور شاید یہ آواز اس نے بھی سن لی تھی آگ کو ایک طرف پھینکتے ہوئے ہماری طرف بڑھنے لگا۔ عرفان کے ساتھ ساتھ میرا جسم بھی کانپنے لگا۔ عرفان جو جو قرآنی آیات زبانی یاد ہوں وہ پڑھتے جاؤ۔ میں نے ڈرنے کے باوجود بھی اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے کہا تب عرفان نے بلند آواز میں قرآنی آیات کی تلاوت شروع کر دی اس کے اس اقدام سے چلتا ہوا کفن پوش ایک جگہ ساکت ہو گیا۔ تب ہم نے قرآنی آیات کا ورد زبان پر جاری رکھتے ہوئے واپس دوڑ لگا دی وہ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی ثاقب آج تو بچ کر نکل رہے ہو لیکن دوبارہ کبھی نہ بچ سکو گے مجھے خون چاہیے انسانی خون اپنی خشک رگوں کو تر کرنے کے لیے انسان خون ہفتہ بعد ایک انسان کا خون پینا دل کھایا میرا جیون ہے اور میں اپنا جیون ختم نہیں ہونے دوں گا میں اپنی پیاسی رگوں کو ضرور تر کروں گا۔ یہ آوازیں میرے کانوں سے ٹکرائیں پھر خاموشی پھیل گئی۔ قریب کھڑے عرفان کی حالت غیر ہو گئی تھی شاید یہ آسیب کا ظاہر ہونا برداشت نہیں کر پایا تھا۔ میں نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کی نظریں جیسے پھٹ گئی تھیں جسم جیسے بے جان ہو گیا تھا سانس لیے اس جلتی آگ کو گھورتا رہا۔ عرفان۔ عرفان۔ میں چیخا۔ اسے پکڑنا چاہا لیکن اس نے مجھے اٹھا کر ایک طرف پھینکا۔ اور مسلسل اس طرف بڑھنے لگا عرفان میں اتنی طاقت پہلے نہ تھی یہ نئی طاقت اس کی اپنی نہ تھی ضرور سایہ اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اسے مدہوش کر چکا تھا۔ تب میں نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ سوتے لوگوں کو جگانا شروع کر دیا۔ لوگ ہاتھوں میں ڈنڈے لاٹھیاں لیے میرے پاس جمع ہونے لگے وہ عرفان کو بچاؤ۔ اسے میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا لیکن عرفان سیاہ چٹان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جہاں جاتے ہی وہ اس چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔ جو ہمیں نہیں ملا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی۔

حضرات ایک ضروری اعلان سننے اتنا کہتے ہی زور زور سے ڈھول بجنے لگا پھر بجتا ہی چلا گیا۔ مردوں و۔ بوڑھوں کی دوڑیں اس ڈھول کی جانب لگ گئیں جب کبھی گاؤں میں اہم فیصلہ کرنا ہوتا تھا پورے گاؤں میں منادی ہوا کرتی تھی گلی گلی اعلان کروائے جاتے تھے یہ گاؤں کا دستور تھا اور چوہدری

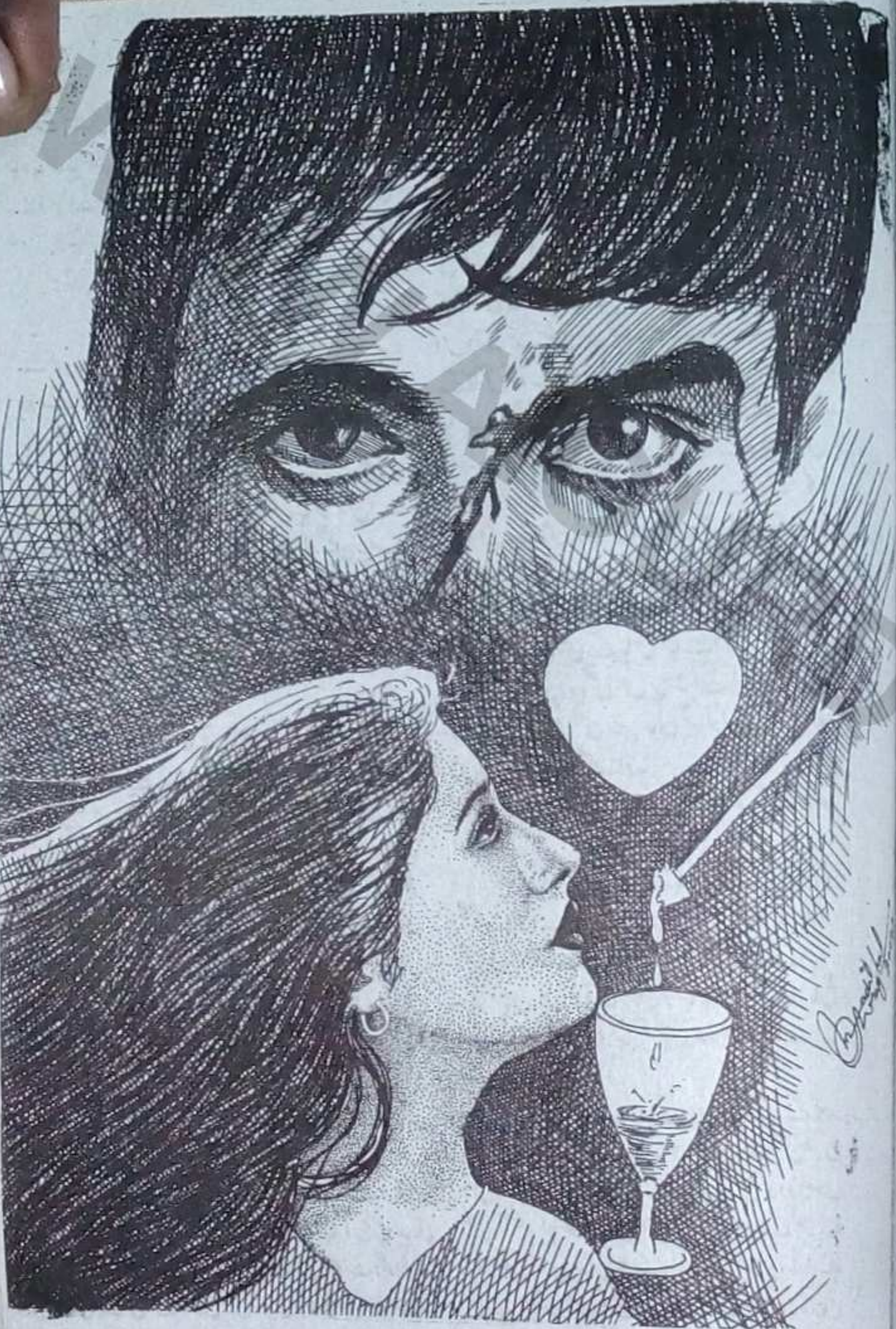

شمت اللہ کی فطرت تھی۔۔۔۔آج دل میں پتا جار ہا تھا یہ سب جاننے کے لیے چوہدری حشمت اللہ کے ڈیرے پر پہنچا ضروری تھا ہر گھر کا ایک فرد وہاں ڈیرے پہنچ رہا ایک اضطرابی کیفیت کا عالم تھا گومگو کی کیفیت میں مبتلا ہم حویلی کے دروازے پر پہنچ گئے جس دروازے سے چوہدری حشمت نے برآمد ہونا تھا اور اس مجمے تک آنا تھا اسی روز میرا دوست عرفان بھی میرے پاس تھا میں نے عرفان کا بازو کھینچا اور کہا۔

چلو سنتے ہیں چوہدری صاحب کیا کہتے ہیں یہ دستور یہ طریقہ تھا اس کے لیے بالکل نیا تھا لیکن اسے اچھا لگا تھا وہ بھی خوشی خوشی ساتھ چلنے لگا لیکن یہ سب کیوں ہو رہا تھا اس بات سے بالکل انجان تھا

ثاقب بتاؤ تو سہی یہ سب کیا ہے اس نے متانت بھرے لہجے میں کہا۔

رات کو بتاؤں گا

میں نے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔ جلدی ڈیرے پر پہنچے یہاں بہت کچھ ہو رہا تھا لہذا ڈیرے پہنچتے ہی لوگوں کا ایک بہت بڑا ہجوم دیکھنے کو ملا چوہدری صاحب چار پانچ سربکف ملازموں کے درمیان حویلی سے نکل کر ڈیرے تک آئے۔ ایک نظر وہاں کھڑے ہجوم پر ڈورائی شاید دیکھنا چاہتے تھے کہ یہاں پہنچنے والے آدمیوں میں کسی آدمی کی کمی تو نہیں ہے تب وہ بولے۔ یقیناً آپ بھی جانتے ہیں کہ جس نے آپ سب کو یہاں کیوں جمع کیا ہے الفت جان کا قتل اس کا منقسم جسم اس کی نکلی ہوئی آنکھیں اور اس سے قبل دو قتل مجھے یہ کسی انسان کے ہاتھوں قتل نہیں لگتے بس یوں لگتا ہے کہ جیسے آسیب

چوہدری نے آج دفن کیے جانے والے نوجوان کی موت کا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا آج چوہدری صاحب کے لہجے ان کی شخصیت میں رعونت دکھائی نہ دی بلکہ ان کے لفظوں میں زیرکی دکھائی دی دردمندانہ لہجہ نظر آیا۔

جی چوہدری صاحب آپ نے درست کہا ہمیں بھی یہی گمان گزرا تھا اور پھر گاؤں میں الفت جان کا یہ پہلا قتل نہیں ہے ایک بزرگ نے چوہدری کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا اللہ وسایا یہ چوہدری حشمت کا گاؤں ہے یہاں قتل ہو رہے ہیں اور حشمت اللہ اس وقت تک سکون کی نیند نہ سو سکے گا جب تک ان کے قاتل کو آپ لوگوں کے سامنے سزا نہیں دے دیتا چاہے وہ وحشی انسان ہو یا آسیب آپ سبھی کو جمع کرنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ چوکنے رہیں آس پاس اردگرد پر نظر رکھیں کسی پر شک گزرے تو مجھے آگاہ کرو ایک ماہ میں تین قتل اور تینوں قتل کالی چٹان پر ہوئے ہیں کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ نوردین قتل ہوا کالی چٹان پر پڑا رہے ہم تو یہی خیال کرتے رہے کہ وہ اپنی بیٹی کے پاس گیا ہے اس کی لاش گل سڑ چکی تھی تعفن زدہ تھی اس پر حشرات کی بہتات تھی پہچانی نہ جارہی تھی بہر حال تم لوگوں کے ذہن میں کوئی بات ہو تو مجھے بتاؤ۔

چوہدری صاحب کی اس بات پر میں آگے بڑھا اور کہا۔

چوہدری صاحب ایک بات میرے ذہن کو جھنجھوڑ رہی ہے اگر حکم کریں تو اپنی سوچ کا اظہار کروں ہو سکتا ہے کہ میری بات کچھ اثر رکھ سکے۔

ہاں ہاں ثاقب بیٹا بولو کیا بات تیرے دماغ میں آئی ہے کھل کر اظہار کرو چوہدری صاحب نے دھیمے لہجے میں کہا

چوہدری صاحب بابا نوردین کے قتل کے بعد میں خفیہ طور پر کالی چٹان پر جاتا رہا ہوں تکہ جس طرح اس وحشی انسان نے بابا نوردین کی لاش کو دو حصوں میں منقسم کیا تھا بالکل اسی طرح اس کے ٹکڑے کر سکوں لیکن چٹان کا ایک ایک کونا چھان مارا ہے مہیب راتوں میں چمکتی روشنی میں بھی یہاں چٹان پر

کسی انسان کا وجود نہیں دکھائی دیا۔ سو اندازہ لگا لیا کہ یہ کام انسان کا نہیں آسیب کا ہے غیر مرئی قوتوں کا ہے یہاں گاؤں میں کسی علم والے کو لانا چاہیے اگر سایہ ہوا غیر مرئی قوتیں ہوئی تو علم والا اسے جلا کر بھسم کر سکے گا اور دوسری صورت میں اگر وہ سایہ نہ ہوا کوئی گاؤں سے باہر کا آدمی ہوا تو ہر رات دو نوجوانوں کی ڈیوٹی لگا دی جائے کہ مسلح ہو کر گاؤں کی حفاظت کریں گاؤں سے لے کر کالی چٹان تک کی نگرانی کریں

واہ بیٹا واہ داد دیتا ہوں تیرے دماغ کی لگتا ہے میری طرح سبھی گاؤں والوں کو تیری یہ بات یہ خیال دل کو بھایا ہوگا کیوں گاؤں والوں چوہدری حشمت اللہ نے گاؤں والوں سے پوچھا۔

ٹھیک ہے چوہدری صاحب ایسا ہی کرنا چاہیے بلکہ آج ہی کرنا چاہیے۔

کیوں نہیں کریں گے کرم دین تم میری گاڑی پکڑو اور شہر سے کسی علم والے کو بلا کر لاؤ۔ اور آج رات دو نوجوان لڑکے اس گاؤں کی نگرانی کریں گے آج ثاقب کی ڈیوٹی لگاتا ہوں ثاقب بیٹا گاؤں والوں میں سے کسی ایک کو ساتھ ملا لو۔

میں نے عرفان کا ہاتھ پکڑا اور کہا۔ چوہدری صاحب یہ میرا دوست ہے گو کہ شہر کا رہنے والا ہے لیکن نڈر ہے طاقت ور بھی ہے میرے ساتھ آج یہ گاؤں کی نگرانی کرے گا

ٹھیک ہے بیٹا آج تم دونوں نگرانی کرو گے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا اگر کوئی کالی چٹان یا آگے پیچھے مشکوک انسان دکھائی دے تو اسے قتل نہیں کرنا بلکہ اسے حویلی لانا ہے تاکہ اس کا منہ کالا کر کے گاؤں کا چکر لگانے کے بعد اس کے جسم کے ٹکڑے کیے جائیں ۔چوہدری صاحب نے حکمانہ انداز میں کہا۔

جی چوہدری صاحب ایسا ہوگا۔

اچھا اب تم سب لوگ جاؤ چوہدری صاحب کی اس بات پر لوگوں کا مجمع منتشر ہو گیا۔ عرفان کے چہرے پر اضطرابی کیفیت نمایاں تھی کہ یہ آسیب کیا ہے تب اس نے پوچھ ہی لیا۔

ثاقب کیا آسیب سایہ ان سب کا وجود ہے اس بات پر میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

صرف ان کا وجود ہی نہیں بلکہ یہ چیزیں انسانی زندگیوں سے کھیلتی بھی ہیں انکی چیر پھاڑ بھی کرتی ہیں میں تو سمجھا تھا کہ یہ سب کتابی کہانیاں ہوتی ہیں لیکن تیرے گاؤں آ کر نہ ثاقب نہ میں تو تیرے ساتھ کالی چٹان پر نہیں جاؤں گا مجھے تو ڈر لگنے لگا ہے خوفناک قسم کی داستانیں پڑھ پڑھ کر خوفزدہ ہو جاتا ہوں اگر کوئی بھیانک چہرہ سامنے آ گیا تو کیسے دیکھ پاؤں گا نہ بابا نہ میں نہ جاؤں گا تیرے ساتھ مجھے تو ابھی گاڑی پر سوار کرا دو میں تیرے پاس چند دن گزارنے آیا تھا کہ تیرے گاؤں کی سیر کروں گا دیہاتی زندگی کو قریب سے دیکھوں گا کبھی کسی گاؤں نہیں گیا تھا لیکن اب میں ایک پل بھی نہیں رکوں گا۔

عرفان کی باتیں سن کر میں ہنسنے لگا اور کہا۔ شہر میں بہت بولا کرتا تھا کالج میں جن بھوتوں کی باتیں کر کے دماغ خراب کیا کرتا تھا اور اب۔ عرفان نے میری بات کاٹتے ہوئے کہا۔

ثاقب وہ صرف باتیں تھیں اور یہاں حقیقت بس کہہ دیا ہے ناں کہ مجھے نہیں جانا کالی چٹان پر کالی چٹان کتنا ڈراؤنا نام ہے یہ۔

حوصلہ رکھو یار میں تیرے ساتھ ہوں کچھ نہیں ہوگا اگر کوئی تجھے کچھ کہے گا تو سمجھ لینا صبح کا سورج وہ نہ دیکھ سکے گا تڑپتی لاش دیکھے گا اس کی اور پھر کوئی میری لاش سے گزر کر تجھ تک پہنچے گا۔ میں نے ہزاروں باتیں بنا کر عرفان کو رضامند کر لیا۔ تب وہ بولا۔

یار تم تو اپنے گاؤں کی شہر میں بہت تعریفیں کیا کرتے تھے لیکن یہاں مجھے تو دور دور تک چھلے

WWW.AOURDUBOOKS.NET

ویرانوں اور سیاہ چٹانوں سے خوف آتا ہے اس کی بات پر میں نے کہا۔

یار عرفان دراصل ہمارا گاؤں ایک مثالی گاؤں تھا کالج کی چھٹیاں میں خود دو پہاڑوں میں گزارنا چاہتا تھا پھر تجھ سے جدا ہو کر جونہی گاؤں آیا تو پتہ چلا کہ بابا حاکم دین قتل ہو گیا ہے اس سے قبل بابا نور محمد قتل ہوا تھا گاؤں والوں کے چہروں پر چھائی زردی دیکھ کر اور ان کی باتیں سن کر پہلے تو میں ڈرا لیکن پھر اس تاک میں رہنے لگا کہ جان سکوں کہ یہ گھناؤنا کھیل کون کھیل رہا ہے قتل کرنے کے بعد لاش کی بے حرمتی کون کرتا ہے لیکن کچھ دکھائی نہیں دیا رات کو الفت جان قتل ہو گیا اس کی لاش میں خود کالی چٹان سے اٹھا کر لایا ہوں صبح دفن کیا ہے تم پر کچھ ظاہر نہ ہونے دیا کہ تم چند دن گزارنے آئے ہو میرا گاؤں دیکھنے آئے تھے بہر حال میری باتیں عرفان بڑی دلجوئی سے سنے جا رہا تھا تب وہ بولا۔

ثاقب یہاں چند گھنٹوں میں بہت کچھ دیکھ چکا ہوں سنا کرتا تھا کہ گاؤں کے چوہدری جاگیردار بہت ظالم ہوا کرتے ہیں لیکن یہ چوہدری حشمت اللہ خوش طبع رعونت سے پاک اور زیرک انسان دکھائی دیا ہے اس کی بات پر میں چونکا۔ اور کہا۔

تم نے درست سنا تھا یہ چوہدری بھی کبھی بہت سفاک اور وحشی انسان تھا اس کے اندر بھی رعونت بھری تھی ظلم و تعدی میں بہت بڑھ چکا تھا لیکن ان تین قتلوں نے اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا ہے اپنے آپ کو بھی چٹان پر مردہ پڑا دکھائی دینے لگا تھا ٹکڑوں میں منقسم دیکھنے لگا تھا تب اس کا رعونت کا گھمنڈ ٹوٹ گیا۔ گاؤں والوں کے قریب ہو گیا یہاں کے لوگ کاذب نہیں ہیں راست باز ہیں حوصلہ مند ہیں اور باہمت ہیں گھر میں بیٹھے گاؤں والوں کی باتیں کرتے رہے کہ رات ہو گئی اور اندھیرا چھا گیا جو گہرا ہونے لگا تو میں نے اپنا پستول تیز دھار چاقو ٹارچ وغیرہ لی اور عرفان کو لیے کالی چٹان کی جانب بڑھنے لگا گاؤں کے سیاہ سناٹے سے ہر طرف سے چھائی خاموشی سے وہ خوفزدہ اور ڈراڈرا دکھائی دیا

عرفان کیا بات ہے بولتے کیوں نہیں نے میں نے اس کی آنکھوں کے ذریعے دل کو پرکھتے ہوئے کہا۔

ہوں ہوں میری بات پر وہ چونک سا گیا ثاقب یار کیسے رہ پاتے ہو تم لوگ ایسی جگہوں پر شام ڈھلتے ہی قدم سناٹے کے ڈر سے لڑکھڑانے لگتے ہیں آنکھوں کی چمک ماند پڑ جاتی ہے چہکتی زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں اس کی ڈر اور خوف میں بھیگی ہوئی آواز سن کر میں ہنسا۔

واہ دوست واہ تم اتنے بھی ڈرپوک ہو سکتے ہو یہ میں نہ جانتا تھا تم شہری لوگ گاؤں کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے شہر میں سوائے رونقوں کے اونچی اونچی عمارتوں کے اور ہے ہی کیا یہاں گاؤں میں دیکھ کھلی فضائیں ہیں ٹھنڈی ہوائیں ہیں لہراتے ہوئے سبزے ہیں دیسی خوارکیں ہیں۔

وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن مجھے تو راتوں کا کالا سیاہ سناٹا خوفزدہ کیے جا رہا ہے اس نے میری بات کو درمیان میں ہی اچکتے ہوئے کہا۔۔ چلو واپس چلیں گھر جا کر آرام کرتے ہیں اس نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

عرفان عرفان یار بحث مت کرو حوصلہ سے کام لو کچھ نہیں ہو گا تمہیں میں ہوں ناں تمہارے ساتھ ابھی یہ بات میرے منہ میں ہی تھی کہ وہ چلایا ثاقب وہ دیکھو آگ اس کا اشارہ کالی چٹان کی طرف تھا۔ مجھے بھی دور کالی چٹان پر جلتی ہوئی آگ دکھائی دی۔ تب میں نے کہا

عرفان لگتا ہے اس آگ کے پاس ضرور کوئی ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا اس نے پورے گاؤں میں وحشت پھیلا رکھی ہے بس تم چپکے چپکے

میرے پیچھے آتے جاؤ اب میری تمام تر توجہ آگ کی جانب تھی جو ہلکی اور مدہم تھی لیکن جوں جوں ہم آگے بڑھتے گئے وہ ہلکی اور مدہم آگ ایک بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی دینے لگی

ثاقب لوٹ چلو واپس مجھے ڈر لگ رہا ہے ایسا لگتا ہے کہ جیسے کچھ ہونے والا ہے۔ عرفان نے چلتے چلتے خوف سے بھیگی آواز میں کہا

کچھ نہیں ہو گا عرفان میرے پیچھے پیچھے چلتے آؤ آگ سے کچھ دور چٹان کی ایک طرف ہم دونوں چھپ کر بیٹھ گئے ہماری نظریں کسی چہرے کی متلاشی تھیں لیکن آگ کے اردگرد کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا عرفان اس سے قبل ان چٹانوں میں میں نے بھی کبھی آگ جلتی ہوئی نہیں دیکھی ہے آج میرا بھی پہلا موقع ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کیا یہاں چٹان کے پاس کون ہے کون لوگوں کو قتل کرتا ہے۔ کون جسموں کی چیر پھاڑ کرتا ہے میں نے بھی اپنی ہمت و حوصلہ کو یکجا کرتے ہوئے کہا۔

ثاقب کوئی آ رہا ہے سنا تم نے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی ہے چلو بھاگو یہاں سے عرفان نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ تب میں نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ بولنے سے منع کر دیا اور کہا۔

عرفان خاموشی سے دیکھتے جاؤ۔ بولنا نہیں ہے اپنی یہاں موجودگی کا اسے احساس نہ ہونے دو میں نے اسے گھورتے ہوئے کہا اتنے میں سفید کفن میں ملبوس کوئی شخص آگ کے قریب آتا دکھائی دیا اسے دیکھتے ہی دل کو ایک جھٹکا لگا۔ لیکن ہمت نہ ہاری چپ چاپ بیٹھا رہا اور اسے پہچاننے کی کوشش کرنے لگا لیکن ناکام رہا۔ اس کا پورا جسم سر منہ سفید کفن سے ڈھکا ہوا تھا چلتے ہوئے وہ آگ کے قریب آیا اور ہاتھوں میں آگ لے کر اس سے کھیلنے لگا۔

ثاقب بھو۔۔ بھوت۔۔ بھوت۔ اس کی یہ حرکت دیکھ کر عرفان جیسے ہی چیخ پڑا اور شاید یہ آواز اس نے بھی سن لی تھی آگ کو ایک طرف پھینکتے ہوئے ہماری طرف بڑھنے لگا۔ عرفان کے ساتھ ساتھ میرا جسم بھی کانپنے لگا۔ عرفان جو جو قرآنی آیا زبانی یاد ہوں وہ پڑھتے جاؤ۔ میں نے ڈرنے کے باوجود بھی اپنے حواس بحال رکھتے ہوئے کہا تب عرفان نے بلند آواز میں قرآنی آیات کی تلاوت شروع کر دی اس کے اس اقدام سے چلتا ہوا کفن پوش ایک جگہ ساکت ہو گیا۔ تب ہم نے قرآنی آیات کا ورد زبان پر جاری رکھتے ہوئے واپس دوڑ لگا دی وہ جہاں کھڑا تھا وہیں کھڑا رہا ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی ثاقب آج تو بچ کر نکل رہے ہو لیکن دوبارہ کبھی نہ بچ سکو گے مجھے خون چاہیے انسانی خوان اپنی خشک رگوں کو تر کرنے کے لیے انسان خون ہفتہ بعد ایک انسان کا خون پینا دل کھایا میرا جیون ہے اور میں اپنا جیون ختم نہیں ہونے دوں گا میں اپنی پیاسی رگوں کو ضرور تر کروں گا۔ یہ آوازیں میرے کانوں سے ٹکرائیں پھر خاموشی پھیل گئی۔ قریب کھڑے عرفان کی حالت غیر ہو گئی تھی شاید یہ آسیب کا ظاہر ہونا برداشت نہیں کر پایا تھا۔ میں نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس کی نظریں جیسے پھٹ گئی تھیں جسم جیسے بے جان ہو گیا تھا نا سانس لیے اس جلتی آگ کو گھورتا رہا۔

عرفان۔ عرفان۔ میں چیخا۔ اسے پکڑنا چاہا لیکن اس نے مجھے اٹھا کر ایک طرف پھینکا۔ اور مسلسل اس طرف بڑھنے لگا عرفان میں اتنی طاقت پہلے نہ تھی یہ نئی طاقت اس کی اپنی نہ تھی ضرور سایہ اس پر حاوی ہو گیا تھا۔ اسے مدہوش کر چکا تھا۔ تب میں نے زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ سوتے لوگوں کو جگانا شروع کر دیا۔ لوگ ہاتھوں میں ڈنڈے لاٹھیاں لیے میرے پاس جمع ہونے لگے وہ عرفان کو بچاؤ۔ اسے

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

میں نے لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں کہا لیکن عرفان سیاہ چٹان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جہاں جاتے ہی وہ اس چٹان کے پیچھے غائب ہو گیا۔ چٹان کا ایک ایک کونا چھان مارا لیکن عرفان کہیں نہیں ملا عرفان کا غائب ہونا صرف میں نے ہی بلکہ پورے گاؤں والوں نے دیکھا تھک ہار کر واپس لوٹ آئے ذہن دماغ میں سوچوں کے پہاڑ اٹھائے خراماں خراماں چلتا واپس آنے لگا۔ کہ میں عرفان کے گھر والوں کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ عرفان کے آسیب کے ہاتھوں قتل ہونے کی خبر کیسے سناؤں گا انہی سوچوں میں گھرا ہوا چلتا رہا آنکھیں تر تھیں پلکیں بھیگی ہوئی تھیں آنسوؤں کے قطرے گالوں کو بھگوتے ہوئے زمین بوس ہو رہے تھے

چوہدری صاحب میرا دوست قتل ہو گیا ہے اس سائے کے ہاتھوں چیر پھاڑ ہو گیا ہے۔ وہ میرا مہمان تھا شہر سے مجھ سے ملنے آیا تھا چوہدری کو دیکھتے ہی میں چیخ پڑا چوہدری صاحب نے میرے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا ثاقب بیٹے میں سب کچھ جانتا ہوں دوسرے لوگوں کی طرح تیرا دوست بھی اس کفن پوش کے ہاتھوں مارا گیا ہے لیکن اب جان گیا ہوں کہ انسانی زندگیوں سے کھیلنے والا کوئی درندہ انسان درندہ نہیں ہے آسیب ہے جس طرح اس نے یہاں دہشت پھیلا رکھی ہے صبح ویسا ہی اس کا حال کریں گے عامل بابا کی خدمات حاصل کریں گے اس کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کریں گے لیکن چوہدری صاحب کی باتیں میرے اندر حوصلہ نہ پیدا کر سکیں میرے بہتے آنسوؤں کو خشک نہ کر سکیں رات بیت گئی صبح سویرے ہی میں اپنے دوست کو دوبارہ تلاش کرنے کی غرض سے کالی چٹان پر جا پہنچا وہاں چٹان پر عرفان کی دو حصوں میں بٹی ہوئی لاش دیکھ کر میں چیخ کر اس اس سے لپٹ گیا عرفان عرفان میرے دوست اٹھو یار میں تیرا دوست ہوں آنکھیں کھولو دیکھو کس قدر لٹ گیا ہوں بکھر گیا ہوں بولو یار ایک دفعہ کہہ دو کہ ثاقب یہ ایک خواب ہے سپنا ہے لیکن یہ خواب نہ تھا سپنا نہ تھا حقیقت تھی کافی دیر تک اس سے لپٹا روتا رہا پھر اس کے جسم کے دونوں حصوں کو کندھے پر اٹھائے لڑکھڑاتے ہوئے قدموں سے گاؤں کی جانب چلنے لگا جو بھی میرے کندھے پر عرفان کی لاش کو دیکھتا اس پر رقت طاری ہو جاتی چلتے چلتے میں چوہدری حشمت اللہ کے ڈیرے پر جا کر عرفان کی لاش کو رکھ دیا اور چیخا۔

چوہدری صاحب میں اسکے ماں باپ کو کیا جواب دوں گا کیسے ان کی لاش ان تک پہنچاؤں گا وہ مجھے قاتل کہیں گے۔ کچھ نہیں ہو گا بیٹا تمہیں کچھ نہیں ہو گا تیرے ساتھ میں تو کیا پورا گاؤں جائے گا اس کی موت کا کوئی قاتل نہیں ہے اسکو گاؤں والوں نے نہیں مارا ہے یہ کام میں خود سنبھال لوں گا پھر فوری گاڑی کا انتظام کی اگیا اور عرفان کی لاش شہر اس کے گھر پہنچائی گئی وہاں کہرام برپا ہو گیا۔ سبھی گھورنے والی نظروں سے مجھے دیکھنے لگے مجھے ان کا قاتل سمجھنے لگے عرفان کی ماں نے میرا گریبان پکڑ لیا اور چلاتی ہوئی بولی ثاقب یہ تم نے کیا کر دیا ہے اپنے ہاتھوں سے اپنے دوست کو قتل کر دیا ہے وہ تو بہت خواہش بہت تمنا میں لئے تیرے پاس گیا تھا لیکن تو قاتل ہے میرے بیٹے کا قاتل عرفان کی ماں جذباتی انداز میں چیختے ہوئے روتے ہوئے بولی۔

چوہدری صاحب آگے بڑھے اور عرفان کے علاوہ گاؤں میں ان قتلوں کے بارے میں انہیں آگاہ کیا۔ جنہیں گاؤں نے مل کر قبر میں اتارا تھا انہیں مطمئن کیا بالآخر اسے بھی سپرد خاک کر دیا گیا میں نے عرفان کی قبر پر ہاتھ رکھ کر وعدہ کیا کہ جب تک اس کفن پوش کا خاتمہ نہ کر لوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا شہر سے ہی عامل کو ساتھ لیا گیا اور گاؤں آ گئے عامل نے اس علم سے بتایا کہ وہ کفن پوش ہفتے میں ایک بار ظاہر

ہوتا ہے اور انسانی خون سے اپنی خشک رگوں کو تر کرتا ہے اور اپنی روح کو تقویت پہنچاتا ہے یہ ہفتہ گزارنا میرے لیے صدیوں برابر تھا ہر رات کالی چٹان پر جاتا وہاں پہنچ کر چیختا چلاتا کفن پوش کو پکارتا لیکن کچھ نظر نہ آتا ایک رات میں کالی چٹان کے ابھی قریب ہی پہنچا تھا کہ مجھے جلتی ہوئی آگ دکھائی دی یہ آگ دیکھتے ہی میں واپس گاؤں آیا بزرگ کو ہمراہ لیا اور دوبارہ کالی چٹان تک پہنچا دور سے ہی ہمیں آگ کے ساتھ کھیلتا ہوا وہ کفن پوش دکھائی دیا تو بزرگ نے آنکھیں بند کر لیں اور پڑھنے لگا کافی دیر تک پڑھتے رہنے کے بعد بولا۔

ثاقب یہ میرے علم سے باہر ہے میں کسی بھی صورت اسے تسخیر نہیں کر سکوں گا۔ اس پر غلبہ نہ پا سکوں گا واپس لوٹ جاؤ ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔

ثاقب تمہیں کہا تھا ناں کہ تم دوبارہ مجھ سے نہ بچ پاؤ گے آج تیری باری ہے یہ لفظ سنتے ہی بابا واپس بھاگ نکلا اور میں گم بنا سکتہ کے عالم میں اسے گھورنے لگا مدہوشی مجھ پر طاری ہونے لگی اپنے ہوش کھونے لگا عرفان کی طرح اپنا جسم بھی ٹکڑوں میں منقسم دیکھنے لگا مدہوشی کے عالم میں خراماں خراماں اس کی جانب بڑھنے لگا میں کس سمت جا رہا تھا کیوں جا رہا تھا کچھ خبر نہ تھی اتنا جانتا تھا کہ آگ کے قریب تھا اس کے بعد ایک ہاتھ میرے دل پر پڑا پھر ہوش نہ رہا جب ہوش آیا تو خود کو اپنے گھر میں پایا مجھے ہوش میں آتے دیکھ کر گاؤں میں ڈھول بجنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں میں متحیر انداز میں ہر کسی کو گھورنے لگا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے بار بار اپنے آپکو بھی دیکھتا کہ میں زندہ کیسے بچ گیا۔ مرا کیوں نہ اس سایہ کے ہاتھوں ٹکڑوں میں منقسم کیوں نہ ہوا مبارک ہو مبارک ہو کی آوازیں میرے کانوں سے ٹکرا رہی تھیں میں نے ماں سے کہا ماں یہ سب کیا ہے ماں نے میرا ماتھا چومتے ہوئے کہا بیٹا وہ سایہ جس نے تمہارے دوست عرفان کو قتل کیا تھا گاؤں والوں کے مردوں کو قتل کیا تھا جل مرا ہے بندے قریب اس کی جلتی ہوئی لاش دیکھنے کو ملی ہے جو دھواں بنتے بنتے غائب ہو گئی بیٹا تم نے بدلہ لے لیا اپنے دوست کا گاؤں والوں کا ماں کی اس بات نے مجھے چونکا دیا سوچوں میں الجھا کر رکھ دیا کہ یہ سب کیسے ہو گیا کس نے کیا تب اپنے دل کے ساتھ لگے ہوئے اللہ والے لاکٹ کی جانب دھیان گیا۔ تو سب کچھ سمجھ گیا کہ اس کے مرنے جلنے میں میرا کمال نہ تھا بلکہ اس لاکٹ کا تھا جونہی اس نے میرا دل نکالنے کے لیے مجھ پر ہاتھ ڈالا ہو گا اسے کرنٹ لگا ہو گا اور پھر شان قدرت سے وہ اپنا وجود کھو بیٹھا ہو گا تب میں نے گلے میں ڈالے گئے لاکٹ کو بوسہ دیا۔ ہونٹوں سے لگایا شکرانے کے نوافل ادا کئے لیکن اپنے دوست عرفان کی موت کو آج تک نہیں بھول سکا ہوں جب گاؤں جاتا ہوں وہ کالی دکھائی دیتی ہے تو کانپ جاتا ہوں وہ کالی چٹان نہیں ہے بلکہ خونی چٹان ہے انسانی خون سے سرخ نظر آتی ہے تو میرے آنسوؤں کے کئی قطرے آنکھوں سے نکل کر گالوں میں تیرتے ہوئے زمین میں جذب ہو جاتے ہیں۔

قارئین کرام اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازیے گا کہ میں کہانی لکھنے میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں۔

جو اپنی عمر سے آگے نکل رہی ہو تم
تمہیں خبر ہے جوانی میں ڈھل رہی ہو تم
کبھی تمہیں بھی دعوٰی تھا سرد مہری کا
کسی کے لمس کو پا کر پگھل رہی ہو تم
بتاؤ کیوں نہیں روکا تھا جانے والے کو
اب اک عرصے سے ہاتھ مل رہی ہو تم
ہمارے دل کا کھلونا تمہی نے توڑا تھا

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

دھنک کے رنگ

---تحریر-محمد قاسم رحمان-ہری پور

نشاء کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی خوشگوار زندگی کو کسی کی نظر لگ گئی ہو حارث نے اس کو عائشہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور اب عائشہ کی روح نے ان کی زندگی عذاب بنا دی تھی اس وقت نشاء بیٹھی ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی نشاء نے جا کر دروازہ کھولا سامنے اقبال کھڑا تھا اقبال تم اندر آ جاؤ نشاء ایک طرف ہٹتے ہوئے بولی تو اقبال اندر آ گیا حارث بھائی کہاں ہیں۔اقبال نے اندر آتے ہی پوچھا۔آفس چلے گئے ہیں بتاؤ ابو کی طبیعت کیسی ہے نشاء نے پوچھا ابو بالکل ٹھیک ہیں نشاء میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں نشاء بولی ہاں بولو میں سن رہی ہوں تو اقبال نے ساری داستاں اس کے گوش گزار دی۔کیا اقبال تمہاری جان کو خطرہ ہے تم نے کالا جادو سیکھ لیا ہے۔اور عائشہ کی روح کو ختم کرنے آیا ہوں تا کہ تم دونوں کی زندگی پر سکون ہو اقبال نے کہا نشاء تم ہوشیار ہو جاؤ میں عائشہ کی روح کو بلاتا ہوں پھر اقبال نے عائشہ کی روح کو بلایا اور اسے سمجھایا کہ وہ واپس چلی جائے اس کا پیار یکطرفہ ہے لیکن عائشہ کسی بھی صورت تیار نہ ہوئی تو اقبال نے اسے جلا کر بھسم کر دیا۔دینو کالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک اقبال آیا دینو کو اس کے آنے کی خبر نہ ہوئی اقبال نے پاس پڑا ہوا چھرا اٹھایا اور دینو کی طرف بڑھنے لگا دینو چونکہ چلا کر رہا تھا اس لیے وہ یہ سمجھا کہ نظر کا دھوکہ ہے لیکن اقبال فوراً اسکے سر پر پہنچ گیا اور خنجر سے اس کی شہ رگ کاٹ دی دینو تڑپتے تڑپتے ٹھنڈا ہو گیا اور بلا آخر کسی کے برسوں سے انسانوں خون چوسنے والے کا خاتمہ ہو گیا ان تمام واقعات کو کئی سال گزر چکے ہیں نشاء اور فروا اپنی زندگیوں میں بہت خوش ہیں اقبال نے بھی سچے دل سے توبہ کر لی کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ خدا غفور رحیم اپنے بندوں کو ستر ماؤں کا پیار دیتے ہیں اور اسے ضرور معاف کر دیں گے۔

ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی

جا عشق نئی ضبط کی منزل تلاش کر
اب تو ہم تیرے قابل نہیں رہے

آگ اگلتا ہوا سورج اور شعلے برساتی ہوئی زمیں گرمی کی شدت حد سے زیادہ بڑھ گئی تھی ماحول تپ کر کندن بن چکا تھا۔

آج اس کا لاسٹ پیپر تھا اور آج اسے کچھ سکون میسر ہوا وین آچکی تھی وہ جلدی سے وین میں بیٹھ گئی لیکن وین میں بھی ویسی ہی تپش تھی وین رینگنے لگی ٹریفک کی وجہ سے وین نے پندرہ منٹ کا فاصلہ ایک گھنٹے میں طے کیا وین سے اتر کر جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوئی اسے کچھ چہل پہل سی دکھائی دی اسے یہ جاننے میں ذرہ بھی دیر نہ ہوئی تھی کہ آج پھر ممانی آن ٹپکی تھی ان کی روز روز کی آمد کو وہ اچھی طرح جانتی تھی اس نے جا کر ممانی کو سلام کیا تو عارفہ طنزیہ انداز میں بولی آ گئی مہارانی صاحبہ اس نے عارفہ کو نظر انداز کیا اور ڈائننگ روم سے نکل گئی۔

اقبال ابھی تک نہیں لوٹا تھا اور نشاد اپنے کام میں بری طرح بزی تھی اس لیے اس نے کچھ پوچھنا مناسب نہ سمجھا اور اپنے روم میں چلی گئی لیکن ڈائننگ روم میں ہونے والی گفتگو اسے اچھی طرح سنائی دے رہی تھی۔

کب تک ان بیٹیوں کو تعلیم دلواتے رہو گے بس کرواور ان کے ہاتھ پیلے کردو۔

نہیں آپا میں چاہتا ہوں کہ یہ پہلے کچھ بن جائیں پھر اس متعلق سوچوں گا۔

ہاں تو تم اپنی بیٹیوں کو کمشنر بنانا چاہتے ہو ممانی تنزیہ انداز میں بولی لیکن انہوں نے اسے کوئی جواب نہ دیا

اسے دیکھ کر بالکل بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ کالے علم کا بے تاج بادشاہ ہے عموماً یہ دیکھا گیا ہوگا کہ کالے علم کے ماہران کو دولت اور خوبصورتی سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے لیکن شائد یہ واحد انسان ہے جسے کالے جادو کے ساتھ دنیاوی چیزوں میں انٹرسٹ تھا وہ امر ہونا چاہتا تھا لیکن اسے اپنے آقا کے دل میں مقام بنائے رکھنے کا اشتیاق تھا اس نے آج ایک بلی چڑھانی تھی اس کے لیے اسے آج ایک چودہ برس کا لڑکا درکار تھا جو اسے بلرام جن زادے نے فراہم کیا لیکن جب اس نے لڑکے کو کالی کے قدموں میں لٹایا تو آواز آئی نہیں دیتو تمہیں اس کی بلی نہیں دینی چاہئے اسے تاقتور بنانا ہے۔

اپنے آقا کی آواز سن کر وہ حیرت میں مبتلا ہو گیا کہ یہ تو ایک عام سا لڑکا تھا اسے کالا جادو کیوں سکھائے بہر حال اسے اپنے آقا شیطان کی آگیا کا پالن تو کرنا ہی تھا اس نے لڑکے کو ہوش دلایا اور اور پوچھا۔تمہارا کیا نام ہے اقبال لڑکے نے معصومیت سے جواب دیا۔

وہ دو بہنیں اور ایک بھائی ہے بڑی بہن فروا نے اسے ہر موقع پر گائیڈ کیا تھا اس سے چھوٹی نشاء اور اس سے چھوٹا اقبال تھا ماں بچپن میں ہی چل بسی تھی لیکن عابد محمود نے اپنے بچوں کی خاطر دوسری شادی کا سوچا بھی نہیں تھا وہ اپنے بچوں پر سوتیلی ماں مسلط نہیں کرنا چاہتے تھے انہیں اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنی تھی فروا۔بی اے۔کی سٹوڈنٹ تھی حال ہی میں ایگزائم سے فارغ ہوئی تھی نشاء فرسٹ ائیر میں پڑھتی تھی اور اقبال آٹھویں کلاس میں پڑھتا تھا۔

عابد محمود کی اپنی ایک شاپ تھی آج اقبال دو گھنٹے لیٹ آیا تھا اس وقت تک ممانی اور اس کی بیٹی عارفہ رخصت ہو چکی تھیں جب فروا نے اس سے لیٹ آنے کی وجہ پوچھی تو وہ گھبرا سا گیا فروا کو لگا جیسے وہ اس سے کچھ چھپانا چاہ رہا ہے مگر خوف کے باعث بتا نہیں رہا تھا کیا بات ہے اقبال کیوں لیٹ آئے ہو بتاؤ نا فروا نے پوچھا فروا وہ میں احمد کے پاس چلا گیا تھا اقبال جلدی سے بول کر اپنے روم میں چلا گیا تھا مگر وہ سوچوں میں گم رہ گئی تھی۔

چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے
وہ تیرا پردے کا کونا کھینچنا دفعتا
وہ دوپٹے سے تیرا منہ کو چھپانا یاد ہے
دو پہر کی دھوپ میں میرے بلانے کے لیے
وہ تیرے ننگے پاؤں کوٹے پہ آنا یاد ہے
بے رخی کے ساتھ سننا درد دل کی زبان
وہ کلائی پر تیرا کنگن گھمانا یاد ہے
وقت رخصت الوداع کا لفظ کہنے کے لیے
وہ تیرا خشک لبوں کا تھرتھرانا یاد ہے

کسی انجان شخص نے نشاء کے سیل فون پر یہ

غزل سینڈ کی تھی اسے یہ غزل اس قدر پسند آئی کہ اس نے اسے دو تین مرتبہ پڑھا ایک ایک لفظ اسے اپنی روح کی گہرائیوں میں اترتا محسوس ہوا اس نے بھی اسی نمبر پر میسج کیا کہ آپ کون۔تو پانچ منٹ میں ہی جواب آ گیا کہ بھول گئی ہو مجھے نشاء حیران رہ گئی کہ یہ انجان شخص کون ہے اور اسے کیسے جانتا ہے پلیز بتائیں آپ کون ہو نشاء نے میسج کیا تو جواب آیا حارث نام ہے میرا میٹرک میں آپ کا کلاس فیلو تھا مس نشاء۔نشاء کو یاد آ گیا کہ حارث نام کا ایک لڑکا اس کی کلاس میں پڑھتا تھا انتہائی ذہین ہونے کی وجہ سے وہ تمام ٹیچرز کا من پسند سٹوڈنٹ تھا نشاء سے ہی وہ بہت اچھی طرح بولتا تھا بس پھر کیا تھا نشاء نے اسے کال کر ڈالی تمہیں میرا نمبر کیسے ملا اس نے پوچھا۔تم نے ہی دیا تھا یاد کرو حارث بولا۔اوہ مجھے یاد نہیں رہتا میں بہت جلد ہر بات بھول جاتی ہوں نشاء بولی تو حارث مسکرا دیا۔

کوئی بھی راز اپنے دل میں چھپایا نہ کرو
آنکھیں سچ کہتی ہیں کوئی راز چھپایا نہ کرو
تیرے ہاتھوں کی لکیروں میں لکھا ہے میرا نام
اپنے ہاتھوں کو کسی اور کو دکھایا نہ کرو۔

رزلٹ آنے میں دو ماہ تھے فروا نے سوچا کہ کیوں نہ ان دو ماہ میں وہ کسی سکول میں ٹیچنگ کر لے کیوں کہ وہ بہت بور ہو رہی تھی اس کو فارغ رہنا پسند نہ تھا چنانچہ وہ ایک قریبی سکول میں جاب کرنے لگی اسے تین دن ہو چکے تھے تین دن میں اس نے محسوس کر لیا کہ اس پر کسی کی نظریں لگیں ہوئی ہیں وہ کس کی نظروں میں ہے اس نے آج اس کے دیکھنے اور بات کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا آج جیسے ہی سکول سے چھٹی ہوئی تو اس نے دیکھا کہ ایک نوجوان اس کو بڑی پرشوق نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ اس کی نظروں سے نروس ہو گئی پھر وہ نوجوان اس کے پاس آیا۔

آپ کا کیا نام ہے۔

فروا عابد اس نے نہایت سرد مہری سے اس کو جواب دیا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے یہ میرا کارڈ ہے اس کارڈ فروا کو پکڑایا اور نو دو گیارہ ہو گیا۔

فروا حیرت زدہ سی گھر میں داخل ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اقبال باہر جا رہا تھا اس نے اسے اپنے حال پر چھوڑا اور اپنے روم میں آ گئی اس نے وہ کارڈ دیکھا جس پر سمیر زمان کا نام چمک رہا تھا اس نے نمبر ڈائل کیا تو دوسری ہی کال پر رسیو کر لیا گیا تھا یوں لگتا تھا کہ وہ اس کے فون کے انتظار میں بیٹھا تھا شاید۔آپ سمیر زمان ہی بول رہے ہو اور میں نے آپ کو پہچان لیا ہے کہ آپ کون بول رہی ہیں ہماری دلکش آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تو وہ حیران رہ گئی آپ کو کیسے معلوم کہ میں بات کر رہی ہوں اور حیرت کے عالم میں بولی اپنے قریبی لوگوں کی آواز میں اچھی طرح پہچان لیتا ہوں اس نے کہا کیا وہ حیرت کا بت بن گئی میں آپ کی قریبی کس طرح ہوئی میں تو آپ کو جانتی ہی نہیں کہ آپ کون ہیں آپ میرا شمار اپنے قریبی لوگوں میں کیوں کر رہے ہیں اب میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کی اہمیت میرے نزدیک کیا ہے میں آپ سے بہت۔۔۔

سمیر نے بات ادھوری چھوڑ دی ہاں کہو ناں فروا اشتیاق سے بولی تو سمیر نے کہہ ہی دیا تو فروا اپنی قسمت پر رشک کرنے لگی کہ اسے ایک چاہنے والا مل گیا ہے۔

یوں ہی چھوڑ کر چلی گئی ہو جان من
ہماری غلطی کیا تھی بتا تو دیتی

ہم نے تم سے پیار کیا کوئی جرم تو نہیں
اگر جرم تھا تو سزا تو دیتی

اقبال ذہین تھا تو دینو کا تجربہ بھی بہت وسیع تھا وہ کالا جادو سکھاتا جا رہا تھا آج اسے تین راتوں کا ایک چلا کرنا تھا یہ اس کا پہلا چلا تھا وہ رات کی تاریکی میں تیزی سے قبرستان کی طرف جا رہا تھا اس کے ہاتھ میں ٹارچ تھی اس دل بے تحاشہ دھڑک رہا تھا لیکن دینو نے اس کے دل میں کالے علم کے عشق کا دیا روشن کر دیا تھا

وہ تیزی سے قبرستان کی طرف جا رہا تھا آخر اس نے قبر منتخب کی اور اس کے قریب ہی سبز رنگ کا حصار قائم کر کے بیٹھ گیا اس نے عمل شروع کر دیا ابھی عمل آدھا ہوا تھا کہ اس نے دیکھا دو آدمی چلے آ رہے تھے ایک سانولا اور دوسرا گورا تھا گورے رنگ والے نے ہاتھ میں ایک دیگ پکڑی ہوئی تھی جب کے سانولے رنگ والے کے کندھے پر کوئی چیز جھول رہی تھی

جب وہ قریب آئے تو پتہ چلا کہ سانولے رنگ والے کے کندھے پر ایک انسان جھول رہا ہے رمیش اس کو لٹاؤ اور لکڑیاں جمع کرو گورے رنگ والے نے رمیش سے کہا۔ اچھا پریم رمیش نے جواب دیا اور کندھے سے اس کو ہٹا کر زمیں پر لٹا دیا اقبال کی نظریں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی اقبال نے لڑکی کو دیکھا تو نہایت حسین تھی اس کے سیاہ بال اس کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے اقبال چاہ کر بھی نظریں نہیں ہٹا پا رہا تھا دیکھتے ہی دیکھتے رمیش اور پریم نے لکڑیاں جمع کر لیں اور انہیں جلایا اقبال کے یہ دیکھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے جب رمیش کی آنکھوں سے آگ نکلی تو لکڑیاں جلنے لگیں پھر لکڑیوں کے گرد دونوں نے مل کر پتھر رکھے اور اس پر دیگ چڑھا دیا پھر دیگ میں لڑکی کو اٹھا کر ڈالا گیا لڑکی کی چیخیں قرب و جوار کو ہلا گئی رمیش نے دیگ کے اندر جھانکا اور بولا

اس سے میرا پیٹ نہیں بھرے گا وہ جو سامنے لڑکا بیٹھا ہوا عمل کر رہا ہے اس کو اٹھا کر دیگ میں ڈال دیتے ہیں اس طرح ہم اپنی بھوک مٹا سکیں گے پریم نے کہا تو دونوں اس کی طرف آنے لگے اقبال کو اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی اس نے اٹھ کر بھاگنے کا سوچا تو جیسے ہی اٹھا تو دینو کی آواز آئی کہ بیٹھے رہو تو وہ بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر لیں اس کے بعد چلے کا وقت ختم ہو گیا اور اقبال اٹھ کھڑا ہوا۔

گھر میں ہل چل مچی ہوئی تھی نشاء اور فروا نے عابد محمود کو جگا دیا تھا رات کے گیارہ بج رہے تھے اور اقبال ابھی تک گھر نہیں آیا تھا اس کا سیل نمبر بھی آف رہا تھا عابد محمود کا پریشانی سے برا حال تھا انہیں اپنے بیٹے پر اس وقت بے حد غصہ آیا تھا کہ وہ بنا بتائے کہاں چلا گیا تھا دو گھنٹے کے تینوں مکینوں پر بہت بھاری تھے تقریباً ڈیڑھ بجے دروازے پر دستک ہوئی فروا نے دروازہ کھولا پیچھے پیچھے عابد محمود اور نشاء بھی آ گئے سامنے اقبال کھڑا تھا وہ مکمل طور پر پسینے سے شرابور ہو رہا تھا کہاں تھے تم فروا نے پوچھا اقبال نے دیکھا کہ سب اس کے جواب کے منتظر ہیں اس نے فوراً ایک جھوٹی کہانی گھڑی میں شاپ پر جا رہا تھا کہ دو افراد نے مجھے وین میں بٹھایا اور ایک ویرانے میں لے آئے یہاں ایک حویلی تھی جہاں اور بھی لوگ قید تھے میں رات کو فرار ہو کر واپس آ گیا اس نے کچھ ایسی ایکٹنگ کی تھی کہ گھر میں سب اس سے مطمئن ہو گئے

سنو عشق میں ہر ستم سہنا پڑے گا
ہر غم کو دل سے لگا لینا پڑے گا
کئی بار آ میں گے ایسے بھی لمحے

جب اشکوں کو سمندر میں بہانہ پڑے گا
کوشی تھی روٹھ جائے گی اور دکھوں صحرا ہو گا
جب بھی جدائی کا غم اٹھانا پڑے گا

اس نے بھی سمیر سے کھل کر اپنی محبت کا اظہار کر دیا سمیر کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا سمیر نے اسے اپنے بارے میں صرف یہ بتایا تھا ماں باپ ایک حادثے کا شکار ہو گئے ہیں ان کی تمام جائداد کا وارث صرف وہ ہے سمیر نے آج اس سے ملاقات کرنی تھی وہ بڑی بے چینی اور بے صبری سے ساحل سمندر پر اس کا انتظار کر رہی تھی جب وہ اچانک آ گیا تو فروا بولی

اتنی دیر کہاں لگا دی میں کب سے تمہارا ویٹ کر رہی ہوں کیا تم میرا تھوڑی دیر بھی ویٹ نہیں کر سکتی سمیر نے سرد مہری سے پوچھا

کیوں نہیں کر سکتی میں یہاں اکیلی تھی اس لیے ایسا کہا فروا نے وضاحت کی تھی

کیا مطلب تمہیں اکیلے یہاں ڈر لگتا ہے سمیر کا لہجہ مضحکہ ہو گیا تھا

یہ ہی سمجھ لو فروا نے کہا۔ مجھے امرجنسی کا کہا تھا تمہیں کوئی ضروری بات کرنی تھی۔

ہاں میرے خیال میں ہمیں ایک ہو جانا چاہیے فروا بولی۔ سمیر نے کہا

کیا تم ہوش میں ہو۔

نہیں بے ہوشی کی حالت میں باتیں کر رہی ہوں وہ چڑ گئی۔

اُف فروا ابھی تم ایک دو ماہ ویٹ کرواو کے ۔اس او کے۔

فاصلے تو قریب کی پہچان ہوا کرتے ہیں
بے بس لوگ اکثر پریشان ہوا کرتے ہیں
یہ سچ ہے کہ جہاں ٹوٹ کر چاہا جائے
وہاں بچھڑنے کے بھی امکان ہوا کرتے ہیں

اس نے حارث کے ارسال کردہ شعر کو دیکھا یہ درست تھا کہ نشاء نے اب تک اس سے اپنی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا مگر محبت ایک لافانی جذبہ ہے اگر سچی محبت ہو تو انسان اپنے محبوب کی ان کہی باتوں کو بھی جان لیتا ہے وہ بھی جان چکا تھا مگر نشاء ایسا کرنا نہیں چاہتی تھی وہ صرف اور صرف یہ سمجھ رہی تھی حارث اس سے فلرٹ کر رہا ہے وہ بھی محض ٹائم پاس کر رہی تھی مگر اسے کیا معلوم تھا کہ دونوں کے دل میں عشق لازوال کا جذبہ ابھر آئے گا محبت دھنک کے رنگوں کی طرح خوبصورت ہوتی ہے مگر کبھی کبھی یہ محبت انسان کو جہنم کے شعلوں میں دھکیل دیتی ہے نشاء کو جب سے عشق ہوا تو وہ خوف زدہ رہنے لگی تھی کہ نجانے کب کیا ہو جائے اور ادھر اپنے باپ عابد محمود کی عزت کا بھی خیال تھا وہ ہرگز نہ چاہتی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کی والد کی عزت پر کوئی آنچ نہ آئے

اس نے حارث کو میسج کیا حارث کیا ہم اچھے دوستوں کی طرح رہ سکتے ہیں تھوڑی دیر بعد حارث کا ریپلائے بھی آ گیا اس نے میسج کھولا تو لکھا تھا میں تو سمجھا کہ تمہیں مجھ سے پیار تھا لیکن اگر تم چاہتی ہو کہ ہم دوستوں کی طرح رہیں تو ٹھیک ہے اس کا میسج پڑھ کر نشاء مطمئن ہو گئی۔

قطار لگی ہے وفاداروں کی
جان ہے جانثاروں کی
اُس کا آنچل جو مجھ کو مل جائے
پھر کیا ضرورت ہے استغفاروں کی

بادلوں کے پیچھے سے کبھی کبھی چاند اپنی جھلک دکھا رہا تھا اقبال کے ہاتھ میں ٹارچ تھی آج اسے کسی بھی بات کی ٹینشن نہ تھی کیوں کہ اس نے عابد محمود کو کہہ دیا تھا کہ آج رات وہ اپنے دوست کی برتھ ڈے پر رکے گا لیکن پہلی رات اس کے ساتھ

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

جو حیرت ناک اور خوفناک واقعہ رونما ہوا تھا نے اقبال کے عصاب پر اچھا اثر نہیں ڈالا تھا کل وہ مکمل پر اعتماد تھا مگر آج وہ نروس ہو رہا تھا قبرستان کا گیٹ اس نے چر چراہٹ کے ساتھ کھولا اندر ہو کا عالم تھا ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی اس نے حصار قائم کیا اور اپنا عمل شروع کر دیا اس کو عمل شروع کیے ہوئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ اچانک موسلا دھار بارش شروع کو گئی جب اس نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ انسانی ہڈیا اور خون کی بارش ہو رہی ہے یہ منظر دیکھ کر اس کا دل لرز اٹھا اور رواں رواں کانپ اٹھا اقبال نے آنکھیں بند کر لیں جب تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو وہاں کچھ بھی نہ تھا سب کچھ پہلے جیسا ہو گیا تھا بارش کا زور ٹوٹ گیا تھا اقبال چودہ برس کا ایک عام سا لڑکا تھا مگر جو وہ کر رہا تھا وہ ایسا تھا کہ لوگوں کے دل تھرا اٹھیں وحشت ان پر اپنا غلبہ جمالے مگر لیکن اقبال بھی بہادری کا مقابلہ کر رہا تھا اب پھر تھوڑی ہی دیر گزری کہ اقبال نے سامنے برگد کے درخت پر سرسراہٹ محسوس کی جب اس نے دیکھا تو اقبال کے جسم پر پسینے چھوٹ گئے کیوں کہ درخت پر ہر طرف سانپ ہی سانپ تھے ہر طرف لہراتے سانپ جیسے تیسے کر کے اقبال کا دوسرا دن بھی مکمل ہو گیا۔

شام کے دھندلے سائے جب شروع ہوں تو رات کی حکمرانی کا دور شروع ہو جاتا ہے اس اندھیرے کو چیرنے کی ناکام کوشش اقبال کی ٹارچ کر رہی تھی رات کی تاریکی میں اقبال قبرستان جا رہا تھا آج اس کے چلے کی آخری رات تھی وہ جانتا تھا کہ یہ رات اس پر بھاری گزرے گی لیکن اس نے چلا شروع کر دیا تھا اور چلا ختم ہونے تک اس کوئی معمولی واقعہ بھی نہ ہوا چلا ختم کر کے وہ سیدھا دینو کے پاس گیا آؤ اقبال مجھے تمہارا ہی انتظار تھا دینو بولا۔ اچھا میرا چلا کامیاب ہو گیا۔ لیکن مجھے کوئی طاقت نہیں ملی اقبال نے پوچھا۔ ہاں تمہیں طاقت مل گئی لازوال طاقت تم اب دنیا کے کسی بھی کونے میں اڑ کر جا سکتے ہو بس اپنا منتر تین بار پڑھنا اور خود پر پھونک مار دینا دیکھنا تم ہواؤں میں اڑ جاؤ گے یہ سرسراتی ہوئی ہوائیں اب تمہاری تابع ہیں۔ کیا سچ میں اقبال کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ تھا مجھے یقین نہیں آرہا اقبال کی آواز میں حیرت کی آمیزش تھی۔

اقبال نے اپنا منتر پڑھ کر خود پر پھونکا اور دماغ میں گھر کا تصور کر لیا وہ ہواؤں میں اڑنے لگا اسکے پاؤں زمین سے بلند ہو گئے جلد ہی وہ اپنے گھر کی چھت آ گیا اسنے پھر دینو کی دانسں کرے کا تصور کیا اور چلے والا درود پڑھ کر خود کر تین مرتبہ پھونک ماری تو وہ دوبارہ ہواؤں میں اڑنے لگا اور اسے یقین نہ ہو رہا تھا وہ دینو کے پاس پہنچ گیا اس نے دینو دیکھا جو مسکرا رہا تھا اقبال تمہیں یہ طاقت کالی ماتا کی وجہ سے ملی ہے ان کا شکریہ ادا کرو۔

محبت کی یہ منزلیں تھیں جو وہ تیزی کیساتھ طے کرتی جا رہی تھی اب وہ محبت کے اس مقام پر تھی جہاں سے جیون کا سفر شروع ہوتا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکی محبت کی انتہا سمیر پر ظاہر ہو لیکن پھر بھی وہ خود پر کنٹرول نہ کر پائی اس کے چہرے پر بکھرے دھنک کے رنگوں کو دیکھ کر سمیر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کس حد تک اس سے عشق کرتی ہے سمیر اسے چاہنے لگا تھا اس لیے تو اس نے سمیر کا نام استعمال کیا تھا

وہ اصل میں کالی کا پجاری تھا اور کالی کے مرضی کے خلاف تو دینو سانس بھی نہیں لے سکتا تھا بس اس لیے ہی اس نے ہر عمل کو خفیہ رکھا تھا مگر وہ آج کالی سے اجازت مانگنے والا تھا اس نے کالی

سے رابطہ کیا اور بولا اے کالی ماں میں جانتا ہوں کہ یہ ناممکن ہے لیکن میں ایک چھوری سے پریم کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں ٹھیک ہے پوجاری لیکن اس چھوری کو اپنا دھرم بدلنا ہوگا یعنی ہندو ہونا ہوگا کیا وہ تیرے لیے پانا دھرم بدلے گی۔

اس کا دل زد میں تھا ممانی اسے کے لیے اپنے بھانجے کا رشتہ لائی تھی انکار کی گنجائش کیوں حسن ایک بہت اچھا لڑکا تھا اور شکل وصورت بھی نشاء کو تو وہ شروع سے ہی پسند کرتا تھا بابا بھی خوش نظر آرہے تھے لیکن پھر بھی انہوں نے اولاد کی رضا مندی کو اہمیت دی مہمانوں کے رخصت ہونے کے بعد عابد محمود اس کے کمرے میں آئے وہ اپنے بیڈ کی چادر ٹھیک کر رہی تھی فردا بیٹی ادھر آؤ ذرا انہوں نے اپنے پاس بیٹھنے کہا تو وہ چپ چاپ بیٹھ گئی

بیٹی تمہیں معلوم ہے کہ آپا جان کیوں آئی تھی وہ ممانی کو ہمیشہ آپا جان ہی کہتے تھے

جی معلوم ہے اس نے اپنے ابو جان کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

تو بیٹا اب تمہاری کیا رائے ہے کیا تم حسن سے شادی کرنے کو تیار ہو عابد محمود کے ایک لفظ سے محبت اپنائیت اور مان ٹپک رہا تھا وہ بلا شبہ ایک مشرقی لڑکی تھی

بابا وہ بالی حسن ایک نفیس لڑکا ہے یہ میری زندگی ہے اس لیے کیا آپ مجھے سوچنے کے لیے وقت دے سکتے ہیں

کیوں نہیں میری جان تم خوب سوچ سمجھ کر اپنا فیصلہ بتا دینا۔

تھینکس بابا وہ خوشی سے بولی۔

جس کو ہم نے چاہا اس کو چاہ نہ سکے
جس کو تم چاہتے تھے اسے اپنا نہ سکے
محبت تو دل توڑنے کا کھیل ہے
کسی کا ٹوٹا ہوا دل بچا نہ سکے

حارث اسے اب دکھی اور سائڈ میسجز کرتا تھا اب کی بار اس نے حارث کا میسج پڑھا تو اسے ایسا محسوس ہوا کہ اس کا دل سوکھے پتوں کی مانند ہو گیا ہے اس نے اب تک اپنے جذبات کو صرف اور صرف اپنے تک ہی محدود رکھا تھا اور اب وہ حارث کا میسج پڑھ کر پھٹ پڑی اور اس نے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اس کا نمبر ڈائل کیا جو پہلی ہی بیل پر رسیو کر لیا گیا

تو آج کیسے یاد کر لیا آپ نے حسن کے رسیلے لہجے میں طنز کی آمیزش تھی

آخر مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ وہ جل بھن گئی

میں اپنا مسئلہ بتا چکا ہوں یار۔ وہ بولا محبت سے بھرپور لہجہ نشاء کو نجانے کیوں اپنے وجود میں ایک سرشاری محسوس ہونے لگی تھی

اپنے اس مسئلے میں مجھے کیوں پھنسا رہے ہو نشاء بولی یار تمہیں میں کیسے یقین دلاؤں حارث نے کہا اور کالی دسکن کٹ ہو گئی۔

فردا کو سمیر نے ساحل سمندر پر بلایا دونوں ہی آ چکے تھے فردا پریشان تھی کہ آخر کیا بات ہے فردا پریشان تھی کہ آخر کیا بات ہے

فردا میں تمہیں اپنے ماضی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں سمیر نے کہا فردا نے محسوس کیا کہ وہ کچھ بجھا بجھا سا ہے۔

کیا بات ہے سمیر تم کچھ اپ سیٹ لگ رہے ہو

ہاں میں بہت پریشان ہوں کہ میری کہانی

WWW.AOURDUBOOKS.NET

سن کر تمہارا کیا رسپانس ہوگا۔
بتاؤ اپنا ماضی خواں مخواں سسپنس مت پھیلاؤ فروا بولی۔

دنیو نے نظریں سمندر کی سرکش لہروں پر ٹکا دیں اور پھر کچھ دیر خاموشی چھائی رہی پھر بولا میں جہاں پیدا ہوا یہ ایک گاؤں تھا وہ ایک متوسط درجہ کا گاؤں تھا میرے ابو بھی دیگر لوگوں کی طرح کھیتوں میں کام کرتے تھے گاؤں کا سردار رحم دل انسان تھا میری دو چھوٹی بہنیں تھیں میرا نام دینو تھا پتا کا نام دیال سنگھ تھا ہمارے گھر میں ہر طرح سے خوش حالی تھی ایک دن میں کھیتوں پر کام کرتے کرتے بہت تھک گیا گھر آیا تو گرمی بہت زیادہ تھی میں نے اپنی چھوٹی بہن لکشمی سے کہہ کر اپنا بستر چھت پر لگوایا اور لیٹ گیا چاندنی رات تھی چاند کی ساتویں تھی یا دن نہ تھو نے کے برابر تھے ہر طرف تارے ہی تارے تھے اچانک میں نے نظر اوپر اٹھائی تو میں نے دیکھا کہ جہاں تین تارے ہیں جو آپس میں ٹکرا رہے ہیں جب وہ تارے آپس میں ٹکراتے تو یوں محسوس ہوتا کہ جیسے روشنی کا جھماکا ہو پھر وہ تینوں تورے زور سے ٹکراتے یہ منظر حیرت ناک تھا میں بڑا محو ہو کر دیکھ رہا تھا پھر جب تارے ٹکرائے تو اس میں ایک وجود نمودار ہوا وہ میرے پاس آیا اس کا ٹھوس جسم نہ تھا سیاہ دھویں کا مرغولہ تھا اس کے منہ سے آواز آئی جو بادلوں کی گڑگڑاہٹ سے مشابہت رکھتی تھی آپ کو شیطان آقا نے یاد فرمایا ہے اس سیاہ دھویں نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھا دیا جسے میں نے تھام لیا اور ہوش وحواس کی دنیا سے بیگانہ ہو گیا تو خود کو ایک غار میں بند پایا پھر میں شیطان آقا کا سیوک بن گیا اور اب میں تمہیں چاہنے لگا ہوں لیکن شیطان آقا نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ اگر تم ہندو ہو جاؤ اور شیطان آقا کی سیوک بن جاؤ تو ہماری شادی ہو سکتی ہے۔

کیا میں تم جیسے شیطان سے کبھی شادی نہیں کروں گی مجھے تو حیرت ہے کہ مجھے ایک غلیظ جادوگر سے محبت کیسے ہو گئی فروا غصے سے بولی او رپاؤں پٹختی ہوئی گھر آ گئی۔

وہ سیدھی عابد محمود کے کمرے میں آئی اور شادی کے لیے ہاں کر دی عابد کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہ رہا تھا تم نے درست فیصلہ کیا ہے میری بچی وہ شفقت سے بولے پھر ان کی شادی ہو گئی حسن بہت اچھا انسان ثابت ہوا۔

جب دنیو کو پتہ چلا کہ فروا شادی کر چکی ہے اس نے انتقام کا ارادہ کر لیا۔

اڑنے لگے وجود کے ذرے ذرے ساتھ
ساتھ
میں اس قدر مخلوق سے بکھرا کبھی نہ تھا
ڈوب گیا ڈوبتے سورج کے ساتھ میرا دل
بھی
اتنا اداس شام کا منظر کبھی نہ تھا

سحارث کئی دنوں سے محسوس کر رہا تھا کہ اس کی پھوپھو زاد کزن عائشہ اس میں انٹرسٹ لے رہی ہے آج حارث گھر میں اکیلا تھا ان کی امی جان اپنی کسی دوست کے ہاں گی ہوئی تھی اس وقت درواز پر دستک ہوئی تو حارث نے جا کر دروازہ کھولا تو سامنے عائشہ کھڑی تھی۔

کیسے ہو حارث عائشہ نہائت بے باکی سے بولی

ٹھیک ہوں اس کے لہجے میں بزاریت نمایا تھی جسے عائشہ نے نظر انداز کیا اور اندر آ گئی۔

ماں کہاں ہے عائشہ نے پوچھا۔

اپنی کسی دوست کے ہاں گئی ہیں۔

اچھا حارچ میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں عائشہ نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا

بولو حارچ نے کہا تو اسی وقت اس کے موبائل کی میسج ٹیون بج رہی تھی حارث نے میسج کھولا اے دوست مجھے اپنے خیالوں کی روانی دے جا
جو بھر نہ سکے ایسی کوئی زخم نشانی دے جا
جو باعث توقیر بھی ہو تیرے لیے میرے
لیے
دنیا کو رہے یاد وہ الفت کہانی دے جا
اغیار بھی راضی رہے اپنے بھی رہیں خوش تجھ
سے
اپنو کو تو پیغام یہ غیروں کی زبانی دے جا
کھو دیتے ہیں میرے الفاظ معنی کے بغیر اپنا
وجود
بے جان میرے لفظ ہیں لفظوں کی معنی دے
جا
ثابت یہ ہوا حسن سے ہے قوت گفتار فسوں
کہنے لگے ہیں حسن مگر شعلہ بیانی سے جا

نشاء نے اسے یہ غزل سینڈ کی تھی جو اسے بے حد پسند تھی

کس کا میسج تھا جو اتنے محو ہو کر پڑھ رہے ہو عائشہ نے پوچھا تو وہ چونک سا گیا دل میں بے تحاشہ لڈو پھوٹ رہے تھے کہ نشاء نے کم از کم اپنی ناراضگی تو دور کی۔

کسی کا نہیں۔۔تم کیا کہنے والی تھی

حارث آئی لو یو عائشہ نے تین الفاظ میں تین ایٹم بم چھوڑے

واٹ کیا تم جانتی ہو عائشہ تم کیا کہہ رہی ہو حارث نے حیرت سے کہا۔

ہاں جانتی ہوں مگر اس میں برائی کیا ہے

میں تو کسی اور کو پسند کرتا ہوں

اچھا تو یہ بات ہے تم دیکھنا اگر میں جی کر تمہیں پا نہ سکی تو مر کر تمہیں ضرور پا لوں گی۔

اقبال تیزی سے کالا جادو سیکھ رہا تھا وقت کا پہیہ تیزی سے گزر رہا تھا اقبال اب ایک بہت بڑا جادوگر بن چکا تھا اور دینو نے اسے نیا نام رام لال دیا تھا دینو کو معلوم تھا کہ رام لال فروا کا بھائی ہے اب وہ کالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا

اے دینو کالی ماتا کے منہ سے آواز آئی تمہیں اقبال یا رام لال کو ہمارے قدموں میں قربان کرنا ہوگا

لیکن کالی ماتا وہ تو آپ کا سیوک ہے دینو بولا

ہاں ہمارا سیوک ہے مگر ہمیں تمہاری وفاداری پر زیادہ اعتبار ہے اس لیے تم اس کی بلی چڑھا دو تاکہ مزید اور شکتیاں حاصل کر کے دنیا میں کفر اور ظلم کا بھول بھالا کر سکو سمجھ آئی۔

جی کالی ماتا ساتھ ساتھ دینو یہ بھی سوچ رہا تھا کہ وہ کیسے فروا سے انتقام لے۔

عائشہ کی موت کی خبر پورے گاؤں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اس نے خودکشی کی تھی اس نے اپنی نبض کاٹ دی دیر سے پتہ چلنے کی وجہ سے کوئی اسے بچا نہ سکے حارث کے کانوں میں اس وہ بات گونج رہی تھی کہ اگر میں تمہیں زندہ نہ پا سکی تو مر کر پا لوں گی رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی حارث بیٹھا ہوا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے کہ اچانک حارث کو یوں محسوس ہوا کہ اس کے ساتھ کوئی بیٹھا ہوا ہے اس نے مڑ کر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں تھا اچانک کمرے میں عائشہ کی روح کی آواز گونجی

میں تمہیں معاف نہیں کروں گی حارث تم دیکھنا تمہیں میرے ساتھ جانا ہوگا حارث تھر تھر کانپنے لگا اسے یہ ہی حل نظر آیا کہ اگر وہ نشاء سے شادی کرے گا تو عاشہ کی روح مایوس ہو کر چلی

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

جائے گی۔

اقبال نے ایک چلہ کیا اسے یہ طاقت ملی کہ وہ مستقبل کا جان سکتا تھا یہ بات اس نے دینو کو نہیں بتائی تھی وہ دینو کو سرپرائز دینا چاہتا تھا اس نے چلہ ختم ہوتے ہی دور پھونک شیشے پر مار تو دینو کالی کے عزائم اور ملاقات طلسمی شیشے پر ظاہر ہوئی ساتھ ہی نشاء کے شوہر کی جان خطرے میں محسوس ہوئی نشاء اور حارث شادی ہو چکی تھی اس نے دیکھا کہ حارث کے سر پر کوئی بڑی آتما منڈلا رہی ہے ساتھ ہی اسے فروا اور دینو کے بارے میں سب پتہ چل گیا اقبال نے دیکھا کہ دینو کا ارادہ اب فروا سے انتقام لینے کا ہے اتنا برا دھوکہ اقبال سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کبھی ایسا ہوگا لیکن اب اسے سب کچھ ٹھیک کرنا تھا سب کچھ اسے ہی اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی۔

حسن کے ساتھ فروا کی زندگی بہت خوشگوار گزر رہی تھی زندگی میں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں آج جب فروا اٹھی تو اس نے تکیے کے نیچے نے ایک کاغذ پڑے ہوئے دیکھا۔

عالم تنہائی ہے نہ کوئی اپنا نہ پرایا ہے
صبر لازم ہے یہ زخم عشق نے فرمایا ہے
میں کہوں کیا اس وقت بے مروت کو
پیار ہے یہ بھی اس کا اس نے آزمایا ہے
آج جب مرض جسم نے لاچار کر ڈالا
تو در و دیوار کو قصہ یہ سنایا ہے

صرف دینو۔ دینو کا نام پڑھا تو فروا چونک گئی وہ جانتی تھی کہ دینو شیطان کا پوجاری ہے اور اس کے پاس بے شمار کالی شکتیاں ہیں لیکن اب تو اس کی شادی ہو چکی تھی حسن جیسے ہی نہا کر باہر نکلا اس کے ہاتھ میں کاغذ دیکھ کر ٹھٹک کر رہ گیا

تمہارے ہاتھ میں کیا ہے فروا

اس نے پوچھا تو

وہ۔۔وہ۔۔وہ دراصل فروا کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا بولے۔کو۔کو۔ کچھ نہیں بس میں ایک شعر دیکھ رہی تھی

او کے اتنا بد حواس ہونے کی کیا ضرورت ہے حسن نے کہا۔

نہیں میں بے حواس تو نہیں ہو رہی فروا نے جواب دیا حالانکہ اس کے لہجے میں کپکپاہٹ واضع تھی تھوڑی ہی دیر میں حسن آفس چلا گیا وہ کچن میں آ گئی حسن نے اپنے ساتھ اس کے لیے بھی ناشتہ تیار کر دیا تھا اچانک فروا کو ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے پیچھے کھڑا ہے فروا نے مڑ کر دیکھا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے سامنے ایک مکروہ صورت چڑیل کھڑی تھی جس کے پورے جسم پر بے تحاشا بال تھے ہونٹ کٹے ہوئے تھے جن سے خون بہہ رہا تھا ناک ضرورت سے زیادہ لمبی تھی یہ منظر فروا سے دیکھا نہ گیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئی۔

سپنوں سے دل لگانے کی عادت نہیں رہی
ہر وقت مسکرانے کی عادت نہیں رہی
یہ سوچ کر کہ اب کوئی منانے نہیں آئے گا
اب ہمیں روٹھ جانے کی عادت نہیں رہی

نشاء کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے اس کی خوشگوار زندگی کو کسی کی نظر لگ گئی ہو حارث نے اس کو عائشہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا اور اب عائشہ کی روح نے ان کی زندگی عذاب بنا دی تھی اس وقت نشاء بیٹھی ہوئی تھی کہ دروازے پر دستک ہوئی نشاء نے جا کر دروازہ کھولا سامنے اقبال کھڑا تھا

اقبال تم اندر آ جاؤ نشاء ایک طرف ہٹتے ہوئے بولی تو اقبال اندر آ گیا

حارث بھائی کہاں ہیں۔ اقبال نے اندر

...ی پوچھا۔

...فس چلے گئے ہیں بتاؤ ابو کی طبیعت کیسی ...نے پوچھا

ابو بالکل ٹھیک ہیں نشاء میں تمہیں کچھ بتانا ...ہوں نشاء بولی

...اں بولو میں سن رہی ہوں تو اقبال نے ساری ...ں اس کے گوش گزار دی۔

...یا اقبال تمہاری جان کو خطرہ ہے تم نے کالا ...ھو لیا ہے۔اور عائشہ کی روح کو ختم کرنے آیا ...کہ تم دونوں کی زندگی پرسکون ہو اقبال نے ...ی تم ہوشیار ہو جاؤ میں عائشہ کی روح کو بلاتا ...ھر اقبال نے عائشہ کی روح کو بلایا اور اسے ...ا کہ وہ واپس چلی جائے اس کا پیار یکطرفہ ...کن عائشہ کسی بھی صورت تیار نہ ہوئی تو اقبال ...ے جلا کر بھسم کر دیا۔

...ینو کالی کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا کہ ...اقبال آیا دینو کو اس کے آنے کی خبر نہ ہوئی ...نے پاس پڑا ہوا چھرا اٹھایا اور دینو کی طرف ...کا دینو چونکہ چلا کر رہا تھا اس لیے وہ یہ سمجھا ...ا دھوکہ ہے لیکن اقبال فوراً اسکے سر پر پہنچ گیا ...ے اس کی شہ رگ کاٹ دی دینو تڑپتے ...ٹھنڈا ہو گیا اور بلا آخر کسی کے برسوں سے ...خون چوسنے والے کا خاتمہ ہو گیا

...ن تمام واقعات کو کئی سال گزر چکے ہیں نشاء ...اپنی زندگیوں میں بہت خوش ہیں اقبال نے ...ال سے توبہ کر لی کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ ...رحیم اپنے بندوں کو ستر ماؤں کا پیار دیتے ...ے ضرور معاف کر دیں گے۔۔۔۔

اچھی باتیں

* اگر کسی کو دعا نہیں دے سکتے تو بد دعا بھی مت دو۔
* گلے شکوے سے زبان بند رکھو تو راحت نصیب ہوگی۔
* کسی سوالی کو اگر کچھ نہ دے سکو تو اسے جھڑکی بھی نہ دو۔
* خدا سے دعا کرو اپنے لئے بھی دوسروں کے لئے بھی۔
* اگر خدمت کرنا چاہتے ہو تو والدین اور غریبوں کی کرو۔
* اخلاق کا اچھا ہونا محبت الٰہی کی دلیل ہے۔
* اگر اپنی عزت کرانا چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کرو۔
* کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔
* جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے سب ڈرتے ہیں۔
* آزادی کا ایک لمحہ غلامی کے ہزار سال سے بہتر ہے۔
* کسی کا دل نہ دکھاؤ کہ تیرے پہلو میں بھی دل ہے۔
* ہنر انسان کا سب سے بڑا دوست ہے۔
* تکبر علم اور غصہ عقل کا دشمن ہے۔
* علم سے بڑا کوئی خزانہ نہیں، بُری عادت سے زیادہ کوئی دشمن نہیں اور شرم سے بہتر کوئی لباس نہیں۔
* خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔
* کھوکھلے قہقہوں کے مقابلے میں پرخلوص مسکراہٹ زیادہ قیمتی ہے۔

اپنی مٹی پہ ہی چلنے کا سلیقہ سیکھو
سنگ مرمر پہ چلو گے تو پھسل جاؤ گے
(بشیر احمد توقیر' انظفرہ ابو نعمی)

کیا بتاؤں کہ روٹھ کر تجھ سے
آج تک تجربوں میں کھویا ہوں
تو مجھے بھول کر بھی خوش۔ ہو گی
میں تجھے یاد کر کے رویا ہوں

میں نے پوجا ہے تجھے، تیری عبادت کی ہے
تجھ کو چاہا ہے صنم تجھ سے محبت کی ہے
محمود عالم حاکم۔کراچی

سادھو

---تحریر: تنظیم عباس۔اینڈ سدرہ ڈوگر۔ کسووال۔۔

بیٹا فیصل یہ سادھو بہت خطرناک ہے اور یہ امر ہونا چاہتا ہے اس کا نام رل ہے اس کے آقا نے اسے بتایا تھا کہ اگر وہ امر ہونا چاہتا ہے تو وہ بیس آدمیوں کا خون پیئے وہ کل سے اپنا عمل شروع کر رہا ہے۔ وہ س دنیا پر شیطانی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے بیٹا تم اس کو امر ہونے سے پہلے ہی ختم کردو بابا یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ لیکن باباجی میں اسے کیسے ختم کرسکتا ہوں اس کو بیس آدمی نہیں ختم کرسکتے میں اکیلا کیسے ختم کرسکتا ہوں بزرگ فیصل کی بات سن کر مسکرانے لگے اور کہا۔ بیٹے تم نے طاقت سے نہیں عقل سے اس کو مارنا ہے۔ وہ کیسے باباجی فیصل نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔ وہ ایسے کہ تمہیں یہاں تین دن کا چلہ کرنا ہوگا اور یہ کام تم رات کو کرو گے بیٹا یہ کام بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے تمہارے اندر جرات اور حوصلہ ہونا چاہیے۔ باباجی آپ بس مجھے ورد بتا دیں میں یہ سب کرلوں گا۔ پھر باباجی فیصل کو ورد یاد کروانے لگے جو اس نے تھوڑی ہی دیر میں یاد کرلیا پھر باباجی نے کہا۔ بیٹا تم نے چلہ کے دوران باہر نہیں نکلنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی فیصل کی آنکھ کھل گئی۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک ڈروائی کہانی۔

شیطان کے غلام سادھو آخر کس بات پر تم نے ہم سب کو قید کر رکھا ہے۔

بچہ بہت جلد تمہیں پتہ چل جائے گا۔ صبر کرو اس کے ساتھ ہی سادھو نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

آخر ہمارا جرم کیا ہے کچھ تو معلوم ہو قیدیوں میں سے ایک نے کہا۔

اچھا اگر تمہیں صبر نہیں آتا تو سنو میں تم سب کو ایک ایک کر کے مار کر تمہارا خون پی جاؤں گا۔ اور بیس دن بعد امر ہو جاؤں گا۔

شیطان کے چیلے میں یہ سب نہیں ہونے دوں گا۔ ان میں سے جو فیصل تھا اس نے کہا۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کیا ہوتا ہے سادھو رل نے غصہ سے کہا۔

شام کا وقت تھا سادھو رل کا سایہ لہراتا ہوا ایک گھر میں داخل ہوا کچھ ہی دیر میں اس نے ا کاندھوں پر ایک آدمی کو ڈالا ہوا تھا۔ وہ ایک طر چل دیا۔ جب اس آدمی کو ہوش آیا تو اس نے ا آپ کو ایک کمرے میں پایا وہ بہت چیخا چلایا میں کہاں ہوں مجھے جو بدشکل آدمی لایا تھا کہا ہے میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں وہ زور زور سے لگا۔ اچانک وہ سادھو اس آدمی کے سا آ گیا۔ اور اس سے کہنے لگا۔

اب تم کبھی بھی اپنے گھر نہیں جا سکتے ہو تمہیں کر تیرا خون پی جاؤں گا اب رونا دھونا بند کرو تمہارے لیے کھانا لے کر آتا ہوں یہ کہہ کر باہر چلا گیا۔ اور وہ آدمی سوچنے لگا کہ میں گھر جاؤں گا یا اللہ مجھے بچالے۔ رات ہو چکی تھی سا نے بیسوں آدمی بھی اٹھا لیے اب وہ بہت خوش تھا کل سے وہ اپنا عمل شروع کر دے گا اور امر ہو جائے

رات کو فیصل نے خواب دیکھا کہ ایک بزرگ اس سے کہہ رہے تھے۔

بیٹا فیصل یہ سادھو بہت خطرناک ہے اور یہ امر ہونا چاہتا ہے اس کا نام رل ہے اس کے آقا نے اسے بتایا تھا کہ اگر وہ امر ہونا چاہتا ہے تو وہ بیس آدمیوں کا خون پیئے وہ کل سے اپنا عمل شروع کر رہا ہے۔ وہ اس دنیا پر شیطانی حکومت قائم کرنا چاہتا ہے بیٹا تم اس کو امر ہونے سے پہلے ہی ختم کردو بابا یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

لیکن بابا جی میں اسے کیسے ختم کر سکتا ہوں اس کو بیس آدی نہیں ختم کر سکتے میں اکیلا کیسے ختم کر سکتا ہوں بزرگ فیصل کی بات سن کر مسکرانے لگے اور کہا۔

بیٹے تم نے طاقت سے نہیں عقل سے اس کو مارنا ہے۔

وہ کیسے بابا جی فیصل نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

وہ ایسے کہ تمہیں یہاں تین دن کا چلہ کرنا ہوگا اور یہ کام تم رات کو کرو گے بیٹا یہ کام بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے تمہارے اندر جرات اور حوصلہ ہونا چاہیے۔

بابا جی آپ بس مجھے ورد بتا دیں میں یہ سب کرلوں گا۔ پھر بابا جی فیصل کو ورد یاد کروانے لگے جو اس نے تھوڑی ہی دیر میں یاد کرلیا پھر بابا جی نے کہا۔ بیٹا تم نے چلہ کے دوران باہر نہیں نکلنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے اس کے ساتھ ہی فیصل کی آنکھ کھل گئی۔ پھر وہ مطمئن ہو کر سو گیا۔

صبح اٹھتے ہی اس کا ایک منحوس خبر ملی کہ اس سادھو نے ایک آدمی کو مار دیا ہے اور اس کا خون پی لیا ہے۔ انہوں نے بہت افسوس کیا فیصل تو مطمئن تھا کہ تین دن کے بعد میں نے اس کو ختم کرنا ہے مجھے اچانک ہی ایک واقعہ رونما ہوگیا۔ سادھو نے سب کو ایک بہت بڑے کمرے میں تالا لگا کر بند کر دیا۔ تاکہ کوئی ڈر کے مارے بھاگ ہی نہ جائے۔ یوں چلہ کرنا بہت مشکل تھا کیونکہ وہاں اتنے لوگ تھے اور سادھو بھی وہاں کڑی نظر تھی ایسے ہی پانچ دن گزر گئے چھٹے دن فیصل کو بابا نے خواب میں کہا کہ بیٹا پریشان مت ہونا تم رات کو مغرب کے بعد آنکھیں بند کرلیا کرو میں تمہیں کسی جگہ چھوڑ آیا کروں گا اس طرح فیصل بہت خوش ہوا رات کو مغرب کے بعد اس نے آنکھیں بند کرلیں اور جب کھولیں تو اپنے آپ کو ایک ویران جگہ پر پایا وہاں دور دور تک کسی انسان کا نام ونشان تک نہ تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کبھی کسی انسان کا گزر بھی نہیں ہوا تھا وہاں کوئی چرند پرند بھی نہ تھا ان خیالوں میں اس نے بہت سا وقت ضائع کر دیا بیٹا جلدی کو چلے کا ٹائم ختم ہو رہا ہے بابا کی اس آواز کو سن کر وہ جلدی سے اٹھا اور اپنا حصار قائم کیا پھر ورد شروع کر دیا ابھی اس نے آدھا ہی ورد کیا تھا کہ اس کی نظر ایک طرف اٹھ گئی بس وہ وہی دیکھتا رہ گیا اس کا دل چاہا کہ بھاگ جائے منظر ہی کچھ ایسا تھا جہاں پہلے کسی انسان کا نام ونشان تک نہ تھا مگر اب وہاں ہر طرف آدمی تھے اس کی طرف بڑھ رہے تھے کسی کے ہاتھ میں بالے تھے تو کسی کے ہاتھ میں نیزے اور تیر وغیرہ تھے تو کسی کے ہاتھ میں پتھر تھے اور یہ سب فیصل کی طرف پھینک رہے تھے جب اس کے قریب ایک نیزہ آیا تو وہ ذخود بخود غائب ہوگیا اس طرح اس کو کچھ حوصلہ ملا آخر میں آدمی بھی غائب ہوگیا اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اب وہاں پر صرف خالی ہاتھ جگہ تھی وہ پھر چلے میں مشغول ہوگیا اس طرح اس کا ایک دن کا چلہ ختم ہوگیا اب وہ سوچ رہا تھا کہ واپس کیسے جاؤں تو بزرگ نے اس سے کہا کہ آنکھیں بند کرلو اس نے کر کے جب کھولیں تو اسی جگہ موجود تھا جہاں اس کو قید کیا گیا تھا۔ کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ رات کو کوئی یہاں سے غائب ہوا تھا اور پھر آ گیا ہے۔

اگلی رات پر اس نے آنکھیں بند کیں اور وہ پھر اسی جگہ پہنچ گیا۔ ابھی آدھا ہی چلہ کیا ہوگا کہ اس کو بزرگ جو خواب میں دکھائی دیتے تھے ایک طرف سے آتے ہوئے دیکھائی دیئے بزرگ نے آتے ہی کہا بیٹا تم یہ چلہ چھوڑ دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے پھر بابا نے کہا میرے پاس آؤ میں تمہیں اس کو مارنے کا ایک اور طریقہ بتاتا ہوں فیصل محسوس کر رہا تھا کہ یہ آواز بابا کی آواز سے کچھ مختلف ہے وہ ابھی اپنے خیالوں میں گم تھا کہ بزرگ کی آواز سنائی دی کہ بیٹا یہ تمہارا ٹائم خراب کر رہا ہے پھر وہ آنکھیں بند کر کے ورد کرنے لگا تھوڑی دیر بعد جب اس نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ وہاں تو کچھ بھی نہ تھا۔

اس طرح چلے کے دو دن مکمل ہو گئے اس نے آنکھیں بند کیں اور جب کھولیں تو وہاں موجود تھا اس سادھو کو شک تھا کہ یہاں کچھ ہونے والا ہے پھر اس نے اپنے عمل کے ذریعے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ کوئی لڑکا اس کو مارنے کی کوشش کر رہا ہے سادھو بہت پریشان ہوا اور کوئی حل سوچنے لگا اس لیے اس نے اپنے آپ کو غائب کیا اور جس میں اس نے آدمی قید کر رکھے تھے اس جگہ آ گیا رات کو جب فیصل وہاں گیا تو سادھو بھی اس کے پیچھے اڑ کر آ گیا ابھی وہ حصار میں بیٹھا ہی تھا کہ سادھو اس کے سامنے آ گیا۔

حرام زادے تم مجھ سے بچ کر نہیں جا سکتے تمہیں ابھی مار دوں گا فیصل نے ابھی چلہ شروع نہیں کیا تھا اس لیے وہ بول پڑا شیطان کے پجاری میں ایک خدا کو مانتا ہوں اس لیے میں تمہیں امر ہونے سے پہلے مار دوں گا یہ کہہ کر اس نے ورد کرنا شروع کر دیا سادھو نے کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونک دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں بڑے بڑے سانپ اس کی طرف بڑھتے ہوئے آنے لگے ابھی اس کا دل چاہا کہ بھاگ جائے مگر بابا کی نصیحت یاد آ گئی اور وہی بیٹھ گیا جب کوئی سانپ اس کے حصار سے ٹکراتا غائب ہو جاتا اس طرح سب کے سب ہی مارے گئے سادھو نے پھر کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو ایک سیاہ آدمی اس کے منہ سے نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑا ہو گیا اور فیصل کی طرف آنے لگا اس نے آتے ہی اپنا ہاتھ اس کی طرف کیا تو اس کے ہاتھ سے آگ کا شعلہ نکلا اور اس کی طرف آیا اور ٹکراتے ہی غائب ہوگیا اس نے بہت سے داؤ کھیلے پھر وہ آپ اس کی طرف آیا جب اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ دور گر گیا اور اس کے جسم میں آگ لگ گئی اس کے ساتھ ہی اس نے کچھ منتر پڑھا اور زور کی آندھی چلنے لگی مٹی اڑ اڑ کر اس کی آنکھوں میں پڑنے لگی دو گھنٹے آندھی چلتی رہی اور پھر کہیں جا کر رکی اس کی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں پھر اس نے آنکھیں صاف کی تب اس کی آنکھیں کھولیں جب سادھو سے اور کوئی کام نہ چلا تو وہ رونے لگا اور کہنے لگا کہ مجھے معاف کر دو آئندہ میں کسی انسان کو تنگ نہیں کروں گا نہیں شیطان کے چلے میں اب تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا اتنے میں چلے کا ٹائم ختم ہوگیا اور وہ ادھر ادھر بھاگنے لگا اس کو آگ لگ گئی اور وہ وہی راکھ کا ڈھیر بن گیا مجھے بزرگ کی آواز سنائی دی کہ بیٹا تمہیں مبارک ہو تم نے بہت سے لوگوں کو مرنے سے بچا لیا ہے اب آنکھیں بند کرو جب میں نے آنکھیں کھولیں تو وہاں سے بہت سے لوگ تھے اور وہ جگہ مٹی کا ڈھیر بن چکی تھی میں نے سب کو خوشخبری سنائی اور سب ہی بہت ہی خوش ہوئے پھر سب اپنے اپنے گھروں کو چل دیئے کسی نے سچ کہا ہے کہ جیت ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے اور شیطان کو ماننے والے اپنے انجام کو پہنچتے ہیں۔

قارئین کرام کیسی لگی ہماری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ ہمیں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار رہے گا۔

خوشخبری

ہمارے ہاں پرانے ڈائجسٹ ورسائل اور ہر موضوع پر
نئی کتب کی تمام ورائٹی نہایت رعایتی قیمت پر دستیاب ہیں

پُرانے جواب عرض، خوفناک

خواتین، کرن، شعاع، آنچل، پاکیزہ، ریشم، حنا، جواب عرض، خوفناک، جاسوسی، سسپنس، سرگزشت، سچی کہانیاں، دوشیزہ، عمران، حکایت، سچی کہانی، چترالی، فیشن میگ، فاصلہ، لباس فیشن، بچوں کی دنیا، بچوں کا باغ، جگنو، نونہال، تعلیم وتربیت، ڈالڈا، دستر خوان، مصالحہ، باورچی خانہ، کوکنگ خزانہ، مزیدار لطیفے، بچوں کی کہانیاں، ایس ایم ایس، پہیلیاں، ٹوٹکے، پنجابی ماہیے، شاکر کے دوہڑے، گھر کا دواخانہ، شاعری، غزلیں، نعتیں، شکوہ جواب شکوہ، کڑ کڑ، تمام صوفی بزرگوں کے کلام، اقوال زریں، اور پرانے ڈائجسٹ کی تمام ورائٹی دستیاب ہیں۔

منصور حسن پرانے رسالوں والے
نزد شاہ عالم مارکیٹ، نیا بازار، ورک مارکیٹ، دکان نمبر 9 لاہور
موبائل نمبر 0333-4765899

پھول اور کلیاں

اچھی باتیں

☆ سب سے زیادہ عقل مند وہ شخص ہے جو اچھی طرح اپنی بات کو ثابت کر سکے
☆ علم ایک ایسی چیز ہے جو کبھی بوڑھی نہیں ہوتی
☆ دل ایک آئینہ ہے اگر وہ برائی سے پاک ہے تو اس میں خدا نظر آتا ہے
☆ ماں باپ کی طرف پیار سے دیکھنا بھی ایک عبادت ہے
☆ غم اور انسان جڑواں پیدا ہوتے ہیں
☆ کسی کا دل نہ دکھا تو بھی دل رکھتا ہے
☆ کسی کو نصیحت نہ کر کیوں کہ بے وقوف سنتا نہیں اور عقل مند کو اس کی ضرورت نہیں ہے
☆ جوانی کے دھوکے پہ نا جا کیوں کہ بوڑھا ہونے سے پہلے بھی کئی جوان گزر چکے ہیں
☆ آخرت کا کام آج کر دنیا کا کام کل پہ چھوڑ دے

..........محمد اعجاز احمد محسن

لطیفہ

سردار کا پڑوسی مر دیا سردار ان کے گھر گیا اور پوچھا لاش آ گئی اتفاقاً اسی وقت لاش ایک بڑی سی ایمبولینس میں آ گئی سردار ہنس کر بولا
لو، دسو، کنی لمی عمر اے مرحوم دی

..........شاہد اقبال چتوکی

لڑکیوں کے ٹاپ جھوٹ

۱، مجھے تم سے بہت ہی محبت ہے
(جھوٹی)
۲، تم میری زندگی کی پہلی اور آخری پسند ہو
(استغفار)
۳، موبائل فون سائیلنٹ پر تھا جانی
(توبہ لڑکی کا فون وہ بھی سیلنٹ پر
۴، ہماری شادی ضرور ہوگی
(خواب میں)
۵، تمہارے والدین میرے والدین ہیں جان
(شادی سے پہلے)
۶، اگر تم نے مجھ سے شادی نہ کی تو میں کنواری ہی بیٹھی رہوں گی
(ایک ماہ تک)
۷، اگر تم نہ ملے تو میں مرجاؤں گی
(کسی اور پر)

..........امداد علی عرف ندیم عباس

جو تمہاری خاموشی سے تمہاری تکلیف کا اندازہ نہ کر سکے اس کے سامنے زبان سے اظہار کرنا صرف لفظوں کو ضائع کرنا ہے

..........ملک علی رضا

محبت

بھولی بسری یادوں کو ہم پھر سے یاد کرنے لگے ہیں
ٹوٹی ہوئی راہوں پہ ہم پھر سے چلنے لگے ہیں
تیرے ملنے کی خوشی میں جان جاں
گرتے گرتے سنبھلنے لگے ہیں
زندگی بوجھ لگنے لگی تیرے بن
دیکھ تیرے پیار میں ہم مرنے لگے ہیں

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

کرتے ہیں تم سے اقرار محبت
محبت ہاں محبت تم سے کرنے لگے ہیں
............عابدہ رانی گوجرانوالہ

اقوال زریں

☆تم میں سے بہت وہ ہے جس سے اس بات کا اطمینان ہو کہ وہ برائی نہیں کرے گا
☆اعمال کا اعتبار نیتوں کے مطابق ہوتا ہے
☆تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں
☆جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اس سے کہہ دو کہ پڑوسی کی تکریم کیا کرے
☆جو شخص دولت کے جتنا قریب ہوتا ہے اللہ اس سے اتنا ہی دور ہو جاتا ہے
............رینا محمود قریشی

لطیفہ

ایک آدمی ک کو خ پڑھتا تھا ایک دن اس کا گزر کسی قبرستان سے ہوا اچانک اسے قبر سے ٹھوکر لگی تو کہنے لگا مجھے کیا قبر تھی کہ یہاں خبریں ہی خبریں ہیں
............ایم عمر فاروق چانڈیو

بے زبان لفظ

کچھ لفظ ہیں بے زباں سے
کچھ راستے ہیں انجان سے
کچھ دھڑکنیں ہیں بے چین سی
کچھ خیالات ہیں عجیب سے کچھ الجھنیں ہیں دل کی
کچھ جھگڑے ہیں نصیب کے
کچھ رنجشیں ہیں تم سے
کچھ شکوے ہیں تقدیر سے
کچھ اپنوں نے زخم دیئے
کچھ مقدر بھی تھے غریب سے
کچھ تیری محبت ہم کو لے بیٹھی
کچھ ہم بھی ٹھہرے بدنصیب سے
............عابدہ رانی گوجرانوالہ

اچھی بات

ایک آدمی نے ٹوٹتے ہوئے پھول سے پوچھا کہ جب تمہیں توڑا گیا تو تمہیں دکھ نا ہوا تھا پھول نے ایک خوبصورت جواب دیا جب میں نے توڑنے والے کی خوشی دیکھی تو میں اپنا دکھ بھول گیا
............محمد آصف دکھی

اچھی باتیں

☆اپنا کردار عظیم بنان چاہتے ہو تو پہلے اپنا اخلاق اچھا بناؤ
☆اگر آپ برف کی طرح صاف شفاف ہو تو بھی تہمت سے نہیں بچ سکتے
☆اسان کی عقل پر کوئی چیز بیٹھ جائے آسانی سے نہیں اترتی

محمد آصف دکھی

....

ایک سردار اپنے بیمار بھائی کو مار رہا تھا کسی نے پوچھا کیوں مار رہے ہو اس نے کہا اگر یہ دوائی نا کھائے تو اسے مار مار کے کھانا
............محمد آصف دکھی

28 مئی کو شب معراج 16 جون کو شب برات 1 جولائی کو رمضان ہے 2 اگست کو عید الفطر ہے اور 16 اکتوبر کو عید اضحیٰ ہے آپ سب کو مبارہو اللہ سے دعا ہے کہ یہ خوشیوں کے دن سب کو نصیب فرمائے آمین ،یاد رکھنا سب سے پہلے میں نے وش کیا ہے آپ سب کو............شاہد اقبال پتوکی

غزل

اکثر چوٹ کھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنا گھر لٹاتی ہے محبت مسکراتی ہے
زمانے کی اذیت سے اگر دو چار ہوں بھی تو
محبت گنگناتی ہے محبت مسکراتی ہے
اپنی بے وفائی کا اثر تم بھی ذرا دیکھو

محبت بڑھتی جاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی ہنسنا کبھی رونا کبھی پانا کبھی کھونا
کیا کیا رنگ دیکھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی مسکان ہونٹوں کی کبھی تحریر آنکھوں کی
جب بھی یاد آتی ہے محبت مسکراتی ہے
درد و غم کی طغیانی شہر و دل میں ہے لیکن
ہر دکھ کو چھپاتی ہے محبت مسکراتی ہے
دسمبر کی بارش اور یخ بستہ ہواؤں میں
من میرا جلاتی ہے محبت مسکراتی ہے
کبھی دیکھی جو بھولے سے تیری تصویر بچپن کی
غم ہجراں بڑھاتی ہے محبت مسکراتی ہے
سیدہ جیا عباس۔ مرالی تلہ گنگ

غم کے بادل

آج پھر غم کے بادل چھا گئے ہیں
آج پھر ہم کہاں پر آ گئے ہیں
کس کے گناہوں کی ملی ہم کو سزا
کس کے گناہوں کی ہم سزا پا گئے ہیں
پیاسی نگاہوں کو تھی ساگر کی تلاش
جو تھے سیراب پیاس وہ بجھا گئے ہیں
اب نہ رہی آس ملن کی ہمیں
وقت ملن کا تو ہم گنوا گئے ہیں
آؤ پیار کے ساگر میں ڈوب مریں
میں نے دھیرے سے پوچھا وہ گھبرا گئے ہیں
یہ کیسی ہے محبت چاہت اور وفا
ہم جس کے زیر اعتاب آ گئے ہیں
جس نگری جانا نہیں نام اس کا کیا لینا
میٹھے بول سجن کے گہرا گھاؤ لگا گئے ہیں
یہ سچ ہے تنہا شخص کی کیا زندگی ہے ذاکر
ایک جگہ پڑے اکیلے ہم بھی اکتا گئے ہیں
محمد ذاکر۔ آنند شیم

ڈاکٹر احمد حسرت کے نام

ان لڑکیوں سے تیری دوستی اچھی نہیں نثار
جو تیرے جوان ہیں کچھ تو خیال کر

کوپن
خوفناک ڈائجسٹ

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے شعر لکھا گیا ہے اس کا نام و مقام

نام .... شہر ....
شعر ....
....
....
....
....

شعر بھیجنے والے کا نام .... شہر ....

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

خوبصورت باتیں

* رشتے جب اذیت کے سوا کچھ نہ دیں تو اس سے کنارہ کشی بہتر ہے خواہ وقتی ہی سہی۔
* منزل کا تعین کئے بغیر اگر سفر شروع کر دیا جائے تو ہر اٹھتا ہوا قدم آپ کے حوصلے پست کرنے لگتا ہے۔
* کبھی بھی کسی سے توقعات وابستہ نہ کرو کیوں کہ توقعات انسان کو دوسروں پر افسوس کرنا سکھاتی ہیں۔
* کسی کو پانے کی تمنا مت کرو بلکہ اپنے آپ کو اس کے قابل بناؤ کہ دنیا والے تمہیں پانے کی تمنا کریں۔
* غم کا علاج مصروفیت ہے۔
* شکست کا ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے فتح۔
* بہت زیادہ بولنے سے انسان اپنی عزت کھو بیٹھتا ہے۔
* اپنے دوست کو راز نہ دو کہیں یہ اعتماد ناگ کی طرح نہ ڈس لے۔
* عمل علم کا اور علم عمل کا محتاج ہے۔
* توبہ گناہ کو اور جھگڑا رزق کو کھا جاتا ہے۔
* علم ایک مسکراتا پھول ہے جو غم کی آگ سے کملا جاتا ہے۔
* آدمی کی قابلیت زبان میں پوشیدہ ہے۔
* زبان کھولنے سے پہلے سوچ لو کہ تم سے زیادہ عقل مند لوگ موجود ہیں۔
* بندوں سے محبت کرنے سے بھی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

☆......شاہد نواز اینڈ احسان علی۔ گوجرہ

گوشت نہیں

ایک عورت گوشت خریدنے کے لئے آئی اور کہنے لگی کہ مجھے نرم اور عمدہ قسم کا گوشت دے دو لیکن یہ خیال ضرور رکھنا اس میں ہڈی، چربی اور چھیچھڑے بالکل نہ ہو، سمجھ گئے ناں؟ ہاں ہاں کیوں نہیں۔ قصاب نے کہا۔ آپ کو کسی پولٹری فارم پر جانا چاہئے اور وہاں سے کچھ انڈے خریدنے چاہئیں گوشت نہیں۔

☆......تصور اقبال پردیسی۔ لودھراں

موت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا بیٹا مر گیا تو ایک صوبے کے عامل نے تعزیت کا خط لکھا آپ نے اپنے میر منشی سے فرمایا۔ میری طرف سے جواب لکھ دو۔ میر منشی قلم تراشنے لگا تو عمر بن عبدالعزیز نے اس سے فرمایا۔ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کاغذ پر دیر تک رہتے ہیں اور میری طرف سے لکھو۔ ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ موت ایک ایسی چیز ہے جس کے لئے ہم نے اپنے نصیبوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے اس لئے جب وہ آتی ہے ہم اس کا تذکرہ نہیں کرتے۔''

☆......ہانیہ ملتان

خوف خدا

منصور بن عمار کو کسی نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ تم پر کیا گزری؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا۔ اے منصور تو جانتا ہے کہ میں نے تجھے کیوں بخشا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ یارب! مجھے خبر نہیں۔ پھر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایک دن تو بیٹھا ہوا بہت سے آدمیوں کو وعظ اور نصیحت کر رہا تھا کہ یہ باتیں سنا کر رلا رہا تھا ان میرے بندوں میں سے ایک بندہ خوف سے ایسا رویا جو کہ کبھی نہ رویا تھا میں نے اسے بخش دیا اور اس کی وجہ سے تجھ کو اور تمام مجلس کو بخش دیا۔

☆......ہانیہ۔ ملتان

فاسق

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا (یا اس کا عیب بیان کرنا) فسق ہے (یعنی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا فاسق ہے) اور اس سے لڑنا کفر ہے۔

☆......ہانیہ۔ ملتان

حلال وحرام

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار جا رہے تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ مسجد میں داخل ہوئے اور ایک شخص سے جو دروازے پر کھڑا تھا فرمایا۔ میرے گھوڑے کو تھامے رکھو میں نماز پڑھ کر آتا ہوں۔ وہ شخص بدنیتا ہو گیا اور گھوڑے کی لگام اتار کر لے گیا اور گھوڑے کو وہیں چھوڑ گیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو کر باہر آئے تو جیب سے دو درہم اس شخص کے لئے بطور انعام نکالے لیکن دیکھا کہ وہ شخص لگام چرا کر لے گیا ہے۔ اتنے میں آپ کا غلام آ گیا آپؓ نے دو درہم اس کو دیئے کہ نئی لگام خرید لاؤ۔ چور نے لگام بازار میں بیچ دی تھی اور غلام وہی لگام خرید لایا۔ آپؓ نے فرمایا۔ اس بے وقوف شخص نے اپنی بے صبری سے حلال روزی کو حرام میں تبدیل کر لیا جو درہم میں اسے انعام کے طور پر دینا چاہتا تھا وہی اس نے لگام بیچ کر حرام کے طور پر وصول کر لئے۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور

ضمیر کے پاسبان

حضرت عبداللہ بن محیرزؓ اپنے عہد کے بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ایک مرتبہ کپڑا خریدنے بازار گئے۔ اتفاق سے دکاندار آپ کو جانتا نہیں تھا اس نے کپڑا دکھایا اور کچھ قیمت بتائی لیکن آپ نے کچھ قیمت کم کرنا چاہی۔ دکاندار نہ مانا دکاندار کا پڑوسی انہیں جانتا تھا اس نے دکاندار سے کہا۔ بھائی کچھ پیسے چھوڑ دو جانتے نہیں یہ کون ہیں؟ یہ عبداللہ بن محیرزؓ ہیں۔ حضرت عبداللہ نے جب یہ سنا تو اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہتے ہوئے واپس چلے کہ ہم یہاں پیسوں سے کپڑا خریدنے آئے ہیں اپنے ایمان سے نہیں۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور

کلمے کی فضیلتیں

* سب سے افضل ذکر کلمہ طیبہ ہے۔
* جو شخص سو مرتبہ روزانہ کلمہ پڑھتا ہے اس کا چہرہ قیامت کے دن چودھویں کے رات کے چاند کی طرح چمکے گا۔
* جو آدمی سو مرتبہ کلمہ پڑھتا ہے تو زمین اور آسمان کا خلاء اس کی نیکیوں سے بھر جاتا ہے۔
* کلمہ طیبہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں سے زیادہ وزنی ہے۔
* جو شخص دن میں یا رات میں کلمہ طیبہ پڑھتا ہے اس کی برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور

فرمودات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

* انسان کی قدر ومنزلت علم کے اعتبار سے ہوتی ہے۔
* صدقہ خدا کے غضب کو ختم کر دیتا ہے۔
* شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور

رحم

ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور ساتھ ہی درد سے کراہ رہا ہے۔ آپؐ اس کے قریب گئے تو معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے لیکن اس کا ظالم آقا اس کو چھٹی نہیں دیتا۔ آپؐ نے اس کو آرام سے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا پھر فرمایا۔ جب تمہیں آٹا پیسنا ہو تو مجھے بلا لیا کرو۔

☆......عبداللہ حسن چشتی۔ سیت پور

زندگی بعد موت

ہر غیبت کرنے والے طعنے دینے والے کی خرابی ہے جو مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے شاید وہ خیال کرتا ہے یہ مال اس کی ہمیشہ کی زندگی کا (موت کے بعد کی زندگی) موجب ہوگا ہرگز نہیں وہ ضرور حورہ مہ میں جھونک دیا جائے گا اور تم کیا سمجھے کہ حورہ مہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں تک جا پہنچے گی بے شک وہ اس میں بند کر دیئے جائیں گے یعنی آگ کے لمبے لمبے ستون ہیں۔

☆......محمد فاروق۔ رحیم یار خان

معلومات

* علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بانی مسلمانوں کے عظیم اصلاح کار سر سید احمد خان نے پندرہ روزہ رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' کی بنیاد رکھی تھی۔
* زمین اور زمین میں موجود چیزوں کا مطالعہ علم ارضیات کہلاتا

* مغل بادشاہ نصیرالدین ہمایوں کے مغل اعظم محمد جلال الدین اکبر شہزادے تھے۔
* شب برأت پندرہ رجب کو منائی جاتی ہے۔
* مذہب اسلام کے سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکرؓ تھے جو سوا دو سال خلیفہ رہے۔
* ملک نیپال کی کرنسی روپیہ کہلاتی ہے۔
* امریکی محکمہ دفاع کی عمارت کو پینٹاگون کہتے ہیں۔
* دنیا کا سب سے چھوٹا اسلامی ملک جزائر کا مشتمل مالدیپ ہے۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

خواہش

ایک وکیل صاحب اپنے مؤکل سے اپنی خواہش کا اظہار کر رہے تھے۔ جب میں چھوٹا سا تھا تو میری خواہش تھی کہ میں بڑا ہو کر ڈاکو بنوں گا۔ مؤکل بولا۔ جناب! آپ خوش قسمت ہیں ورنہ اس دنیا میں انسان کی ہر خواہش کب پوری ہوتی ہے۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

تاریخ

آج کیا تاریخ ہے؟ بیوی نے کچھ لکھتے لکھتے چونک کر اپنے شوہر سے پوچھا۔ اخبار میں دیکھ لو تمہارے قریب ہی رکھا ہے۔ شوہر نے ٹی وی سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔ خاتون نے اخبار اٹھایا اور برا سا منہ بنا کر بولی۔ + یہ تو کل کا اخبار ہے میں آج کی تاریخ پوچھ رہی ہوں۔

☆...... محمد نعمان- ہربنس پورہ-لاہور

حضرت علیؓ نے فرمایا

* پریشانیاں تذکرہ کرنے سے بڑھ جاتی ہیں۔ خاموش ہونے سے کم، صبر کرنے سے ختم اور شکر یہ کرنے سے خوشی میں بدل جاتی ہیں۔
* باشعور اور باضمیر لوگوں کے بیچ دوستی کا رشتہ خون کے رشتوں سے کہیں زیادہ قریب اور گہرا ہوتا ہے۔
* آنسو اس وقت مقدس ہوتے ہیں جب وہ کسی اور کے دکھ اور تکلیف کو محسوس کر کے نکلیں۔

* تم جنت نہ مانگو بلکہ تم دنیا میں ایسے کام کرو کہ جنت تمہیں مانگے۔
* اگر کسی کا ظرف آزمانا ہو تو اسے زیادہ عزت دو۔ عالی ظرف ہوا تو تمہیں زیادہ عزت دے گا اگر کم ظرف ہوا تو خود کو عالی سمجھے گا۔
* اگر تمہیں وہ سب مل جائے جو تمہاری مرضی ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہاری مرضی پوری کی اور اگر تمہیں وہ نہ ملے جو تمہاری مرضی تھی تو بھی زیادہ اللہ کا شکر ادا کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی مرضی سے دینا چاہتا ہے اور اللہ کی مرضی بہت بہتر ہے ہماری مرضی سے۔
* جب خدا چاہتا ہے کہ کسی بندے سے دوستی کرے تو اس کی زبان پر اپنے ذکر اور دل پر اپنی فکر کے دروازے کھول دیتا ہے۔
* ہر میٹھی چیز میں زہر ہے سوائے شہد کے اور ہر کڑوی چیز میں شفا ہے سوائے زہر کے۔
* قبر چار آوازیں دیتی ہے: (1) یہاں اندھیرا ہے روشنی لانا (2) میں خاک ہوں بستر لانا (3) تنہائی ہے دوست لانا (4) سانپ بچھو ہیں دوا لانا۔
* لفظ انسان کے غلام ہوتے ہیں مگر صرف بولنے سے پہلے تک، بولنے کے بعد انسان اپنے لفظوں کا غلام بن جاتا ہے۔

☆...... محمد نعمان- ہربنس پورہ، لاہور

بخیل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مرتبہ سحری کے وقت کچھ سی رہی تھیں تو سوئی گر گئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سوئی تلاش کرنے لگیں اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ آپ کی روشنی سے سارے گھر میں روشنی ہو گئی اور سوئی مل گئی۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کا چہرہ مبارک کتنا روشن ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میل یعنی ہلاکت ہے۔ اس بندے کے لئے جو مجھے قیامت کے دن نہیں دیکھ سکے گا۔ آپ نے فرمایا وہ بخیل ہے۔ عرض کیا بخیل کون ہے۔ فرمایا جس نے میرا نام مبارک سنا اور مجھ پر درود پاک نہ پڑھا۔ (القول البدیع)

☆...... بہادر عارباني-گھوٹکی

غزلیں نظمیں

غزل

عمر بھر کا بنایا تو نے ہمسفر تمہیں مبارک
میری نئی زندگی یہ نئی منزلیں یہ نیا سفر تمہیں مبارک
تو بن کے دلہن جسے ملی ہے شباب تیرا اسے مبارک
یہ لال جوڑا یہ مسکراہٹ صدا ہو دلبر تمہیں مبارک
خدا کرے تیری زندگی میں کبھی خزاں نہ آئے
بہاروں کا یہ حسین موسم حسین منظر تمہیں مبارک
اب میری ضرورت کہاں رہی تمہیں تو ساتھی مل گیا ہے
یہ غم تنہائی مجھے ملی ہے خوشیوں کا گھر تمہیں مبارک
تیرے میرے اے جان جاناں راستے اب جدا ہو گئے ہیں
میں چھوڑ کر جا رہا ہوں زئی یہ تیرا شہر تمہیں مبارک

محمد زکریا زئی ۔ٹنڈ اٹھل

قطعہ

تسی ہور کسے دے لگدے ہائے
تیسی ہر کسے دا پیار ہائے
اسی چھوٹی جئی مخلوق خدا دی
تسی ڈھول تجربہ کار ہائے
سانوں عارضی سنگت دے لارے دے دے کے تسی
کردے ہور شکار ہائے
دراصل یاسین تے لت رکھ کے تسی ٹپنا چاہندے پار ہائے

....

اے رب سائیں عرش دی تختی توں اک نکروں لفظ مٹا چا
پنج وقت عبادتاں کراں میں میرے روندے نین ہسا چا
تو آپ رحیم کریم جو ہیں میرے اجڑے بخت بنا چا
باقی قسمت محسن دی اپنی ہے اک وار تے یار ملا چا

....

محسن بدنام زمانے میں بد نام تو ہونا پڑتا ہے
کس دل کو پیار کیا جائے اسے پھر کھونا پڑتا ہے
یہ دولت والوں کی یہاں دلوں کا کوئی بھاؤ نہیں
دو پل کی خوشیاں ملتی ہیں پھر زندگی بھر رونا پڑتا ہے

محمد اعجاز ۔ احمد محسن ،خانیوال

آنکھیں

بڑی بڑی غزالی آنکھیں
مجھ کو لگتی ہیں نرالی آنکھیں
شوخ و چنچل ہے چہرہ تیرا
جس پہ سجتی ہیں مثالی آنکھیں
بھری بھری ہیں شرم و حیا سے
حیا جو آئی تو جھکا لیں آنکھیں
دیکھیں تمہیں جو سر اٹھا کے
ہولے ہولے مسکرا دی آنکھیں
نگاہیں تم سے جو مل گئی ہیں
شرم سے پھر جھکا دی آنکھیں
آنکھیں یہ تیری آنکھیں
دیکھا جو تم کو بتا دی آنکھیں
مار ہی ڈالو گے نظروں سے مجھ کو
کہا تو میں نے ہٹا لی آنکھیں
دیکھتے ہو جو روز چہرہ بڑی مدت سے ہیں سنبھالی آنکھیں
ماشاء اللہ چشمے بدور

WWW.AQSURDUBOOKS.NET

الله الله نرالی آنکھیں
کس نے اب یہ تعریف تحریر کردی اس نے کاجل سے سجا لی آنکھیں
روی آنکھوں میں کتنے ہیں دیپ روشن
کبھی خوشیوں سے ہوں نہ خالی آنکھیں
عبدالجبار روی انصاری لاہور

غزل

اک روز محبت سے بلاؤ تو سہی تم
آنکھیں میری آنکھوں سے ملاؤ تو سہی تم
اک مدت سے پیاسی ہیں نگاہیں میری
آنچل ذرا چہرے سے ہٹاؤ تو سہی تم
ساغر سے تو پیتے ہوئے عمر کٹی ہے
ہونٹوں کے کبھی جام پیلاؤ تو سہی تم
اے جان جہاں جان وفا جان تمنا
اے جان جگر مجھ میں سماؤ تو کسی دن
پونچھ تو سہی اشک کسی دیدتر کے گرتے ہوئے لوگوں کو
اٹھاؤ تو سہی تم
مس فوزیہ کنول

غزل

تجھے بھول جانے جانی کی کوشش کروں گی
ستم خود پہ ڈھانے کی کوشش کروں گی
چھپانے سے بھی عشق چھپتا نہیں ہے
مگر میں چھپانے کی کوشش کروں گی
مجھے زہر لگتے ہیں چہروں پہ چہرے
میں پردے اٹھانے کی کوشش کروں گی
سنا ہے دیواریں بھی سنتی ہیں باتیں
میں غم دل سنانے کی کوشش کروں گی میں کوشش
کروں گی کہ وعدہ نبھاؤں
صدا مسکرانے کی کوشش کروں گی
میں جو دنیا کی بھیڑ میں گم ہوں کنول
میں اس کو بتانے کی کوشش کروں گی

مس فوزیہ کنول

غزل

اپنے ہاتھوں کے لیے گجرا بنا لے مجھ کو
اپنی نازک سی کلائی میں سجالے مجھ کو
بڑی چاہت سے کبھی اور بڑی حسرت سے اک ادا
سے کبھی سینے سے لگا لے مجھ کو
جس کے لہرانے سے خوشبوئیں ہواؤں کو ملیں
اپنے آنچل میں کسی روز چھپالے مجھ کو
چوم کے اور جھوم کے دھیرے دھیرے
تو کبھی جھیل سی آنکھوں میں سما لے مجھ کو
اپنے ہاتھوں کے لیے گجرا بنا لے مجھ اپنی نازک سی
کلائی میں سجا لے مجھ کو
محمد شعیب رسول ہارون آباد

غزل

میں نے الفت کے تقاضوں کو نبھایا اکثر
اور لوگوں نے میرا درد بڑھایا اکثر
میں نے ٹوٹے ہوئے لوگون کو اٹھانا چاہا
اور لوگوں نے سر راہ مجھ کو گرایا اکثر
میں نے چاہت کے زمانے میں تماشہ نہ کیا
اپنے ڈھلتے ہوئے اشکوں کو چھپایا اکثر
یوں تیرے ترک تعلق سے شکایت کیسی
چھوڑ دیتا ہے میرا ساتھ بھی سایا اکثر
آمنہ شہزادی جہانیاں

غزل

اک بار کر کے اعتبار لکھ دو
کتنا ہے مجھ سے پیار لکھ دو
کٹتی نہیں ہے یہ زندگی اب تیرے بن
ترس رہا ہوں مدت سے
اس بار اپنی محبت کا اظہار لکھ دو

دیوانہ ہو جاؤں جسے پڑھ کر میں
کبھی ایسی غزل تم میری جان لکھ دو
زیادہ نہیں لکھ سکتے تو مت لکھو
بت بھرے دو چار الفاظ لکھ دو
اک بار لکھو مجھے محبت ہے تم سے
یہی جملہ بار بار لکھ دو
بشارت علی ٹوبہ ٹیک سنگھ

غزل

بہت لیکن ملا ہی نہیں
بہت کوشش کی مگر فاصلہ مٹا ہی نہیں
زمانے نے مجبور ہی اس قدر کر دیا تھا
میری کسی صدا پر وہ رکا ہی نہیں
اک سے سبب پوچھا تیرے نہ ملنے کا
اک نے کہا وہ تیرے لیے بنا ہی نہیں
تمام تر کوشش کے باوجود تمہیں ہار گیا
تو اسے مل گیا جس نے تجھے مانگا ہی نہیں
شدت سے خادم نے چاہا تھا وہ کسی اور کا ہوا
اس دنیا میں محبت کا کوئی صلہ ہی نہیں

تنہائی

تاروں بھری راتیں ہیں
خوشبو کی باراتیں ہیں
پھر شام کا ٹھنڈا آنچل ہے
ایک بھٹکتا بادل ہے
ساون ٹوٹ کے برسا ہے
یہ دل اتنا ترسا ہے
دنیا کے ریلوں میں پھر زندگی کے میلوں میں
یاد کی شہنائی ہے
ہوں اور میری تنہائی ہے
خادم جنگ ڈیرا مراد جمالی

غزل

مجھ سے ملتا تھا تو ملتا تھا چرا کر آنکھیں
پھر وہ کس کے لیے رکھتا تھا سجا کر آنکھیں
میں اسے دیکھتا رہتا تھا جہاں تک دیکھوں
اک وہ جو دیکھے نہ اٹھا کر آنکھیں
اس جگہ آج بھی بیٹھا ہوں اکیلا یارو
جس جگہ وہ چھوڑ گیا تھا ملا کر آنکھیں
مجھ سے نگاہیں وہ اکثر چرا لیتی ہے یاسین
میں نے کاغذ پر بھی دیکھیں ہیں بنالیں آنکھیں

غزل

بات دن کی نہیں مجھے رات سے ڈر لگتا ہے
گھر کچا ہے میرا مجھے برسات سے ڈر لگتا ہے
اس نے تحفے میں دیئے مجھ کو خون کے آنسو
زندگی اب تیری ہر سوغات سے ڈر لگتا ہے
چھوڑو پیار کی باتیں اب کوئی اور بات کرو
اب تو پیار کی ہر بات سے ڈر لگتا ہے
میری خاطر کہیں وہ بدنام نہ ہو جائے
اس لیے اس کی ہر ملاقات سے ڈر لگتا ہے
اپنوں میں رہ کر ہم نے ایسے زخم کھائے یاسین
کہ ہمیں تو اب اپنی ذات سے ڈر لگتا ہے
محمد یاسین ،ملہوآنہ موڑ

غزل

موسم بدلہ بدل گئے ہم دونوں ہی
اب تو روتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
کس سے کریں شکوہ اب ہم یہ سوچتے رہتے ہیں
ہم دونوں ہی
اب کی با رجب دور ہوئے ہم
ملنے کو ترستے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
تم بھول جاؤ ہم تو اچھا ہے
اب تو یہی کہتے رہتے ہیں ہم دونوں ہی
کل شب ہماری ملاقات ہوئی تو
گلے لگا کر روئے پھر ہم دونوں ہی

غزل

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

سونو گوندل

یاد رکھنا

وہ جارہا تھا پردیس میں میرا دل کیا میں روک لوں مگر
میں روک نہ پائی وہ جاتے ہوئے میرا ہاتھ پکڑ کر بولا
اپنا خیال رکھنا دعاؤں میں یاد رکھنا

بے وفا

وہ خود بے وفا تھا ہم کو بے وفا کہتا رہا ہم بھی چپ
چاپ سنتے رہے اور خود کو بے وفا کہتے رہے
سونوں گوندل جہلم

غزل

ذرا اچھے نہیں تیور ہوا کے ستم ڈھانے لگے وہ بلا کے
میری بدنصیبی دیکھو وہ دستک دیتا رہا میں سمجھا جھونکے ہیں ہوا کے
معلوم ہے اسے میرے گھر کا رستہ کوئی بھٹکا نہ دے اسے
چراغ کون جگر سے کیے روشن اور ساتھ میں گھر کو بھی رکھا جلا کے
سارا عالم ہے خوش نہال میں کیوں ہوں غموں سے نڈھال
حسد نہیں مجھے زمانے سے تقدیر بتا تجھے کیا ملا مجھے رلا کے
تھی ریزہ ریزہ میری ذات اس نے بانہوں میں سمیٹ لیا افسوس اپنوں نے کیا جگر میرا چھلنی تیر باتوں کے چلا کے
جی نہ پاؤں گا بن تیرے مجھے عزیز موت تجھے حیات خلیل
نہیں درکام مجھے تیری دعا زندگی بعد جام جدائی پلا کے
خلیل احمد ملک شیدائی شریف

اک رشتہ تھا تیرے ساتھ میرا تو نے وہ بھی پل بھر میں توڑ دیا
میں نے سوچا تھا ملے گا ساتھ تیرا تو نے تنہا مجھے چھوڑ دیا
جو وعدے مجھ سے کیے تھے محبت کے ہر وعدہ محبت کا تو نے توڑ دیا
دکھلا کر راستہ پھولوں کو کانٹوں کے راستے پہ چھوڑ دیا
جو دیا تھا تحفہ دوستی کا تو نے وہ بھی مجھ کو موڑ دیا
اپنے فیصلے پہ ذرا غور کرنا کہ تو نے دکھ کے سوا کچھ اور دیا
تو پچھتائے گی بہت جب میں نے اس دنیا کو چھوڑ دیا
یات تیری تو آتی ہے آ کے ہم کو رلاتی ہے زمانے کو ہم پہ ہنسانی ہے جب یاد تمہاری آتی ہے
ارشد ساقی ۔ڈاہرانوالہ

غزل

تجھ کو بھول جانا کتنا مشکل ہے
اس دل سے تیرا نقش مٹانا کتنا مشکل ہے
اس دل کے خریدار تو بہت ہیں
مگر کسی اس دل میں بٹھانا کتنا مشکل ہے
ہم ایک دوسرے کو جدا کرنا کتنا مشکل تھا زندہ تو ہوں
مگر مردوں میں شامل ہوں
تیرے بنا سانس لینا کتنا مشکل تھا
دل کی ہزروں کرچیاں ہوئیں رضا
انہیں ان ہاتھوں سے چننا کتنا مشکل تھا
مگر محبت کا دکھ سہنا کتنا مشکل تھا
ملک علی رضا فیصل آباد

یاد ہے مجھے

وہ تیری قسمیں تیرے وعدے بھی یاد ہیں مجھے
وہ تیرا مسکرا کر دیکھنا بھی یاد ہے مجھے
میرا ہاتھ پانے ہاتھوں میں لے کر کہنا میں تیرا ہوں ار تیرا ہی رہوں گا یاد ہے مجھے
تیرے بغیر جینا کوئی جینا ہی نہیں
تیرا یوں کہنا یاد ہے مجھے

...کھوں تو میری صبح نہیں ہوتی جان تیری ساری یاد ہیں مجھے
...تم تو سب کچھ بھول گئے جانا
...تم وہ وعدے اپنے یاد ہیں مجھے
...نام جو زندگی کی تھی آج بھی تیری ہے
...تیری ہوں صدا تیری ہی رہوں گی یاد ہے مجھے
فاطمہ

...ہار جاتی ہے

...ے سنا تھا محبت ہار جاتی ہے
...ہت یکطرفہ ہو وہ چاہت ہار جاتی ہے

...ب کسی کو دشمنی کا درس دیتی کسی پر دعا کا ایک لفظ بھی کر جاتا ہے
...پر برسوں کی عبادت بھی ہار جاتی ہے
...ب کسی کو دشمنی کا درس دیتی ہے
آصف علی دکھی شجاع آباد

شکوہ زندگی

...شکوہ زندگی تقدیر لکھ رہا ہوں
...سربازار بے مول بک رہا ہوں
...اے انسان تو راہ منزل سے کیوں بھٹک رہا ہے
...جب کہ میں دور سے ہی دیکھ رہا ہوں
...کچھ حاصل نہیں اس تجارتی بازار سے
...نادان نہیں ہے تو ازل سے حشر تک سمجھ رہا
...سمجھ اس زندگی حقیقت کو
...سنبھل جا میں تجھے پھر سے اپنا رہا ہوں

...ہر انسان کے بدلتے رنگ رہا ہوں
...کا ہے تیری خدائی بس یہ دیکھ رہا ہوں

سوچتا ہوں کبھی کبھی کہ اپنی حدوں کو پار کرلوں
مگر صرف اب تک تیری رضا دیکھ رہا ہوں
کر دے ایسا کرم کہ میں کسی کے کام آسکوں
ہوگا تیرا احسان میری زندگی پر یہ التجا کر رہا ہوں

اتنے بھی ستم نہ کر کسی پر کہ وہ زخموں سے چور چور ہو جائے
ایسا نہ ہو کہ حالات سے لڑتے لڑتے تیری خدائی سے دور ہو جائے
مانا کہ زندگی بھی امانت ہے تیری اور امتحان لینا حق ہے تیرا
مگر ساری زندگی بھی کسی کے امتحان نہ لے کہ اس کی زندگی بے نور ہو جائے

جس کی سوچ ہوتی ہے بلند چٹانوں میں
اس کی زندگی بسر ہوتی ہے اکثر میخانوں میں
کھو دیتا ہے وہ اپنا سب کچھ اک لفظ وفا کی خاطر
تنہائی اس کی محفل ہوتی ہے اور منزل ہوی ہے آسمانوں میں

شکوہ زندگی

شکوہ زندگی تقدیر لکھ رہا ہوں
سربازار بے مول بک رہا ہوں
اے انسان تو راہ منزل سے کیوں بھٹک رہا ہے
جب کہ میں دور سے ہی دیکھ رہا ہوں
کچھ حاصل نہیں اس تجارتی بازار سے
نادان نہیں ہے تو ازل سے حشر تک سمجھ رہا ہوں
سمجھ اس زندگی حقیقت کو
سنبھل جا میں تجھے پھر سے اپنا رہا ہوں

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

میں ہرانسان کے بدلتے رنگ رہاہوں
کیا ہے تیری خدائی بس یہ دیکھ رہاہوں
سوچتاہوں کبھی کبھی کہ اپنی حدوں کو پارکرلوں
مگر صرف اب تک تیری رضا دیکھ رہاہوں
کردے ایسا کرم کہ میں کسی کے کام آسکوں
ہوگا تیرا احسان میری زندگی پر یہ التجا کررہاہوں

اتنے بھی ستم نہ کرکسی پر کہ وہ زخموں سے چور چور ہوجائے
ایسانہ ہوکہ حالات سےلڑتےلڑتے تیری خدائی سے دور ہوجائے
مانا کہ زندگی بھی امانت ہے تیری اورامتحان لیناحق ہے تیرا
مگرساری زندگی بھی کسی کے امتحان نہ لے کہ اس کی زندگی بے نور ہوجائے

جس کی سوچ ہوتی ہے بلند چٹانوں میں
اس کی زندگی بسر ہوتی ہے اکثرمیخانوں میں
کھودیتاہے وہ اپناسب کچھ اک لفظ وفا کی خاطر
تنہائی اس کی محفل ہوتی ہے اورمنزل ہوتی ہے آسمانوں میں

...

ہوکر دورساری خدائی سے اس شخص کی پوجا کی تھی
کھوگیا تھاان آنکھوں میں جس نے محبت کی انتہا کی تھی

اس محفل میں خاموشی نے ہمیں گھیر رکھا ہے
پھر بھی بیچاری آنکھوں نے گفتگو محبت کی تھی

بزم شناسائی کے عالم میں تھا
وہ محبت کے مارے ہوئے دیوانوں میں سے تھا
وقت عشق نے زخموں کو ناسور کردیا
ورنہ وہ اپنے زخموں کو خود ہی سی لیتاتھا
وقت حالات کا مارا ہوا یہ بے جان پنچھی
کبھی عاشقوں کی محفل کی جا ہوا کرتاتھا

کھڑاساحل پہ سمندر کی گہرائی دیکھ رہاتھا
بدلے ہوئے تیجے برتے ہوئے ماحول کودیکھ رہاتھا
بک رہاتھاہرانسان کاغذ کے ٹکڑوں کی خاطر اقبال
خوشیوں کے بازار میں ماتم سرعام دیکھ رہاتھاتھا
محمداقبال۔انارکلی لاہور

زندگی کی راہوں میں تم بھی چھوڑ گئےاکیلےآخر
بڑے ہمدرد بنتے تھے میرادل توڑ گئےآخر
تم پہ توبڑے امان تھےمیری امیدوں کو
اب کس سے گلہ کروں تم بھی منہ موڑ گئےآخر
لوگ تولوگ تھےانہوں نے جوکیاسوکیا
بھری دنیامیں آج تم بھی تنہاچھوڑ گئےآخر
تم تو کہتے تھے کہ ہم وہ نہیں کہ چھوڑیں اپنوں کو
اپنے وعدے اپنی قسمیں خودہی توڑ گئےآخر
واہ کیاخوب دوستی نبھائی ہےتم نے
دوست کوراہ میں روتا چھوڑ گئےآخر
---نرگس ناز۔سکھر

غزل

کوئی الزام لگاکرتوسزادی ہوتی
پھرمیری لاش سربازارجلادی ہوتی
اتنی نفرت تھی توپھرپیار سے دیکھاتھاکیوں
لے پہلے ہی میری اوقات بتادی ہوتی
ایکرزخم میرے آنکھیں چرالیں تونے
پوچھ کرکچھ توزخموں کی دوادی ہوتی
ہوجاتے ہم بھی چین سے جاناں
نےاگرشوق سے آنچل کی ہوادی ہوتی
ندگی اپنی بھی چین سے گزرجائی تھی
نےاگرپیار سے دل میں جگہ دی ہوتی
---نرگس ناز۔سکھر

غزل

سمت چلے ہوتوبس اتنااسے کہنا
کوئی نہیں حرف تمنااسے کہنا
ہاتوکسی حال میں جینے نہیں دیتی
بات نہیں ہوتی رسوااسے کہنا
انے ہی کہاتھاتویقین میں نے کیاتھا
بدپہ ہے دنیاقائم اسے کہنا
زرخیززمینیں کبھی بنجرنہیں ہوتیں
راہی بدل لیتے ہیں رستے اسے کہنا
کچھ لوگ سفر کے لیے ہوتےنہیں موزوں
کچھ رستے کٹتےنہیں تنہااسے کہنا۔
---شاہد۔پتوکی

تواُومصروف سمجھتے ہوذرا ایک بات بھی سن لو
کسی دن ہم ہوئے مصروف تمہیں شکوے بہت ہوں گے

---طالب۔پتوکی

وہ پتھروں سے مانگ رہے ہیں اپنی قسمت اقبال
ہم تواس کے ماننے والے ہیں جس کے محبوب کودیکھ کرپتھربھی کلمہ پڑھتے ہیں

---طالب۔پتوکی

مجھے خاک میں ملاکرمیری خاک بھی اڑادی
تیرے نام پہ مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشان سے
---طالب۔پتوکی

آخری بات

کیا ایسا کچھ نہیں ہو سکتا
اک روز کہیں ہم مل بیٹھیں کہیں
جب سورج آکھ چرا جائے کبھی
جب سر پر رات ٹھہر جائے کبھی
جب چہرہ ڈھانپ دیا جائے کبھی
یہ ورق ہی پھاڑ دیا جائے کبھی
ایسا کچھ ہونے سے پہلے کبھی
اک شام کہیں ہم مل بیٹھیں
کسی موڑ پہ شاید پھر نہ ملیں
وقارساحر۔منکیرہ ضلع بھکر

چہرے پرنقاب

ایک لڑکی روزانہ گلی سے گزرا کرتی تھی
اس کے چہرے پہ نقاب ہوا کرتا تھا
ایک لڑکا اس پہ مر مٹا تھا
شاید وہ اسے پیار بھی کیا کرتا تھا
لڑکی نے اس لڑکے کے پڑوسی سے پوچھا
پڑوسی نے اپنا فرض نبھایا اس سے
اپنے آنسوؤں سے قبر کو بھگونے لگی
اے خدا یہ کیسا انقلاب آیا ہے
آج میں پردے میں ہوں
اور میرا محبوب بے نقاب آیا ہے
ذیشان بلال۔مانسرکیمپ

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

سندیسے

میری عرض ہے اپنے استاد سے کہ وہ مجھے ملنے لاہور نہیں آتے ....استاد خالد جی قصور

میری درخواست ہے منظور اکبر اور حافظ شفیق سے کہ وہ دوبارہ جواب عرض کی نگری میں لوٹ آئیں ان کا بہت شکریہ
..........قمر عباس کشمیر

مسکراہٹ روح کا دوزخ کھول دیتا ہے روتی ہوئی عورت اور ہنستے ہوئے مرد پر کبھی بھروسہ نہ کرو خوبصورت چہروں پر نہ جاؤ کیوں کہ خوبصورت چہرے اکثر دل کے کالے ہوتے ہیں
..........شاہد اقبال خٹک

کے کے نام

اسے کہنا مجھے خواب سے بیدار مت کرنا فراق و ہجر کے دن رات کو دشوار مت کرنا زمانہ تو زمانہ ہے سے گلہ کیسا شاہد زمانہ آنکھ میں رکھنا حدوں کو پار مت کرنا
..........شاہد اقبال خٹک

کسی بھی لڑکی کی عزت کو مت اچھالو ورنہ کل کو تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی ہو سکتا ہے میں جن کی بات کر رہا ہوں وہ سمجھ گئے ہونگے
..........بشیر ارمان سنگم

این کے نام

میری تنہائی کو دور کرنے والے مجھ سے جھوٹے وعدے

محبت بھی کیا چیز ہوتی ہے جب ہو جاتی ہے تو زندگی خوش گوار گزرتی ہے جب محبت جدا ہوتی ہے تو زندگی غم میں گزرتی ہے
..........سردار خان مستوئی

اتنے دنوں سو جلانے نہیں آیا جلتی ہوئی آگ کو بجھانے نہیں آیا کہتا تھا ساتھ جئیں گے ساتھ مریں گے اب روٹھ گئی ہوں تو منانے نہیں آیا
..........مس فوزیہ کنول کنگن پور

قارئین کے جان

عرصہ دراز سے ایک عرض پیش کی تھی وہ بھی پوری نہیں ہوئی اللہ جانے کب پتری ہوگی
محمد صفدر دکھی گلستان کالونی کراچی

وہ اکثر مجھ سے کہا کرتا تھا زندگی تیرے نام کر نجانے زندگی میرے نام کر کے خود کس کا ہوگیا
..........ندیم عباس ڈھکو

ایس کے نام

یہ سچ ہے کہ ایس تم بے وفا نہیں ہو سوچو جو یاسین آغاز ہی تیرے نام سے کرتا تھا اس کا اب کیا ہوگا تم تو چلی گئی کسی غیر کی بانہوں میں
..........محمد یاسین ملہوآنہ

کرنے والے مجھے چند دن کی خوشیاں دے کر ہمیشہ کے لیے غم دینے والے مجھے چھوٹی سی عمر میں برباد کر دیا آج مجھے خود سے نفرت ہوگئی ہے
..........منظور اکبر تبسم

اے دک تجھ کو رونا ہے تو جی بھر کے رو لے اس دنیا میں تجھکو کوئی ویرانہ نہ ملے گا
..........اشفاق دکھی ڈوکوٹہ

ایم تنہا کہاں گم ہوگئی ہو میں تم سے دور ضرور ہوں مگر دل سے دور نہیں ہوں اگر محبت کرتا ہو تو دل سے یاد رکھنا میں بہت جلد آ جاؤں امیری گول مٹول جانے من تیرا عباس
..........امداد علی عرف ندیم عباس تنہا

الف زیڈ کے نام

الف میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتا ہوں تم میری زندگی ہو میری جان ہو
..........محمد زبیر شاہد ملتان

پنجاب ایس کے نام

جان میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں اور کرتا ہی رہوں گا
..........محمد غنی اٹک

آمنہ کے نام

بے بسی کا وقت آ چکا ہے آج وہ ہو رہا ہے جس کا کبھی گماں بھی نہیں تھا آپ کی کہنی نے مجھے زیر زمیں پہنچا دیا مگر پھر بھی آپ سے کوئی شکوہ نہیں بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہ ہوگا
..........راجہ فیصل مجید بکر منڈی

آج کل پرانے نام کافی واپس آگئے ہیں ان سب کو خوش آمدید اور نئے چہرے بھی نظر آ رہے ہیں کچھ لوگ صرف اپنا نام دیکھنے کی آرزو میں ہیں پلیز تحریریں پیاری لکھا کرو
..........پرنس عبدالرحمن گجر

قارئین کے نام

زندگی میں سب پر اعتبار کرو مگر دل پر نہیں کیوں کہ دل کا اعتبار ٹوٹ جائے گا تو انسان جی نہیں پاتا
..........وسیم احمد تنہا میاں چنوں

نیلم چوہدری کے نام

ہیلو نیلم کیسی ہو سوری یار میں تمہاری شادی میں نہ آسکی بہر حال ملتے ہی رہیں گے پریشان مت ہونا تمہاری بہت سی کوشش کے بعد تم نے مجھے ڈھونڈ ہی لیا شادی انوائٹ کرنے کے لیے اس کا بہت شکریہ ا. میری طرف سے آپ کو شادی مبارک ہو دعا ہے کہ تم دونوں کی یہ جوڑی ہمیشہ تا قیامت قائم رہے اور خدا س جوڑی کو نظر بد سے بچائے آمین
..........کشور کرن چتوکی

لڑکیوں کے نام

میں حجرہ شاہ مقیم اور گرد و نواح کی تمام لڑکیوں سے دوستی کرنا چاہتا ہوں پلیز جلد رابطہ کریں
محمود ساحل شفقت پان ....شاپ
حجرہ شاہ مقیم

سنہرے لوگوں کے نام

چپکے چپکے دے جاتے ہیں ہادی گہرے روگ سنہرے لوگ
..........حماد ظفر ہادی گوجرہ

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

جواب عرض اور خوفناک پڑھنے والوں کیلیے
دوست رابطہ کریں شماروں کا تبادلہ کر کے ان دونوں ڈائجسٹوں کا کیڈلاگ مکمل کی جاسکتی ہے
محمد فیاض غوری اقبال ٹی سٹال نزد آرے والی گلی اسلامی ....کالونی بہاول پور

اے آر راحیلہ کے نام
زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے ہمارے ہاتھ میں نہیں آپ رابطہ کریں انشاء اللہ ہمیں مخلص دوست پائیں گی میں اکرم راہی باجوہ کے ساتھ شاعری کرتا ہوں
...بشارت علی تھوتھیاں

مجھے کوثر ریاض اے آر راحیلہ جاوید نسیم چوہدری پریا اٹک کشور کرن کی کہانیاں بہت پسند ہیں میری طرف سے مبارک باد قبول ہو
..عاصم شہزاد پھول نگر سلکھکی

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور کے پیارے قارئین کرام رانی اسلم عابدہ رانی رانا بابر علی ناز اور دیگر صاحبان کی خطوط ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ لاہور میں بہت شوق سے پڑھیں ..فنکار شیر زمان پشاور

کسی اپنے کے نام میری جان خدا کے لیے اب مان جاؤ بہت جلد تم سے جدا ہو جاؤں گا پھر یاد کر کے رویا کرے گی لیکن کچھ ہاتھ نہیں آئے گا آئی لو یو لیس اے ایم.......عابد علی آرزو

خوبصورت لڑکیوں کے نام
محبت کا پیغام اگر کوئی سچا پیار کرنے والا ہے تو سامنے آئے

........محمد انیس موضع سیداں

اس دکھی نگری کے تمام قارئین سے بس یہی کہوں گی کہ آپ لوگ جو یہ چاہتے ہو کہ لوگ آپ سے دوستی کرے پیار کریں تو آپ اپنے اندر کچھ ایسا پیدا کرے کہ آپ دوسروں کے پیچھے نہیں دوسرے آپ کے پیچھے آئیں
.........ندا علی عباس سوہادہ

رخسار افضل کے نام
میری دلی دعا ہے اللہ پاک آپ کو پورے زمانے کی خوشیاں دے اور آپ پر کبھی غم کی پرچھائیاں نہ آئیں اور ہمیشہ خوش رہو
....ایم افضل کھرل عظیم والا

چراغ حسرت

یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے
چراغ حسرت ٹمٹما رہا ہے
میرے نصیب میں لکھی ہیں تلخیاں
عملوں کا نتیجہ پیش آ رہا ہے
گردش میں ہیں ایام زندگانی
ستارہ قسمت کس طرف جا رہا ہے
یاد ماضی بھول گیا ہوں رفتہ رفتہ
یہ مجھ کو کیا ہو رہا ہے
غموں کے بھار تلے پس رہا ہوں میں
زخم ہجر و جگر بڑھ رہا ہے
تلخی بڑھ رہی ہے دن بدن اس سے
یہ دل چوٹ پہ چوٹ کھا رہا ہے
تقدیر کا لکھا اٹل ہوتا ہے ذاکر
تو کیا شکوہ تقدیر کرنے جا رہا ہے
محمد ذاکر۔آزاد کشمیر

مجھے یہ شعر پسند ہے

یہ دوستی کسی کو اپنی زندگی کا اتنا حق دینا کہ کچھ نہ باقی رہے اس کے روٹھ جانے سے
..........مدثر نواز-جڑانوالہ

تیری معصوم نگاہوں کے تقدس کی قسم
سو بھی جاؤں تو تیری یادیں جگا دیتی ہیں
..........مدثر نواز-جڑانوالہ

کبھی یاد آئیں تو پوچھنا ذرا اپنی خلوت شام سے
کے عشق تھا تیری ذات سے کے پیار تھا تیرے نام
..........محمد فاروق-رحیم یار خان

ساری دنیا ڈھونڈی نہ کوئی آشنا نکلا
دل نے جس کو چاہا وہ بے وفا نکلا
..........تنویر احمد-کوہاٹ

تیرے آس پاس گھومتے ہیں میری زندگی کے معاملے
تجھے پا لینے کے شوق میں ہم نے اپنا آپ گنوا دیا
..........انعام علی-جھنڈ

ہر شاخ چمن گل جلا دی الو نے
ہم اتنے روئے کہ آگ بجھا دی ہم نے
وہ پھر سے رونے لگے تو آنسو دیکھ کے ہم نے
تو پھر سے جلا دی شاخ چمن اس داستاں کی
..........عدنان دکھی-کھوڑہ

تیرے پرآشوب شہر میں یہ سوچ کر آئے تھے ہم
تیرا ساتھ ہو گا اور یہ آنکھیں کبھی نہ ہوں گیں نم
..........محمد واصف-واہ کینٹ

تیری نفرت میں وہ دم نہیں جو میری محبت کو مٹا دے ارشد
میری چاہت کا سمندر تیری سوچ سے بھی گہرا ہے
..........رئیس ارشد-خان بیلہ

تو یاد نہیں کیا کر محبت کے فقیروں کو
یہ خود کو مٹا دیتے ہیں کسی اور کی یاد میں
..........تنویر احمد-کوہاٹ

میں نے اس دور کے انساں سے محبت کی ہے
جرم سنگین کیا ہے تو رعایت کیسی
....

جب بھی میری یاد اس کے دل کو گھائل کرے
وہ میرا نمبر ڈائل کرے
..........تیمور اکمل قریشی-بہاولپور

تم سمجھتا آواز کا دریا تھا جو اک شخص
پھر بھی نہیں اب وہ سناٹا تھا جو اک شخص
..........اویس رحمن سعیدی-شیخوپورہ

ہم سے زندگی کی حقیقت نہ پوچھ اے دوست
بہت پرخلوص لوگ تھے جو تنہا کر گئے
..........فرحت ساحن-خوشاب

عشق وہ کھیل نہیں جو ہر کوئی اسے کھیلے
جگر پھٹ جاتا ہے کم سے کم
..........توقیر احمد-کوٹ چھٹہ

تم قریب آ کر بھی کتنے دور ہو جاتے ہو
کیا ہمارے درمیاں اب بھی کوئی دیوار ہے
..........شاہد نواز-گوجرہ

کچھ لوگ میری دنیا میں خوشبو کی طرح ہیں جو ہر روز محسوس تو ہوتے ہیں پر دکھائی نہیں دیتے
..........محمد نقاش-برنس پورہ لاہور

موت سے نہ ڈر اے بندے، موت ایک دن آنی ہے
ڈرنا ہے تو اس سے ڈر جس نے موت لانی ہے
..........محمد افنان محمود-سرگن

میری جان میرے دلبر میرا اعتبار کرنا
جتنا لیٹ آؤں اتنا انتظار کرنا
..........محمد افنان محمود-سرگن سٹی

پہلے شکوہ تھا یہاں رونق بازار نہیں
اب جو بازار کھلے ہیں تو خریدار نہیں
سب کے ہاتھوں میں یہاں زہر کا پیالہ ہے مگر
اب کوئی بولنے سچ واسطے تیار نہیں
..........رحیم اللہ-کراچی

اجازت ہو تو خواب میں تیرے چہرے کو جی بھر کے دیکھ لوں

ہمیں کوئی غم کا آنسو تو نہیں تھا
آنکھ سے گرایا اور بھول گئے
⊙ .... لقمان حسن-ڈیرہ اسماعیل خان

وہ مجھ سے محبت کرتی ہے آتا نہیں دل کو یقین
میری موت کی خبر سن کر وہ بولے "آمین"
⊙ .... چمن زیب ساگر-مانسہرہ

وعدہ تو کر گئے تھے کہ آئیں گے خواب میں
مارے خوشی کے نیند نہ آئے تو کیا کروں
⊙ .... چمن زیب ساگر-مانسہرہ

کوئی پوچھ لے ہم سے اگر جینے کا سبب تو سحر
دل کی دھڑکن، سانسوں کی روانی میں نام محمد کا ہو گا
⊙ .... علی بابر-سمندری

دوستی کی خوشبو عشق سے کم نہیں ہوتی
عشق کے بنا زندگی ختم نہیں ہوتی
ساتھ ہو اگر زندگی میں اچھے دوست کا
تو یہ زندگی جنت سے کم نہیں ہوتی
⊙ .... محمد فرحت-گاؤں چانڈی بلوچاں

تو جو بدلا تو بدل گئے ہم بھی
پیار کرتے تھے بندگی تو نہیں
کٹ ہی جائے گی تم بن بھی یہ
تم کوئی شرط زندگی تو نہیں
⊙ .... ایلا غزل-حافظ آباد

یوں تو خریدار تھے میرے دل کے بہت لوگ
بیچ دیتا اگر اس میں یاد تیری نہ ہوتی
⊙ .... انعام علی-جنڈ

غموں کی دھوپ میں کاٹا ہے زندگی کا سفر
میرے راستے میں کوئی شجر سایہ دار نہ تھا
⊙ .... ذاکر حسین-قلندر آباد

بن بادل برسات نہیں ہوتی، بن سورج ڈوبے رات نہیں ہوتی
اے وسیم کسی کا دل مت توڑنا، کیونکہ دل ٹوٹنے کی آواز نہیں ہوتی
⊙ .... وسیم احمد-کھنڈی

خوشبو بن کر تیرے دل میں بکھر جائیں گے
پیار بن کر تیرے دل میں اتر جائیں گے
محسوس کرنے کی کوشش تو کریں وسیم
دور ہوتے ہوئے بھی پاس نظر آئیں گے
⊙ .... وسیم اینڈ ابرار احمد-کھنڈی

دل کی دھڑکن دل کے ساتھ ہوتی ہے
آپ کی یاد ہمارے پاس ہوتی ہے
آپ کو معلوم ہو یا نہ ہو کاوش
ہماری دعا آپ کے ساتھ ہوتی ہے
⊙ .... رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

اے کاش جدا ہونے سے محبت کم نہ ہو
لاکھ غم ملیں پر تیری آنکھ نم نہ ہو
ایک ایسا سلسلہ ہو تیرے میرے درمیان
فاصلے جتنے بھی ہوں پیار کم نہ ہو
⊙ .... رئیس ساجد کاوش-شہر خان بیلہ

پی کر شراب ہم ان کو بھلانے لگے
غم کو شراب میں ملانے لگے
کیا کریں یارو شراب بھی بے وفا نکلی
نشے میں تو وہ اور بھی یاد آنے لگے
⊙ .... وسیم پردیسی-کھنڈی

اس نے ہم کو دیکھا تو خود کو چھپا لیا
نہ جانے لوگوں نے اس کو کیا کیا سکھا دیا
مگر بھی اس نے بتایا تو مسجد کے سامنے
اس کی یاد نے ہم کو نمازی بنا دیا
⊙ .... توقیر احمد

پرکھنا مت پرکھنے سے کوئی اپنا نہیں رہتا
کسی بھی آئینے میں دیر تک چہرہ نہیں رہتا
بڑے لوگوں سے ملنے میں ہمیشہ فاصلہ رکھنا
کہ دریا جب سمندر سے ملتا ہے تو دریا نہیں رہتا
⊙ .... توقیر احمد

ذکر کرتا ہے دل صبح و شام تیرا
گرتے ہیں آنسو بنتا ہے نام تیرا
کسی اور کو کیوں دیکھیں یہ آنکھیں
جب دل پہ لکھا ہے صرف نام تیرا
⊙ .... شاہد نواز-گوجرہ

جرم سقراط سے ہٹ کر نہ سزا دو ہم کو
زہر رکھا ہے تو یہ آپ بتا دو ہم کو
ہم حقیقت ہیں تو تسلیم نہ کرنے کا سبب
ہاں اگر حرف غلط ہیں تو مٹا دو ہم کو
⊙ .... تصور اقبال پردیسی-گوجرہ

سحر ہونے سے پہلے گھر گئے تھے

ہمارے روشنی سے ڈر گئے ہیں
میری آستیں میں پل رہے تھے
وہ اپنا کام آخر کر گئے ہیں
⊙ .... شاہد نواز-گوجرہ

شاخوں سے پھول پھول سے خوشبو جدا نہ ہو
آباد شہر دل میں کوئی دوسرا نہ ہو
یوں کھوئے تیری یاد میں خود کو بھلا دیا
جیسے کہ ہم کو خود سے کوئی واسطہ نہ ہو
⊙ .... تصور اقبال پردیسی-گوجرہ

کب تک یاد کروں میں اس کو کب تک اشک بہاؤں
یارو رب سے دعا کرو میں اس کو بھول جاؤں
آج اس کی چاہت کا اک دریا میرے دل میں بہتا ہے
قطرہ قطرہ خون بدن کا اس کی یاد کو چھوڑے
ساری دنیا چھوڑے مگر تیری یاد نہ پیچھا چھوڑے
⊙ .... وسیم اینڈ ابرار احمد-کھنڈی

وہ رخصت ہوا تو ہاتھ ملا کر ہنس گیا
وہ کیوں گیا یہ بھی بتا کر نہیں گیا
یوں لگ رہا ہے جیسے ابھی لوٹ آئے گا
کیوں کہ وہ جلتا ہوا چراغ بجھا کر نہیں گیا
⊙ .... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

تمناؤں کی دل میں فضا ہوتی ہے
حسرت لبوں پہ آئے تو دعا ہوتی ہے
چلو اے دل ہی دل میں یاد کریں گے
سنا ہے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے
⊙ .... رئیس ارشد-شہر خان بیلہ

جلتا ہوا دیا دیکھ کر خوش ہونے کی عادت تھی اس کی
بس اس کو خوش رکھنے کے لئے ساری عمر ہم جلتے رہے
⊙ .... لقمان حسن-ڈیرہ اسماعیل خان

عطر کی شیشی گلاب کا پھول
جنت کا شہزادہ خدا کا رسول
⊙ .... افنان محمود-رکن شی

خون سے لکھ رہا ہوں سیاہی مت سمجھنا
میں عشق ہوں تیرا مجھے اپنا بھائی مت سمجھنا
⊙ .... محمد افنان-رکن شی

ہمیں مطلب تو کوئی نہ تھا مگر تجھ سے
بن بلائے چلے آئے تیری محفل میں ہم
⊙ .... بابر علی سحر-سمندری

کاش تم وہی، میں وہی ہو جاؤں سحر
مانا کہ گزرا ہوا پل واپس نہیں آتا
⊙ .... بابر علی سحر-سمندری

ہجر میں عمر بھر رو لیں گے
تھوڑی دیر تو سو لینے دے
⊙ .... محمد عمر-میاں چنوں

ایک بار نگاہوں میں آ کر، پھر ساری عمر رلاتے ہیں
چلو آج جس نے دکھ دیا فراز، آج اس کو بھول جاتے ہیں
⊙ .... بہادر عاربانی-گھوٹکی

چلو اب کبھی کسی کی باتوں میں نہ آئیں گے
چلو اب خود پہ بھی ناصر اعتماد کرتے ہیں
⊙ .... ناصر علی-ساہیوال

جن کے ہونے سے میرا سانس چلا کرتی تھی
کس طرح اس کے بغیر اپنا گزارا ہو گا
⊙ .... رابی خان-پشاور

ڈھونڈے گا وہ مجھے انہیں گلیوں میں ایک دن
ڈھونڈے گا اور مجھ کو نہ پائے گا دیر تک
⊙ .... فرید علی نبی-سیت پور

ہم شہر کے لوگوں سے بھی انجان ہیں ساگر
جس شہر محبت نے ہمیں لوٹ لیا ہے
⊙ .... فرید علی نبی-سیت پور

کسی کی آنکھ میں میں کھٹکتا ہوں امتیاز
کسی کے پھول سے دل میں بھی خار ہے میرا
⊙ .... ایس امتیاز احمد-کراچی

دل میں اب یوں تیرے بھولے ہوئے غم آتے ہیں
جیسے بچھڑے ہوئے کعبے میں صنم آتے ہیں
(فیض احمد فیض) .... اے جی

دل کے ماروں کا نہ کر غم کہ یہ اندوہ نصیب
زخم بھی دل میں نہ ہوتا تو کراہے جاتے
⊙ .... مہر محمد احسان نذیر-پسرور

یوں نہ خوابوں میں آیا کرو دوست
ہم نازک دل ہیں خوفناک چیزیں دیکھ کر ڈر جاتے ہیں
⊙ .... اختر علی-صوابی

عمر بھر لکھتے رہے پھر بھی ورق سادہ رہا
جانے کیا لفظ تھے جو ہم سے تحریر نہ ہوئے
..........عبادت کاظمی-ڈیرہ اسماعیل خان

وہ چاند تھا تو نور کی سوغات بانٹتا
یہ کرچیاں سی کیوں میرے دامن میں بھر گیا
..........محمد عمر-میاں چنوں

وہ اجنبی تھا تو ہر روز یاد کرتا تھا دل
اسے اپنا ہونے کا احساس دیا تو یاد کرنا چھوڑ دیا
..........ربیعہ ارشد-منڈی بہاؤالدین

زندگی نے بھی آج مجھ سے یہ بات کہہ ڈالی جانِ وفا
کہ کہاں گیا وہ شخص جو تجھے مجھ سے بھی زیادہ عزیز تھا
..........ربیعہ ارشد-منڈی بہاؤالدین

خدا کرے میری محبت میں وہ مقام آئے
آنکھ بند ہو اور لبوں پہ تیرا نام آئے
..........محمد واصف-واہ کینٹ

برسوں بعد ملا تو میرا نام پوچھ لیا مدیحہ
بچھڑتے وقت جس نے کہا تھا تم بہت یاد آؤ گے
..........مدیحہ خان-میانوالی

بلبل کی چونچ میں گچھا انگور کا
ملنے کو دل کرتا ہے مگر سفر ہے دور کا
..........اسد-مانانوالہ

بٹھا کے یار کو پہلو میں رات بھر غالب
جو لوگ کچھ نہیں کرتے وہ بھی کمال کرتے ہیں
..........عقیل عباس-دھنی کلاں

میری جھکی نگاہیں تلاش کرتی ہیں
کوئی ضمیر کا لہجہ کوئی اصول کی بات
..........عقیل عباس-دھنی کلاں

آشنائی کبھی نہ ہو غموں سے تجھ کو
تیرے چہرے پہ سدا ہی یہ مسکان رہے
..........محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

ہم تو بے نام سے بے آسرا لوگ ہیں قمر
کوئی اگر یاد بھی رکھے گا تو اس کی عنایت ہو گی
..........ملک قمر رمضان بریال-پپلاں شریف

مجھے مسلمان سے کافر بنا کر فقط اس نے اتنا کہا غالب
تم تو اپنے رب سے وفا نہ کر سکے ہم سے کیا کرو گے
..........شہزاد احمد-پشاور

ایک پل میں لاکھوں تصویریں ہر لمحہ ایک دنیا
کتنے عالم کھو دیتا ہے آنکھ جھپکنے والا
..........محمد اسحاق انجم-کنگن پور

ہوتا ہے جونہی سامنا اتفاق سے چاہت
وہ دیکھتے ہیں ضرور مگر پہچانتے نہیں
..........رائے عیس ولی چاہت-اڈہ جسوآنہ بنگلہ

اگر دیتا خدا کچھ اختیار کا معجزہ اے جان
میں اپنے ہاتھوں سے اپنے مقدر میں لکھتا تجھے
..........رئیس ساجد کاوش-خان بیلہ

مت کرنا کبھی بھی غرور اپنے آپ پر اے انسان
نہ جانے خدا نے تیرے جیسے کتنے مٹی سے بنا کے مٹی میں ملا دیئے
..........عطاء اللہ شاد-جڑانوالہ

میں اپنے لہو کا شکوہ نہیں کرتا اے قاتل
دکھ ہے کہ میرے پیاروں کو رلا دیا تو نے
..........محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

یہ کہہ کر میرے دشمن مجھے ہنستا ہوا چھوڑ گئے چاہت
کہ اس کے اپنے ہی کافی ہیں اسے رلانے کے لئے
..........رائے عیس ولی چاہت-اڈہ جسوآنہ بنگلہ

تم کیا ساتھ دے سکتے ہو میری وفا کا ساحل
ہمیں تو وہ شخص بھی چھوڑ گیا جس کا ہم نے دوسرا نام اعتبار رکھا تھا
..........رئیس صدام حسین ساحل-خان بیلہ

ہوتی اگر محبت بادل کے سائے کی طرح
شاید کہ ہم تیرے شہر میں کبھی دھوپ نہ آنے دیتے
..........محمد فاروق-رحیم یار خان

کسی کی آنکھ میں میں کھٹکتا ہوں وحید
کسی کے پول سے دل میں بھی خار ہے میرا
..........نامعلوم

نہیں کچھ اس کی پرسش الفت اللہ کتنی ہے
سبھی پوچھتے ہیں آپ کی تنخواہ کتنی ہے
..........وحید علی عبدالحمید-ماناں نوالہ

عجب انداز ہے ان کا جواب مانگنے کا
ہونٹوں پہ رکھ کے ہونٹ کہتے ہیں بولتے کیوں نہیں
..........ایم فاروق-رحیم یار خان

ساتھ چلنے کو چلے تھے دوست دشمن سب ابرار
میری منزل تک کا ساتھ صرف میرا سایہ نکل
..........ابرار احمد-گگومنڈی

بہت سے راستے آئے ہیں میرے دل کی طرف ارشد
خلوص دل سے آنا فاصلہ کم لگے گا
..........رئیس ارشد-خان بیلہ

میں دشمنوں کے وار سے نہیں ڈرتا انعام
مجھے تو اپنوں کی بے رخی مار دیتی ہے
..........انعام علی-جنڈ

جنت کے محلوں میں ہو محل آپ کا پھولوں کی وادی
میں ہو شہر آپ کا ستاروں کے آنگن میں ہو گھر آپ کا
..........ابرار احمد-گگومنڈی

اس کی آنکھوں میں ہم نے وفا دیکھی تھی
مہکتے پھول کی ادا دیکھی تھی
یہ نہ سوچا تھا تنہا بے وفا ہو گا
اس میں جو چاہت کی انتہا دیکھی تھی
..........کنول تنہا-بھکر

تم پھولوں سے کیا پوچھتے ہو کیا ہے حسن و جمال
کبھی تپتی ریت پر ننگے پاؤں چل کے دیکھو
..........محمد اختر جمال-ڈیرہ غازی خان

ساقی کی نوازش میں اگر ذرا سی بھی کمی ہو
غیرت کا تقاضا ہے کہ میخانہ بدل ڈالو
..........افضال عباسی-راولپنڈی

کیوں اداس ہوئے ہو اس طرح اندھیرے میں افضال
دکھ تو کم نہی ہوتے روشنی بجھانے سے
..........افضال عباسی-راولپنڈی

وہ مجھ سے پوچھتا ہے کس کس کے خواب دیکھتے ہو افضال
بے خبر جانتا نہیں کہ یادیں اُس کی سونے کہاں دیتی ہیں
..........افضال عباسی راولپنڈی

دو دن کی زندگی ہے الجھ کے کیا کرو گے افضال
رہو تو پھولوں کی طرح بکھرو تو خوشبو کی طرح
..........افضال عباسی-راولپنڈی

نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی پر محسن
اک ذاتِ خدا کے سوا کوئی کسی کا نہیں ہوتا
..........محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

ہمارے آنسو بھی تمہیں نہ خرید سکے ساحل
لوگوں کی مسکراہٹوں نے تمہیں اپنا بنا لیا
..........محمد منیر سحری-کراچی

کتنی آسانی سے مجھ سے یہ زندگی نے کہہ دیا
تو نہیں میرا تو کوئی اور ہو جائے گا
..........عائشہ رحمٰن-کبیر والہ

تم کیا جانو ہم نے کس کس غم پر پردہ ڈالا ہے
کتنے درد سمیٹ کر لوگو ہونٹوں پر آئی ہے ہنسی
..........عائشہ رحمٰن-کبیر والہ

بیٹھے تھے اپنی مستی میں کہ اچانک تڑپ اٹھے دوست
آ کر تیرے خیال نے اچھا نہیں کیا
..........محمد فاروق-رحیم یار خان

جو لوگ رکھتے ہیں دلوں میں پیار کی شمع روشن
وہ پیار کے جذبات کو مٹایا نہیں کرتے
..........محمد واصف-واہ کینٹ

روٹھ جانے کی ادا ہم کو بھی آتی ہے فراز
کاش کوئی ہوتا ہم کو منانے والا
..........ڈی آئی خان

کتنا اچھا لگتا ہے کسی سے محبت کی ابتدا کرنا اے دوست
درد تو تب ہوتا ہے جب کوئی اپنا بنا کے چھوڑ دیتا ہے
..........اختر علی-صوابی

چاندنی کی رات تھی آسماں بھرا ستاروں سے
لکھ رہا ہے کوئی نام تیرا آنسوؤں کی قطاروں سے
..........محمد طلحہ-فیصل آباد

اک ہستی ہے جو جان ہے میری
جو جان سے بھی بڑھ کر مان ہے میری
خدا حکم کرے تو کر دوں سجدہ اسے
کیوں کہ وہ کوئی اور نہیں ماں ہے میری
..........لقمان حسن-ڈیرہ اسماعیل خان

وفا کے اس شہر میں ہم جیسا سوداگر نہ ملے گا فراز
ہم تو آنسو بھی خرید لیتے ہیں اپنی مسکراہٹ دے کر
..........ابرار آرائیں-گگومنڈی

کسی کی یاد میں اتنا اداس نہ ہوا کر دوست
لوگ نصیب سے ملتے ہیں اداسیوں سے نہیں
..........محمد فاروق-رحیم یار خان

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

تم نے تو پھر بھی سیکھ لئے دنیا کے چال چلن چاہت
ہم تو کچھ بھی نہ کر سکے تجھ سے محبت کے بعد
.... رائے عیس ولی چاہت-جسوآنہ بنگلہ

آج تو تیری یاد میں ایسے کھوئے ہیں اے دوست
جیسے تنہا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے
.... عطاء اللہ شاد-جڑانوالہ

پیار میں میرے صبر کا امتحان تو دیکھو
وہ میری ہی بانہوں میں سو گیا کسی اور کے لئے روتے روتے
.... قمر اعجاز گوندل-گوجرہ

پھول ہیں پھول ہمیں چار سو آتے ہیں نظر
گویا جنت کے نظاروں کی یہ غمازی ہے
.... امیر حمزہ-لاہور

اے میری جان تو جہاں بھی جائے
ہمیشہ جیسے اور سدا مسکرائیو
.... محمد واصف-واہ کینٹ

سکوں کا ایک لمحہ بھی میسر نہیں مجھ کو
محبت کو سلاتا ہوں تو نفرت جاگ اٹھتی ہے
.... بہادر عاربانی-گھوٹکی

یہی بہت ہے کہ قائم رہے وفا کا دامن ساقی
کوئی کسی کا ہوا بھی ہے عمر بھر کے لئے
.... محمد ثاقب رفیق-عارف والہ

ہم نے محبت کے نشان میں آ کر اسے خدا بنا ڈالا
ہوش تب آیا جب اس نے کہلا کر خود کسی ایک کا نہیں ہوتا
.... اسد شہزاد-گوجرہ

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا ہے
اسی غفرت سے انساں نور کے سانچے میں ڈھلتا ہے
.... محمد فاروق-کوٹ رادھا کشن

ہوا جب زور پتوں کو جدا شاخوں سے کرتی ہے
ہمیں تم سے بچھڑ جانا بہت یاد آتا ہے
.... انعام علی-جنڈ

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا
.... اعجاز ساحل-کوٹ رادھا کشن

ٹوٹ جاتے ہیں بکھر جاتے ہیں کانچ کے گھر میں مقدر اپنے
اجنبی تو سدا پیار سے ملتے ہیں بھول جاتے ہیں تو اکثر اپنے
.... محمد فاروق-رحیم یار خان

نہیں مصروف میں اتنا کہ وہاں کا رستہ بھول جاؤں اظہر
کوئی جب منتظر ہی نہ ہو تو جانا اچھا نہیں لگتا
.... اظہر محمود-مندرہ

تجھ سے محبت کرتا ہوں تیری جان لے لوں گا
اگر ان جھیل آنکھوں کو کبھی پرنم کیا تو نے
.... محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

میرے شکوہ کرنے پر اس نے ہنس کے یہ کہہ دیا ہادی
تم سے وفا کس نے کی تھی جو ہم وفا کرتے
.... عامر شہزاد-گوجرہ

تم غیروں کی بات کرتے ہو ہم نے اپنے بھی آزمائے ہیں
لوگ کانٹوں سے بچ نکلتے ہیں ہم نے پھول سے زخم کھائے ہیں
.... محمد افنان-رکن

کلیوں کو بھی نہیں آیا ابھی تک اس طرح کھلنا
صبح جس طرح وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے
.... ثوبیہ کنول-10 چک

محبت کی شام جلا کے تو دیکھو
ذرا دل کی دنیا سجا کر تو دیکھو
تمہیں ہو نہ جائے محبت تو کہنا
ذرا ہم سے نظریں ملا کر تو دیکھو
.... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

آج ٹوٹ کر اس کی یاد آئی تو احساس ہوا
اتر جائیں جو لوگ دل میں وہ بھلائے نہیں جاتے
.... عبادت کاظمی-ڈی آئی خان

مت پوچھ کہ کیا مانگ کے روئے ہیں خدا سے
یوں سمجھو ہوا خاتمہ آج اپنی دعا کا
.... محمد فاروق کوٹ رادھا کشن

اُس کے ہونٹوں کی عزت کا خیال ہے فراز
ورنہ پھولوں کو تو ہم سر عام چوم لیتے ہیں
.... فاروق اینڈ عبداللہ-کوٹ رادھا کشن

اٹھا کے پھول کی پتی نزاکت سے مسل ڈالی
اشارے سے کہا کہ ہم دل کا یہ حال کرتے ہیں
.... محمد فاروق اینڈ وسیم-کوٹ رادھا کشن

کیا خاک ہے وہ جینا جو اپنے لئے ہو
خود مٹ کے کسی اور کو مٹنے سے بچا لے
.... محمد فاروق-کوٹ رادھا کشن

عمر تو ساری کٹی عشق بتاں میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے
.... ایم عثمان-لیہ

آپ یوسف ہیں نہ میں مصر کا کوئی تاجر
قیمت حسن کے اعداد ذرا کم کیجئے
.... فرحت خان-خوشاب

وہ پڑھتا رہے اور بہادر نہ میں ختم ہوں
دل چاہے کہ کوئی ایسا بڑا باب ہو جاؤں
.... بہادر عاربانی بلوچ-گھوٹکی

اس جلتے ہوئے چراغ کو کیسے گل میں کر دوں
اس چراغ تلے اندھیرے میں عمر گزر رہی ہے
.... محمد واصف مرزا-واہ کینٹ

اس نے کہا مفہوم غلط فہمی کیا ہے
میں نے کہا تم سے امید وفا رکھنا
.... محمد وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

معمول بن گیا میرا راتوں کو جاگنا
نیندیں میرے وجود کی اک شخص لے گیا
.... شعیب شیرازی-جوہر آباد

وہ لوٹنے بھی آئے تو غیروں کی طرح اعجاز
کاش کوئی لوٹ ہی لیتا اپنا بنا کر
.... ایم اعجاز-سرگودھا

کوئی اک پل جو تیرے ساتھ کا میری عمر کو سمیٹ لے
میں ذرا [illegible] ایک پل میں گزار دوں
.... [illegible]

[illegible]
[illegible]
.... [illegible]

[illegible]
[illegible]
.... [illegible]

.... محمد عرفان [illegible]

میں ایک موڑ پہ رکا [illegible]
میرے نصیب میں وہ تھا [illegible]
.... [illegible]

وہ جاتے ہیں تو دل میں کسک سی ہوتی ہے
مجھے ہے خدشہ کہیں اسے ہی تو محبت کہا نہیں جاتا
.... قیصر عباس-[illegible]-خانیوال

اس کے رخسار پہ ٹھہرا ہوا آنسو توبہ
ہم نے شعلوں پہ مچلتی ہوئی شبنم دیکھی
.... عبدالوحید بندیال-کراچی

میرے سجدوں کے تسلسل کو تو کیا جانے
سر جھکایا تیری خوشی مانگی ہاتھ اٹھائے تو تیری زندگی مانگی
.... وحید علی-ماناںوالہ

بس اک بات ہے اس میں نرالی
محبت میں کچھ کچھ غریب سا ہے
.... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

تجھ کو بھولتے ہیں تو تجھ پہ بھی لازم ہے اے میر
خاک ڈال، آگ لگا، نام نہ لے، یاد نہ کر
.... انیلہ غزل-حافظ آباد

زمانہ بھی رو پڑے ہماری جدائی پر
یہ رشتہ مجھے اتنا خاص چاہیے
.... نسیم ناز-کنگن پور

[illegible] کرنے سے پہلے میرا دل نکال لینا ساقی
[illegible]
.... [illegible]-رحیم یار خان

[illegible]
[illegible]
.... [illegible]

[illegible]

WWW.AIOURDUBOOKS.NET

دوا اگر ملتی ہے تو شفا نہیں ملتی
میں ساری دنیا ڈھونڈ کے آیا ہوں
حسن والے تو ملتے ہیں وفا نہیں ملتی

✪ .... حماد ظفر ہادی-منڈی بہاؤالدین

لوگ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں مجھ جیسا نہیں کوئی بے وفا
سچ پوچھیں تو میری ذات پر اتنا بڑا الزام کبھی نہ تھا

✪ .... وصی کنجاہی

نہیں آسان کچھ آباد کرنا گھر محبت کا
یہ ان کا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہیں

✪ .... عدنان خان-ڈی آئی خان

کسی کو کچھ نہیں ملتا کسی بھی خواب کے بدلے کا
وہی ملتا ہے جو اس کی لکیریں مانگ سکتی ہے

✪ .... راجا کامران کمانڈو-کسووال

ہوتی نہیں قبول دعا ترک عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں

✪ .... محمد عثمان-لیہ

اس کے ہاتھ پہ اپنا نام دیکھا تو ہم خوش ہوئے ساجن
وہ بڑی معصومیت سے بولی تیرے ہم نام اور بھی بہت ہیں

✪ .... فرحت خان-خوشاب

کتنا مشکل ہے محبت کی کہانی لکھنا
جیسے پانی سے پانی پہ پانی لکھنا

✪ .... شعیب شیرازی-جوہر آباد

عجب طریقے سے جس نے مجھے رلایا وقاص
لوٹ آؤ کہ ہم تمہارے ہوئے

✪ .... محمد وقاص احمد-سہگل آباد

جب تیر لگا تھا تب اتنا درد نہ ہوا عمر
زخم کا احساس تب ہوا جب کمان یاروں کے ہاتھ دیکھا

✪ .... وحید علی-مانانوالہ

دنیا غم تو دیتی ہے شریک غم نہیں ہوتی
کسی کے دور جانے سے محبت کم نہیں ہوتی

✪ .... بہادر عاربانی بلوچ-گھوٹکی

یوں بیٹھے بیٹھے کھو جانا اچھا لگتا ہے
دل کی ہر بات تم سے کہنا اچھا لگتا ہے

✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

آج پھر چاند افق پر نہیں ابھرا محسن
آج پھر رات نہ گزرے گی سہانی اپنی

(محسن نقوی) .... انیلا غزل-حافظ آباد

سانپوں کر دیا قید سپیروں نے یہ کہہ کر
انسان کو انسان ہی کافی ہے ڈسنے کے لئے

✪ .... محمد علی-چھتر وہ آزاد کشمیر

خوش رہنا بھی چاہوں تو رہ نہیں سکتا
غموں نے میرے گھر کا راستہ دیکھ لیا ہے

✪ .... وصی کنجاہی

تجھے بھی وقت کی چوکھٹ پہ نیند آ ہی گئی
پلٹ کے بھی تو نہ آیا میری خوشی کی طرح

✪ .... عدنان خان-ڈی آئی خان

ڈرپوک ہیں وہ لوگ جو پیار نہیں کرتے دوست
بہت حوصلہ چاہئے برباد ہونے کے لئے

✪ .... فرحت خان-خوشاب

غضب کا تھا آج گلشن میں یہ حسرت خیز نظارہ
ادھر بلبل کا دم ٹوٹا ادھر فصل بہار آئی

✪ .... وقاص احمد حیدری-سہگل آباد

تمہاری آنکھوں کی توہین ہے ذرا سوچو
تمہارا چاہنے والا شراب پیتا ہے

✪ .... شعیب شیرازی-جوہر آباد

پل بھر کو مل کے شناسائی دے گیا
اک شخص، اک عمر کی تنہائی دے گیا

✪ .... محمد اسحاق انجم-کنگن پور

رویا ہے اس قدر کہ اب آنکھیں گلاب ہیں
وہ شخص روٹھ کے بھی نشیلا دکھائی دے

(محسن نقوی) .... انیلا غزل-حافظ آباد

زندگی تو ہے ہی غم کے سفر کا نام
صبح بھی غم شام بھی غم بلوچ زندگی کا نام بھی غم

✪ .... بہادر عاربانی بلوچ-گھوٹکی

◆✪◆

آپ کے خطوط

اسلام علیکم ۔خوفناک سٹاف اینڈ پیارے قارئین کیسے ہیں آپ سب مجھے مس کرنے کا بہت شکریہ میں میں نے سوچا بھی نہ تھا کہ آپ لوگ میرا اتنا حوصلہ افزائی کریں گے سب سے پہلے شاہین گروپ کے تمام رائٹر اینڈ ریڈرز سب کو سلام اور مبارک باد بھائی ندیم کہانی لکھنے کا بہت شکریہ بہت پسند آئی آپ چ میں رائٹر بن گئے ہیں اور ایک کامیاب گروپ کی کامیابی پر بہت بہت مبارک ہو بہت شکریہ بھائی اس کے بعد ندا۔ واہ جی واہ ۔کیا بات ہے ڈرپوک لڑکی اتنی ڈرپوک ہو کہ ایک بچے کے رونے پر خود بھی رونے لگتی ہو اور رات کو ڈرتی ہاہاہا کیا بات آپ کا لیٹر بہت پسند آیا اور ویلکم جی آپ آئیں تو رونق بڑھی سب سے پہلے آپ کی انٹری آپ کو ویلکم کہنے کے لیے منیجر ریاض احمد صاحب آپ سب کو ویلکم کہیں گے اور آپ کی کہانی بھی بہت جلد شائع ہوگی انشاءاللہ میرے گروپ کی ملک ٹائٹر بننے پر مبارکباد قبول ہو رائٹروں کی پہچان رائٹر گروپ میں ہی ہوگی کہ واقعی یہ رائٹر ہیں باقی بس لکھتی جائیں شکریہ اچھا لگا بات کر کے۔ بھائی عبدالشکور کیسے ہیں آپ بہت شکریہ آپ نے میرے گروپ کے لیے اتنے عرصہ کی خاموشی کو توڑا اور قلم اٹھا لیا بہت بہت شکریہ آپ نے میرے گروپ میں لیٹر لکھا شامل ہونے کی درخواست کی سو ویلکم بھیا آپ سب کے لیے تو یہ گروپ بنا ہے اور آپ سب کا ہی انتظار ہے۔ سر ریاض میرے بھائی کو ویلکم کہیں پلیز ۔مدثر عاطف شہزاد بھائی ہم سب آپ کو بھی ویلکم کہتے ہیں بہت اچھا لگا کہ آپ نے میرا ساتھ دیا اسی طرح مل کر یہ گروپ کامیاب گروپ بنے گا اور ہم قدم بقدم چلیں گے۔ تھینکس بھائی ۔ابو ہریرہ بھائی بہت شکریہ آپ نے کہانی کی مبارکباد دی ویسے میں نے پہلی بار لکھی ہے اور آپ نے حوصلہ افزائی کی بہت شکریہ۔ ۔راشدہ میواتی واہ جی واہ آ گئی میں سمجھی مر گئی ہوگی جو اتنا عرصہ نظر نہیں آئی یا پھر میں سمجھی اس کی شادی گاؤں میں ہوگئی ہوگی جو یہ کھیتوں میں کام کرواتی ہوگی یا بھینس بکریاں چراتی ہوگی ڈونٹ مائنڈ راشدہ اب پتہ چلا کہ آپ سٹڈی کے ساتھ ساتھ ٹیچنگ کر رہی ہیں اور میرے گروپ میں آنے کا شکریہ لکھیں گی تو رائٹروں میں شامل ہوں گی نہ پڑھنے سے انسان رائٹر تھوڑی بن جاتا ہے۔ باقی آپ اپنی پھوپھی شبنم میواتی ۔ساجدہ میواتی ۔عابدہ میواتی ۔رضیہ میواتی ۔کلثوم میواتی ۔اور اپنی ماما کو سب کو میرا سلام کہنا اور یہ بھی بتانا کہ ان سب میں شادی کس کس کی ہوئی ہے گھر سے میرا نمبر لے لینا میں تو سردی گزار کر آؤں گی ویسے بھی جب سے لاہور گئی ہوں کوئٹہ کو ٹور نہیں لگا تھا۔ اب موقع ملا ہے تو خوب انجوائے کروں گی پہاڑوں پر۔ باقی جس جس کو میرا رائٹر گروپ جوائن کرنے پر خوشی ہوئی ان کا بہت شکریہ۔ میری طرف سے سب کو نیا سال مبارک ہو اور ہیپی رہو خوش رہو شاد رہو آباد رہو سب کی دعاؤں کی طلبگار۔

-------- لیڈر آف رائٹر گروپ کشور کرن پتوکی

WWW.URDUBOOKS.NET

محبت ہے کہ جواب ہی نہیں اور اسی وجہ سے کہ میں شب و روز خوفناک کے لیے کہانیاں لکھ رہا ہوں آپ کو پہلے دو کہانیاں شیطان کے پجاری اور روح کا انتقام ارسال کی تھیں ابھی تک شائع نہیں ہوئی اور ایک اور کہانی شروع کی ہے جلد ہی ارسال کر دوں گا خوفناک کے میرے لیے ایسے ہے جیسے ایک جسم کو روح کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح مجھے خوفناک کی ضرورت ہے خوفناک ڈائجسٹ ہاتھ میں آتے ہی دل باغ باغ ہو گیا اکتوبر کے شمارے میں اپنا تبصرہ نہ پا سکا کیونکہ ٹائم ہی نہیں مل سکا نومبر کے شمارے میں سب سے پہلے اسلامی صفحہ پڑھا والدین کی خدمت بابر علی خان ماں کی یاد میں شاید محمود گل اینڈ حماد ظفر ہادی نے خوب لکھا پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا سب سے پہلے ڈر کے آگے جیت آر کے ریحان خان پشاور سے لکھتے ہیں کیا خوب لکھا ہے دل کی اتھا گہرائیوں سے دعا ہے کہ اس طرح ہی لکھتے ہیں ڈرابناس سعادت بہت خوب لکھا ہے دولت کے پجاری ماہی راجپوت نے بھی کیا خوب لکھا ہے خونی صحرا پاٹ تو محمد ندیم عباس میواتی پہلے کی طرح خوف و ڈر کے شکنجے میں جکڑتی ہوئی نوعیت کی بے مثال لاجواب کہانی تھی تیرا راستہ نہ چھوڑوں محمد عثمان غنی نے خوب لکھا ہے پری دیوی آپی کشور کرن پتو کی نے بھی خوب لکھا ہے باقی سب کہانیاں بہت اچھی ہیں اپنی کہانی شائع ہونے کا انتظار ہے ایم اے راحت۔ امتیاز احمد کہاں غائب ہو جلد سے جلد واپس آجاؤ آپ سب کے چھوٹے بھائی کی گزارش پر خالد شاہان کی بھید سٹوری کا بھی تو جلدی سے جلدی حل نکالیں اور خونی دلدل کا شف عبید ابھی تک آپ کی کہانی کی دوسری قسط نہیں آئی کہیں خود ہی دلدل میں تو نہیں پھنس گئے آخر میں میں آر کے ریحان سے کہوں گا کہ میں ان کے گروپ میں شامل ہونا چاہتا ہوں اور آپ مجھے اپنے گروپ میں انشاء اللہ جگہ دیں گے خط پورا شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں اور میری ایک کر کے کہانیاں بھی شائع کر کے شکریہ کا موقع دیں آخر میں خوفناک کے لیے شب و روز دعا گو ہوں دل کی اتھا گہرائیوں سے دعا ہے کہ خوفناک ایک دن آسمان پر تارہ بن کر چمکے گا اینڈ قارئین و رائٹر کو ایڈوانس میں نیو ائیر مبارک ہو۔

اسد اللہ بھٹی بھکر

اسلام علیکم۔ ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ اس بار بھی سولہ تاریخ کو ملا بہت لیٹ مل رہا ہے۔ بھیا خیر اپنا خط اور آپی کشور کرن کی کہانی دیکھ کر غم کہیں دور جاتا رہا ریاض بھیا میں نے بھی ایک کہانی لکھی ہے آنکھیں نام سے کیا آپ کو ملی ہے میرے لیے خوفناک کی کہانی لکھنا بہت مشکل ہے بٹ میں کوشش کر رہی ہوں ڈر کو اپنے اندر سے بالکل ختم کرنے کی اس بار شمارے میں پہلے تو ندیم عباس میواتی آپ کی کہانی پہ تبصرہ کروں گی کہانی اچھی تھی ویسے ایک مشورہ دوں اس کہانی پہ فلم بڑی شاندار بننے والی ہے کہانی میں نادر شاہ کی اینڈ میں انٹری مزے دار تھی ویسے ایک سوال ہے آپ سے کہانی میں ہیرو آپ خود کو ہی کیوں رکھا اور آمنہ سحر ماہی مصباح۔ اقراء۔ صائمہ۔ نشاء ان سب کو صرف اینڈ میں ہی کیوں لایا گیا درمیان بھی انکا کوئی رول ہونا چاہیے تھا ناں۔ ماہی راجپوت آپ کی کہانی بھی بیسٹ تھی مگر ایک بات کہوں مائنڈ تو نہیں کریں گی آپ کی اور ندیم عباس کی کہانیاں الگ تھی کردار بھی الگ تھے مگر ٹاپک ایک جیسا ہی تھا تھوڑا سا چینج کر لیا ہوتا آپ ویسے کہانی سپر تھی شاہد رفیق۔ عثمان غنی۔ آپی کشور کرن سب کی کہانیاں سپر

نہیں ریاض بھیا لگتا ہے۔ بہت جلد خوفناک ڈائجسٹ قسط وار کہانیوں سے بھر جائے گا آپ دو رائٹروں کی کہانیاں پہلے شائع کیا کریں جب وہ ختم ہو جائے تو پھر اگلے دو رائٹروں کی شروع کیا کریں۔ انعم شہزادی آپ گجرات کی ہیں میری فرینڈ کی گجرات میں شادی ہوئی ہے وہ کہتی ہے کہ گجرات کے لوگ بہت جھگڑالو اور غصے والے ہیں مگر آپ کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہے مائنڈ مت کیجئے گا صرف پوچھا ہے آپ سے ریاض بھیا پلیز ہوپ سو آپ خط نہیں کاٹیں گے پلیز آئندہ چھوٹا لکھوں گی اب کی بار پورا شائع کر دیں پلیز پلیز اور یہ بھی بتا دیں کہ میری کہانی آپ کو ملی ہے یا نہیں پلیز بھیا ضرور بتائیے گا۔

نمبر آف رائٹر گروپ ندا علی عباس سوہادہ گجر خان

ندا علی آپ کی کہانی مل چکی ہے اور خوشی ہوئی کہ آپ نے خوفناک میں انٹری دی اور امید ہے کہ آپ مستقل رائٹر بن جائیں گے اور مبارک ہو کہ ہم نے آپ کو رائٹر گروپ میں سب سے پہلے شامل کیا ہے اور ویلکم کہا ہے آپ اس گروپ کی ممبر سب سے پہلے بنی ہیں یہ آپ کا بھائی آپ کی تحریروں کو ضرور جگہ دے گا آپ اسی طرح لکھتی رہیں بس تمام گروپز آپس میں مقابلے پر پورے اتر رہے ہیں اور رائٹی اسی بات کی ہے کہ سب کے سب مضبوط ارادے رکھتے ہیں اور پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں باقی کہانیوں کی ٹینشن نہ لیا کریں یہ تو آگے پیچھے اور اپنی باری آنے پر لگتی ہی رہتی ہیں۔ انشاء اللہ ہم نے اس ڈائجسٹ کو ایک کامیاب رسالہ بنانا ہے۔

لیڈر آف رائٹر گروپ ریاض احمد لاہور

اسلام علیکم۔ آج کافی عرصہ بعد خوفناک ڈائجسٹ میں شرکت کر رہی ہوں زندگی میں کچھ تبدیلیاں آئی جس کی وجہ سے میں خوفناک سے دور ہو گئی مجھے یقین ہے کہ آپ سب نے میری کہانیوں کو ضرور مس کیا ہو گا میں کافی مہینے سے ڈائجسٹ بھی نہ پڑھ سکی دراصل میری شادی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے میں خوفناک سے کچھ عرصہ کے لیے دور ہو گئی شادی کے بعد انسان کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں بہر حال میں نے اپنی مصروف ترین زندگی سے کچھ ٹائم نکال کر قارئین کے لیے کچھ سٹوریاں لکھی ہیں آپ سب سے گزارش ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ میری زندگی میں جتنی خوشیاں اب ہیں ویسی ہی ہمیشہ رہیں میرے شوہر نے بھی اپنی شاعری بھیجی آپ سب کو بہت پسند آئے گی آخر میں سب کے لیے نیک تمنا ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کو خوش رکھے آپ کی زندگی میں اتنی خوشیاں آئیں کہ آپ غم کا نام ہی بھول جائیں تھینکس اینڈ میری سٹوریوں کو پسند کرنے کا بہت بہت شکریہ اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا اللہ حافظ۔

تم تم نشاد کنیال فتح جنگ

اسلام علیکم۔ سر ریاض احمد کیسے ہیں آپ سب اور میں آپی شکور کرن کی مشکور ہوں کہ انہوں نے والے گروپ کا انتخاب کیا ہے کہ رائٹر کی پہچان ہی اس گروپ سے شروع ہو گی میں بھی اس گروپ میں شامل ہونا چاہتی ہوں پہلے میں دوسرے رسائل میں لکھتی تھی مگر اس رائٹر گروپ نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا ہے میں سب کچھ چھوڑ کر آ گئی ہوں اب مزہ تب آئے گا آپ مجھے اپنے گروپ میں ویلکم کہیں سر ریاض احمد صاحب۔ واہ جی کیا بات ہے آپ دو دو بچوں کے نانا بن گئے پہلے کشف اور اب

حذیفہ صاحب بھی نانا واہ مبارک ہو اقراء آپی کو میری طرف سے بہار کباد کہنا کیونکہ میں ان کی تحریروں کی بہت بڑی فین تھی مگر انہوں نے شادی کی بعد بالکل بھی نہیں لکھا کشف تو اب ماشاء اللہ فر فر بولتی ہو گی۔ کوئی بات نہیں ایک سال بعد حذیفہ بھی آپ کی انگلی پکڑ کر دکان پر جایا کرے گا۔ اور آپ کے بیٹے کی منگنی کی بھی بہت بہت مبارک ہو سر آپ بہت چھپے رستم ہیں بتاتے ہی نہیں ہیں مگر بات کہیں نہ کہیں سے نکل ہی آتی ہے۔ کرن آپی آپ کیسی ہیں آپ نے میرا دل جیت لیا ہے اور مجھے آپ کی باتوں نے آپ کے پاس آنے پر مجبور کر دیا میں نے بہت سوچا کہ میں خوفناک میں نہیں لکھوں گی مگر کیا کروں آپ کی باتیں سن کر رہا بھی نہیں گیا آپ نے ایسا گروپ ایجاد کیا ہے کہ ہر کوئی اس میں ضرور انٹر ہو گا۔ آپ بہت بہت مبارک ہو اور دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو ہر قدم پر کامیابی عطا کرے آمین۔

-----------رخسانہ حبیب لاہور

صاحب قلم اور اردو ادم کے شائقین کرام اور محترم ایڈیٹر صاحب اسلام علیکم آج کچھ باتیں لکھاری حضرات سے کرنے کو دل چاہ رہا ہے لیکن دل نادان کو اس امر کا بھی شدت سے احساس ہے کہ بخدا شاید کوئی لکھاتی اپنے تخیل کی بے لگام سواری کو حرکت دے اور اس کے دل میں یہ احساس بیدار ہو کہ واہ بلوچ صاحب ہماری اصلاح کے درپے ہو گئے ہیں قارئین کرام یہ بات ہرگز نہیں نہ تو کسی کی اصلاح مقصود ہے اور نہ ہی کسی پر تنقید وا ستھزا محترم ایڈیٹر صاحب امید ہے کہ میری اس بات کی موافقت کریں گے کہ آج کل ہماری اکثر تحریریں ادبی شہ پاروں سے خالی ہوتی ہیں میں سب کی بات نہیں کر رہا ہوں ہر معاملہ میں کچھ افراد کا رشتہ ضرور رہتا ہے ہمارا مقصد اپنی تحریروں سے اردو ادب کی ترویج و اشاعت نہیں بلکہ اپنا نام پیدا کرنا اور تعلقات کا وسیع کرنا ہوتا ہے جس کے لیے ہم مختلف ذرائع استعمال کرتے ہیں جب ہمارا مقصد اردو لغت کا فروغ ہو گا تو جس محلہ میں آپ اپنی دلکش اور پر اثر تحریر بھیجیں گے آپ کی تحریر کو شرف قبولیت ملنے کے ساتھ ساتھ اس رسالہ کی بھی ترقی ہو گی باتیں تو بہت ساری تھیں بس چند اشارات گوش گزار کر دیں کیونکہ عقلمند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اچھے لکھاریوں کی تحریروں کو پڑھا جائے دوسری بات یہ ہے کہ یہ گروپز ہماری پہچان کے لیے ہیں ان گروپز کے کسی بھی رکن کا مقصد آپس میں لڑائی یا طعن تشنیع نہیں ہونا چاہیے بس سب مل کر خوفناک کی ترقی کے لیے کام کریں ماہ نومبر کا شمارہ ہاتھ میں آیا تو بہت خوشی ہوئی کہ رسالہ دن بدن ترقی کر رہا ہے سب لکھاریوں نے اچھا لکھا ہے شاہین گروپ۔ کنگ گروپ۔ اور خوفناک رائٹر گروپ کے سربراہوں نے مقابلے کی کہانیاں لکھی ہیں بھائی ندیم عباس میوانی بہت خوب سلسلہ وار کہانی خوب رہے گی ابو ہریرہ بلوچ آپ نے کہانی لکھنے کو کہا دعا کرو فرصت مل جائے تو ضرور لکھوں گا نادر شاہ کہاں غائب ہو نہ تو آپ نے ہمیں یاد کیا اور نہ ہی آپ کی شہزادی نے ویسے بہاولپور اکثر اپنوں کو بھول جاتے ہیں لیکن جن شہزادیوں نے ہمیں یاد کیا۔ انعم شہزادی۔ نشاء شہزادی۔ ہم بھی دل کی گہرائیوں سے آپ کو یاد کرتے ہیں محترم ایڈیٹر صاحب رسالہ روز بروز ترقی کی طرف گامزن ہے اگر آپ کی محنت اسی طرح جاری رہی تو رسالہ ضرور سابقہ معیار پر آ جائے گا اور ہاں قارئین و لکھاری حضرات میرا نام عثمان غنی نہیں بلکہ عثمان بلوچ ہے احتیاط کیا کریں والسلام-----------

-----------عثمان بلوچ

اسلام علیکم پیارے انکل ڈیئر رائٹر اینڈ ریڈرز کیسے ہو آپ سب امید ہے کہ سب ٹھیک ہوں گے انکل جی ہمیں پچھلے ماہ کا بھی رسالہ مل گیا ہے آپ نے کہا تھا کہ ایڈریس بھیج دیں آپ رسالہ بھیج دیں گے بجھوا دو شکریہ ہمیں مل گیا تھا اب بات کرتے ہیں نومبر کے شمارے کی۔ ریحان بھائی کی سٹوری ڈر کے آگے جیت بہت اچھی لگی۔۔ پری دیوی آپی کشور کرن۔۔ روح کی کہانی محمد سلیم۔۔ خونی صحرا پارٹ ٹو ندیم عباس میوانی۔۔ ڈرا بناس سعادت۔۔ دولت کے پجاری ماہی راجپوت۔۔ عثمان غنی کی تیرا راستہ چھوڑوں ناں۔۔ اس بار بھی سب سٹوریز بہت اچھی تھیں کوئی چاند رکھ میری شام پر خواجہ عاصم سرگودھا بہت ہی اچھی سٹوری بھی میری فیورٹ۔ اسلامی صفحہ ماں کی یاد میں کچھ بہت اچھا تھا اس بار احسان سحر کی سٹوری نہیں تھی آپ بھی جلدی سے سٹوری لکھو بھائی۔ انکل جی میری اس سٹوری کو اور جو پہلے بھیجی ہیں شائع ضرور کر دیجئے گا اور جنہوں نے کالا جادو میری سٹوری کو پسند کیا کلثوم شجاع آباد۔۔ رابعہ کامران کسوال اور انعم شہزادی گجرات جنہوں نے میری کہانی کے بارے میں اچھا بولا سب کا مصباح کی طرف سے تھینکس اللہ تعالیٰ خوفناک کو ترقی دے اور ہم سب کو راہ حق پر چلائے آمین۔ مائی آل فرینڈز اللہ حافظ۔

-----------مصباح اکرم۔

اسلام علیکم ایڈیٹر صاحب مزاج گرامی کیسے ہیں امید ہے کہ ٹھیک ہی ہوں گے قارئین اور لکھاریوں کی صحت یابی کے لیے دعا گو ہوں رسالے کے لیے کافی انتظار کروایا اس قدر تاخیر اتنے کم عرصہ میں بڑھ چڑھ کر اس پر تبصرہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے مہربانی کریں کوئی حل سوچیں۔ دس نومبر کو شمارہ میرے ہاتھ میں آیا ٹائٹل کافی حد تک پرانا تھا آگے بڑھے تو اسلامی صفحہ پڑھ کر کافی معلومات حاصل کی کہانیوں کی فہرست کی جانب پیش رفت ہوئی تو اپنی بھیجی کہانی نظر نہ آئی لیکن جان کو خوشی ہوئی کہ آپ نے اگلے ماہ اس کی اشاعت کا وعدہ کیا ہے چلیں اب وعدہ خلافی نہ کر جانا انکل جی۔ آپی کشور کرن صاحبہ ویلکم کہ آپ نے پہلی ہی فرصت میں کہانی بھیج ڈالی پری دیوی واقعی لاجواب تحریر تھی یقیناً آپ میں دونوں موضوعات پر لکھنے کا قابل تحسین فن موجود ہے جس میں مزید نکھار کی دعا کرتا ہوں۔ عثمان غنی تیرا راستہ نہ چھوڑوں ناں مزیدار کہانی تھی۔ شاہد رفیق سہو خوفناک جن واہ بھیا واہ جی کیا کہنے لیکن یہ کیا اختتام بھی کر ڈالا چلونئی کہانی کے منتظر ہیں۔ ماہی راجپوت ویلڈن پہلی ہی انٹری میں کہانی لکھ ڈالی آپ سچ میں ہی کمال کی لکھاری ہو۔ شاہین گروپ کی طرف سے ڈھیروں مبارکباد خدا کرے آپ اسی طرح گروپ کا مان بڑھائیں۔ ندیم عباس میوانی خونی صحرا پارٹ ٹو کافی انتظار کے بعد لیکن واقعی انتظار کا پھل میٹھا ہوتا ہے پہلی تحریر کی طرح دوسرا جو بھی زبردست رہا تیسری کب کردار ہے ہو یہ کیا شادی کر لی اور ہمیں انوائٹ تک نہیں کیا مرضی ہے۔ ننھی گڑیا ایمان فاطمہ کی بہادری قابل داد رہی اختتام دلچسپ رہا۔ خواجہ عاصم آپ کی سٹوری کی بڑھتی طوالت کبھی کبھی اکتاہٹ دلا دیتی ہے یہ شاید جواب عرض کے لیے موزوں تھی۔ خطوط میں آپی کشور کرن۔ اور ندیم عباس میوانی۔ انعم شہزادی۔ ضائمہ۔ کلثوم۔ نیشاء۔ ماہی راجپوت

۔خطوط کے پسند آئے جو شاہین گروپ کے روشن ستارے ہیں ایک بات پھر انکل سے یاد دہانی کروا دو کہ اگلے ماہ سٹوری لگا دیں گے رسالے کے لیے دعا گو ہوں سب کو سلام رب راکھا۔

محمد ابو ہریرہ بلوچ۔ بہاولنگر

اسلام علیکم۔ ریڈ اینڈ رائٹرز کیسے ہیں آپ میں خوفناک کی خاموش قاری ہوں اور کافی عرصہ سے خوفناک ڈائجسٹ پڑھ رہی ہوں آج آپی کشور کرن کی لیٹر پڑھا پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ انہوں نے ایک ایسا گروپ ایجاد کیا ہے جس کا نام خوفناک رائٹر گروپ ہے میں بھی اس میں انٹر ہونا چاہتی ہوں آپی کشور کرن سے ریکویسٹ ہے کہ مجھے ویلکم کہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اور مجھے پوری امید ہے کہ آپ میرا یہ خط ضرور شائع کرنا اور میں تمام قارئین کو نیو سال کی مبارکباد پیش کرتی ہوں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو خوشیاں اور پانچ وقت کی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین آپی کشور کرن کو اللہ تعالیٰ ڈھیروں خوشیاں نصیب فرمائے اور خوفناک ڈائجسٹ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔۔

شائلہ لاہور

اسلام علیکم۔ پیارے قارئین اور جواب عرض سٹاف میری طرف سے سب کو سلام۔ اور نیا سال مبارک ہو۔ میں ایک سٹوڈنٹ ہوں اور میرا نام صوفیہ ہے اور میں 9th میں پڑھتی ہوں جب سے میں خوفناک ڈائجسٹ بہت شوق سے پڑھتی ہوں اور میں کافی عرصہ سے خوفناک ڈائجسٹ کی خاموش قاری ہوں اور آج پہلی بار لکھنے کی جسارت کر رہی ہوں امید ہے آپ مجھے ویلکم کہیں گے اور آپی کشور کرن کی کہانیاں بہت شوق سے پڑھتی ہوں جب سے آپی کشور کرن کا لیٹر اور رائٹر گروپ کا پڑھا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی میرا ایک پاگل سا بھائی بھی بہت شوق سے پڑھتا ہے جب بھی میں رسالہ لیتی ہوں وہ مجھ سے پہلے پڑھنے کو تیار ہوتا ہے مجھے پڑھنے نہیں دیتا اس لیے پاگل کہا ہے منصور بھائی نو مائنڈ۔ آخر میں سب کو سلام اور خوفناک ڈائجسٹ کے لیے دعا گو ہوں اللہ دن دگنی رات چوگنی اسے ترقی نصیب فرمائے آمین

صوفیہ ادریس لاہور

محترم قارئین کرام۔ امید ہے کہ آپ ٹھیک ہوں گے۔ میں آج پہلی بار اپنے خط کے ساتھ آپ کی محفل میں حاضر ہو رہی ہوں میں اصل میں جواب عرض کی رائٹر ہوں لیکن کب تک میں خوفناک کی دنیا سے دور رہتی مجھے بھی آج خوفناک میں حاضر ہونا پڑا کیونکہ جواب عرض اور خوفناک ڈائجسٹ ایک ہی ادارے کے رسالے ہیں اور ان کے ساتھ ہم نے چلنا ہے جواب عرض میں تو میں بہت ہی مشہور ہوں ہر کوئی مجھے جانتا ہے لیکن خوفناک میں شاید مجھے جاننے والے بہت ہی کم ہوں گے لیکن بہت جلد میں خوفناک میں لکھ کر آپ قارئین کے دلوں میں اپنا راج قائم کر لوں گی۔ مجھے لکھنے کا بہت ہی شوق ہے اس شوق کو پورا کرنے کے لیے میں بہت جلد ایک سٹوری کے ساتھ جلد ہی حاضری دوں گی امید ہے کہ مجھے ویلکم کہیں گے۔ اب کی بار اس خط کے ساتھ ہی اجازت چاہتی ہوں۔

سیدہ امامہ علی۔ کہوٹہ۔

ویلکم ادارہ خوفناک ڈائجسٹ آپ کو خوفناک میں بھی ویلکم کہتا ہے۔ آفس منیجر ریاض احمد۔

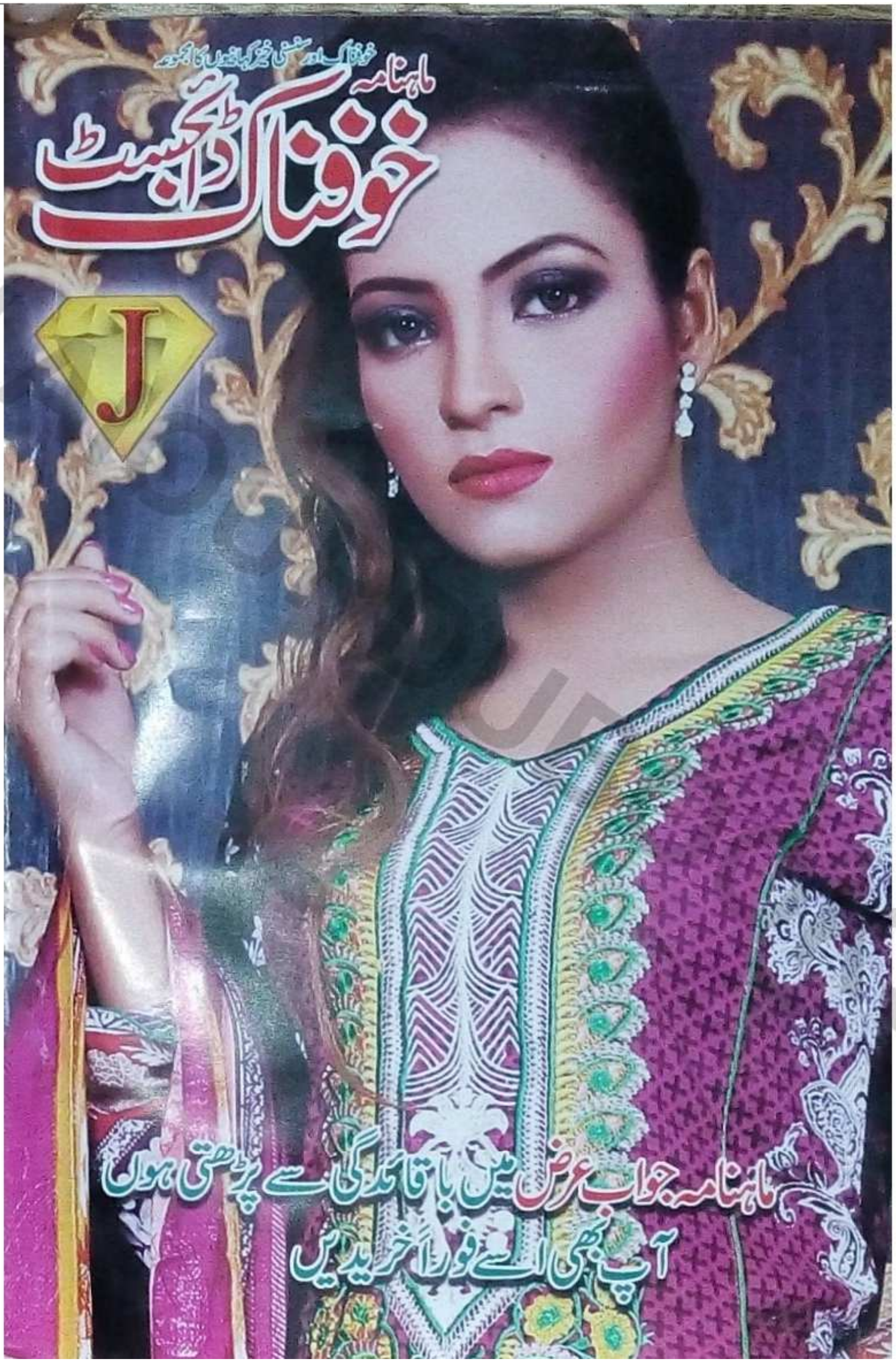
ماہنامہ
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیوں کا مجموعہ
خوفناک ڈائجسٹ
J
ماہنامہ جوابِ عرض میں باقاعدگی سے پڑھتی ہوں
آپ بھی اسے فوراً خرید یں

WWW.…JEE…S.NET